

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فُتُوْرَةُ الْبُيُوتِ

ویناچہ
سہ نندہ حنین عالمی

موجود ہے۔ اسے بزرگی ذات پاک سے ملے جس سے آسمان زمین و ماسوا کو اپنی قدرت کا دھڑکتا ہوا چکر چلاوے گا۔ جس سے انسان کو منتخب کبر کے غلوت غفل سے شرف و ممتاز فرمایا اور پھر اہلسنت و کرم سے اپنے خاص بندوں کو عوام کی ہمت کیلئے مبعوث بر نہوت و رسالت کیا۔

وہ پاک و مقدس دستِ نبوی ہے کہ ہمارے غلوں کو اس کا ادا کرنا نہیں کر سکتے کیونکہ عقل محدود و مضبوط
وہاں جہادِ فہرستم کی حدود و مفسرینہ ارفع و اعلا ہے۔ ہم اس کے شے زمان کی ضرورت ہے بعضہ مکان

روانہ صفات زیادہ سے زیادہ منظور ہے۔ انہی کے صفات میں ان کی زبان فطرت میں اس لئے وہ بھی

[illegible]

میں نے دیکھا کہ ایک شخص جو میری طرف سے ایک خط لکھ رہا تھا، وہ ہر حال میں اس کے قریب ہی رہتا تھا۔

۱۔ ہرگز نہ کہیں گے جس سے ہمتا ہے وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے لیکن اس کی مخلوق

پیشکش کی وجہ سے اس کی تعداد محدود ہے۔

۱۰۰

... و ...

تاریخ ہجری ۱۲۸۵

ہمیں راجہ سنگھ اور نہ وہ اپنی ذات و صفات میں کسی شک سے ہمیں

وہاں ہجرت کرنے والوں کی پرورش کرتا ہے اور ان

یہ سب نہیں بدلتا کہ اس کے بجائے لڑا ہوں اس لئے اس

ہم کہتا رہا کہ میں نے اس نے جنگ اپنی جگہ کو

ائمہ اربعین کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے اس پر ایمان رکھنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو علیہ و آلہ وسلم کو اور ان تمام حضرات ائمه شریعہ و اوصیاء
 علیہم السلام سے فرمایا جو خاتم نبوت کے لئے مقرر ہوئے اور ان کے اور سب آنحضرت کا سینہ مبارک
 پر انیس برس کا بچا تھا اور ان کے بعد ان کے وارث اور ان کے وارثوں کی تعریف میں فرمایا وصالہم اولا و افاضہم لثنا
 الامینین و خاتم النبیین کہ خطابات عطا کئے اور ان کی تعریف میں فرمایا وصالہم اولا و افاضہم لثنا
 الامینین اور ان میں سے ان کو اولاد دی جو ایسی ہیں اور ان کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس سے
 ہم کو اپنے پیغمبر نبی و حبیب کی خدمت میں قرار دیا اور پھر ان سے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہم کو اپنے
 نبی و حبیب کے اہلبیت اور اپنے کلام سے شکر کی توفیق کراست فرمائی جس شکر کے ارشاد سے ہوا
 کہ تم کمال اور امت کے اتنا تم کی خبر لے کر اسلام سے اپنی رضا و خوشنودی کا پروانہ صادر فرمایا۔

[illegible]

عبد الله بن محمد بن عبد الله بن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

في شهر النجم ربيع الثاني سنة ١٢٨٥ هـ

(۳) فی الصواعق النجوم امان لا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا علی کتابا علی علیک قلت یا رسول اللہ اتخاف علی الدنیا قال لا قد عوت، اللہ عزوجل ان یجعلک حافظا وکن
 کتابا لک لک اللہ من لدنک ہم تقی امتی لغیثہم سبجہ دعائهم ویم یغفر اللہ عن الناس الی الابد ہم عول
 الرحمن من الشما وھذا الاولام وانشاء الی الحسن وقل ھلانا ینہما اشار الی حسین ثم قال لا یموت من لدن رض
 ترجمہ (۱) مناقب میں احمد بن حنبل نے اخراج کیا ہے کہ کہا حضرت علی علیہ السلام نے کہ فرمایا جناب
 رسالت آج کے کہ نجوم اہل سما کی واسطے باعث امان ہیں اگر نجوم جلتے ہیں اور مغفود ہو جائیں تو اہل سما بھی ناپید
 ہو جائیں اور میرے اہلبیت باعث امان ہیں اہل زمین کے لئے اگر میری اہلبیت باقی نہ رہیں تو اہل زمین ناپید ہو
 جائیں۔ (۲) حاکم نے اخراج کیا ہے اس حدیث کو جابر بن عبد اللہ ابو موسیٰ اشعری و ابن عباس رضی اللہ
 عنہم سے اور انھوں نے بیان کیا کہ فرمایا حضور سرور عالم نے کہ نجوم اہل آسمان کے لئے اور میری اہلبیت اہل زمین کے
 لئے امان ہیں اگر نجوم جاتے ہیں تو اہل سما بھی جاتے ہیں اور اگر میرے اہلبیت جاتے ہیں تو اہل ارض بھی جاتے
 ہیں۔ (۳) صواعق میں ہے کہ نجوم اہل آسمان کے لئے اور میری اہلبیت میری امت کیلئے باعث امان ہیں
 اس حدیث کو مخرج کیا ہے۔ ایک جماعت علمائے (۴) جمہور نے یہ اسناد اخراج کیا ہے اس حدیث کو
 کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انھوں
 نے ان کے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل
 کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت ختمی مرتبت نے یا علیؑ لکھو جو میں تم کو بتاتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 کیا آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میں بھول جاؤں گا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ یہ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے
 دعا کی ہے کہ وہ تمہارے حافظ کو برقرار رکھے و لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے شرکا و ایما کی واسطے لکھو
 جو تمہاری اولاد سے ہونے والے ہیں ان کی وجہ سے باران میری امت کو سیراب کرتا ہے اور ان کے
 واسطے سے دعا مقبول ہوتی ہے۔ اور انھیں کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں سے بلا کو دور رکھتا ہے
 اور انھیں کے طفیل میں آسمان سے رحمت نازل ہوتی ہے اور یہ (حضرت حسنؑ کی طرف اشارہ کر کے) انھیں
 کے پہلے اور یہ (حضرت حسینؑ کی طرف اشارہ کر کے) ان میں کے دوسرے اور باقی ائمہ اُن کی نسل سے ہونگی
 رضی اللہ عنہم۔ (۵) فَلَلهِ الْحَمْدُ بِلَا انْقِصَاءٍ وَلَهُ الشُّكْرُ بِلَا انْتِهَاءٍ ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْ حَبِیْبِهِ وَرَسُولِهِ
 وَخَاصِّ خَلْقِهِ صَفَاتِہٖ اَنْبِیَآئِہٖ سِتِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِصَاطِفِہٖ اَحْمَدِیْنَ الْحَبِیْبِہٖ وَالْهٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْهَادِیْنَ الْمُعْصِیْنَ
 لَا ذِکْرَیَا وَاحْتِکَامَ الْکَامِلِیْنَ لِنَاصِرِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلْعَادِیْنَ الْاَقْتِیَاءِ۔

مقدمہ کتاب ہذا۔ جہاں اور علوم نے اہل اسلام کے سایہ عاطفت میں نشوونما پائی وہاں

وہاں ظلم تاریخ بھی اون کے فیض کو مجھروم نہیں رہا اور اس میں سے بہت سی کتابیں لکھی گئیں جو زمانہ میں جوڑ
ہیں لیکن ان تاریخوں کا مجموعہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بھر ذخار ہے جس میں سے کسی ایک فرد مینر
کے حالات و سوانح چکر کمال اسوانح نویس کیلئے سمندر میں غوطہ کھا کر موتی نکالنے سے کم دشوار نہیں ہے۔ ان
مختلف تاریخوں میں سوانح نویس کیلئے سب سے بڑی دقت یہ ہوتی ہے کہ تمام واقعات تاریخی ایک حیثیت سے
نہیں ملتے کسی تاریخ میں ایک واقعہ درج ہے تو دوسری تاریخ میں بجائے اس کے سکوت ہے یا صرف اشارہ پر
اکٹھا لیا گیا ہے تیسری میں اسے انکار ہے چوتھی میں اس واقعہ کا ایک جز تو لکھا ہے لیکن دوسرے جز کو ذکر
ہی نہیں ہے پانچویں میں اسی واقعہ کا رد کیا گیا ہے۔ غرض ان تمام تاریخوں کے دیکھنے سے بعض حالات میں
واقعات کا ایک عجیب غلط بحث پایا جاتا ہے جس سے خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آخر موزین نے
واقعات میں استعدا اختلاف کیوں کیا ہے یہ کوئی رائے اور قیاس کا معاملہ تو ہے نہیں جس میں اختلاف کا
ہونا ممکن کیا بلکہ لازمی ہو یہ تو واقعات ہیں جن میں اختلاف کا ہونا ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے اگر غور سے
تاریخ لکھنے والے کے زمانہ کی حکومت اور صاحبان حکومت کے طرز حکومت پر نظر کی جائے تو اس
اوجھی ہوئی گہتی کی گرہ کھل جاتی ہے اور اختلاف کے اسباب صاف نظر آنے لگتے ہیں۔

ہر شخص اپنے زمانہ کی رفتار و حاکم وقت کے اقتدار سے متاثر ہوتا ہے۔ اگر کسی واقعہ کا اظہار حاکم و محو
کی مصلحت کے خلاف ہے یا اس کے طریق عمل پر اچھی روشنی نہیں ڈالتا تو اس وقت کا مورخ اس کے ذکر
کی جرات کیونکر کر سکتا ہے پھر اگر کسی واقعہ کی نسبت جو اس سے پہلے ایک مورخ لکھ گیا ہے حاکم وقت کا
اوس کی خاص مصلحت کے لحاظ سے یہ اشارہ ہو کہ وہ واقعہ بادیہ جائے یا اوس کی شان بدلیجائے اور اگر
اوسکی تردید کر دجائے تو بہت ہی خوشنودی کا باعث بلکہ انعام کا موجب ہوگا تو اس کے خلاف کرنے کی
کس میں طاقت ہو سکتی ہے۔ خود علماء اور وہ بھی بڑے بڑے علماء جو نہ صرف مجتہد بلکہ امام کے لقب سے یاد کئے
جاتے ہیں اور جن کے احکام و فتاویٰ پر لوگوں کے اعمال و عبادات اتنا تک چل رہے ہیں سلاطین کے اثر سے محفوظ
نہیں رہ سکے اور ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دینے میں بوجہ خوف یا طمع احکام الہی کی پابندی نہ کر سکے
چنانچہ (نظیراً) قاضی القضاۃ امام ابو یوسف کی نسبت تاریخ اختلفا علماء سیوطی مترجمہ مولوی خلیل الرحمن میں
مذکور ہے کہ جب خلیفہ مارون رشید عباسی کی ہوائی فغانی اوس کے متوفی باپ خلیفہ مہدی عباسی کی۔
مدخل پر مائل ہوئی تو امام صاحب صوف نے اوسکی حالت فتویٰ دیکر مارون رشید کو اپنی ہوس نکالنے کی اجازت
دیدی اور شاید اسی کے صلہ میں قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اسی طرح ایک اور مسئلہ کی نسبت
امام صاحب صوف نے خلیفہ مارون رشید سے جب تک ایک لاکھ دم کھڑے کھڑے گنواں لئے اوس کے

مسئلہ کو حل فرمایا۔ تاریخی اختلاف سے متعلق یہ امر بھی غور طلب ہے کہ جس واقعہ کو کوئی مورخ لکھتا ہے اور کوئی مورخ چھپاتا ہے یا اوس کی شان بد لکھ ظاہر کرتا ہے یا اوس کی تاویل میں جدوجہد کرتا ہے اوسکو اوس مورخ کے عقیدے اور مذہب سے کس حد تک تعلق ہے اس تعلق کے معلوم ہونے سے واقعہ کے اظہار و اختصار بہت روشنی پڑتی ہے۔ ان فرض اختلاف کے اسباب یادہ تر مورخ کے عقائد اور اوس کے وقت کی حکومت میں اثر ہوتے ہیں اگر کوئی مورخ ایسا واقعہ لکھ جائے جو عام طور پر اس کے مذہب میں قابل پسند و پذیرائی نہ ہو یا اوس کے وقت کے پہلے تو یہ پر روشنی واقعہ ہو یا اوس کے مذہب کے کسی پیشوا پر اس کے کسی لازم یا بدلتو یا اس واقعہ بہت قابل لحاظ و غور ہوگا اور مورخ کی ان قدر بخاری دلائل۔ اس کتاب میں جو حالات مجھے لکھنا میں ان کے لحاظ سے مورخین کی حالتوں کا اندازہ کرنے کے لئے زمانہ کے حالات پر نظر کرنا اور ناظرین کے لئے ان کا بالاختصار بیان کر دینا ضروری ہے

بانی اسلام جناب سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم نے عرب کے مذہب معاشرہ کو بالکل بد لکھ کر یا ملت کر دیا اور عرب وہ عرب نہیں رہا جو حضور سرور کائنات کی ولادت باسعادت یا بعثت بکرامت کے قبل تھا اس تنگ متغیرہ پر عرب تاحیات آنحضرت قائم رہا حضرت حیز البشر کے انتقال کے بعد اوس نے پٹا کھایا اور اپنے اصلی رنگ کی طرف رخ کیا کسی نے پیغمبری کا دھمے کر دیا کسی کو حکومت کا ادعا پیدا ہو گئی نے زکات سے سبکدوشی چاہی بعض قبائل نے حضرت ابوبکر کو ایک غیر مستحق والی سمجھ کر یہاں تک کہہ دیا کہ جب اہلسنت رسالت ولایت و حکومت نکال لیگئی تو ایک ایسے قبیلہ کی فریاد ہم کیوں غلط کریں اور زکوٰۃ کا دہیہ اوس کو کیوں دین جبکہ خود ہمارے ہی قبیلہ میں تحقیق زکوٰۃ موجود ہیں۔ غرض ایک طوفان بے تمیزی اٹھ کھڑا ہوا اس تلاطم کا روکنا بہت مشکل کام تھا خصوصاً جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اوس وقت جو صاحب تخت خلافت پر بٹھلائے گئے تھے وہ خود کسی مانہ میں سی عام زمرہ میں داخل تھے تو اس طوفان کا زور قوت تدارک سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن حاکم وقت حضرت ابوبکر کی قوت اسلامیہ کہنے یا ان کی اولوالعزمی و بیدار مغزی یا ان کے مشیروں کی اصابت لئے و تدبیر و یکجہتی یا علی ابن ابیطالب کا اپنے حق کے پامال کرنے جلنے پر صبر و تحمل بہر حال جو کچھ بھی ہو وہ قابل تحسین و آفرین ہے کہ ان کو اپنی حکومت کا رنگ چلنے اور سکے بٹھانے کا پورا موقع ملا اور بالآخر بحزنی ہاشم کے سب کو تخت حکومت کے سامنے سر جھکانا پڑا۔ گو اس گیر و دار بعض سپہ سالاروں سے سجدہ یا دیتیاں اور عینو انیاں بھی ہو گئیں۔ (۱) لیکن قیام حکومت

حاشیہ۔ (۱) مجملہ ان کے ایک ایک مالک بن زبیر کا قتل ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور انھوں نے زکوٰۃ طلب کی تو مالک بن زبیر صحابی نے جو عین خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا تھا ان کو خلیفہ تسلیم کرنے اور زکات دینے میں تامل کیا اور جناب علی رضی اللہ عنہ کی طرف میلان ظاہر کیا۔ حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو فوج دے کر اوس کی سرکوبی کے لئے بھیجا لیکن خالد کو یہ فہمائش کر دی کہ اگر اوس کے قبیلہ سے اذان کی آواز سنائی دے تو قتل سے پرہیز کرنا۔

اس لئے وہی خلیفہ برحق ہے۔ اس نزاع اور اختلاف کا بنیادی پتھر جناب سرور عالم کے انتقال فرماتے ہی

عالمی شہرہ یافتہ

جب خالد دفعتاً اوس کے سر پر قرح لے کر پہنچ گئے تو مالک یہ سمجھ کر کہ کوئی عظیم حملہ کے ارادہ سے آیا ہے خالد کے مقابلہ پر آیا لیکن اوس زمانہ میں اکثر جن قبیلوں میں باہم عداوت ہو کر رہتی تھی۔ وہ موقع پا کر اپنے حریف قبیلہ پساخت نامیج کی کار کرتے تھے۔ لیکن جب مالک کو معلوم ہوا کہ اجماعاً اور لوگ اوس کے برادران اسلامی ہیں تو جنگ کے ارادہ سے باز آیا اور خالد کی فرمائش پر ہتھیار رکھ دل لئے۔ مالک بن زبیرہ کی زوجہ جن وصال میں مشہور تھی۔ اور خالد کا دل اور سپر تصرف کرنے کے لئے بہانہ دہن ہوتا تھا۔ اس لئے رات کے وقت جبکہ مالک و اوس کے قبیلہ لئے غافل ہو گئے خالد نے اپنے ساتھی صحرائی عربوں کو لے کر جو بھر حملہ کر دیا۔ اور مالک کو محض اوس کے قبیلہ والوں کے گرفتار کر کے مشکین باندھ دیں اور ان سب کو کفر و ارتداد کا الزام لگا دیا مالک نے ہر چند اپنے مسلمان ہونا ظاہر کیا اور خود خالد کیسا قصصیں سنے بھی شہادت ہی کلا اوس کے قبیلہ سے اذان کی اور آسمانی دی تھی۔ لیکن خالد نے محض ان صحرائی عربوں کے قول پر جو مالک سے عداوت اور مال کی طع رکتے تھے اعتبار کر کے مالک کو قتل کر ڈالا اور اسی شب میں اوس کی زوجہ پر بلایا طرہ کے مشرف ہوئے۔ ابو قتادہ الضاری اس مباحی سے سخت ناراض ہو گئے۔ اور لشکر سے جدا ہو کر مدینہ چلے آئے اور حضرت ابوبکر و عمر سے تمام کیفیت بیان کی۔ مالک کا بھائی بھی اگر مستغنیث ہوا حضرت عمر اس ظلم سے بہت متاثر ہوئے اور خالد کو زنا کی سزا دینے اور ان سے قصاص لینے پر سد بار خلافت میں بہت دیر ہوا لیکن حضرت ابوبکر نے خالد کو معاف کر کے بیت المال سے مالک کے بھائی کو خون بہا دیا۔ اور خالد کو سیف اللہ کے خطاب سے سر (از فرما د کہ سر العمال علی متقی) اور باقی اہل قبیلہ کو جو گرفتار کر کے لئے گئے تھے شل نوذی غلام کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ماضی ہو کر شل حضرت عمر کے شیعہ بھی مالک کو صحابی رسول ماننے میں اور کہتے ہیں کہ وہ مرتد نہیں تھا بلکہ مسلمان تھا۔ اور باقی قتل کیا گیا اور اوس کی قوم کی عورتیں اور بچے بقلم نوذی غلام بنائے گئے۔ اگر بقیض محال مالک مرحوم کو مرتد مان بھی لیا جائے تو عورتوں اور بچوں کا کیا قصور تھا۔ اور خصوصاً بچوں کا جو حالت اسلام میں پیدا ہوئے تھے اور جو کسی طرح غلام نہیں بنائے جاسکتے تھے چنانچہ حضرت عمر اپنے حصہ پر متصرف نہیں ہوئے اور جب وہ خود خلیفہ ہوئے تو قبیلہ مالک کے سپایا اور موہل کو جہانک ممکن ہوا لوگوں سے واپس لے کر چھوڑ دیا۔ جیسا کہ امام شہرستانی کتاب مل و نحل میں تحریر فرماتے ہیں وقتل اہل اجتماعہ فی ایاہم خلافت الیہ رد السایا والاموال الیہم واطلاق المحبوسین -۱۰- صاحب شرح مواقف لکھتے ہیں۔ الشیعہ اعلیٰ الذین شایعوا علیہم والوائہ الامام بعدہ، سوللہ باللہ بالفضل ماجلیا دام خلیا وعلیہم السلام ان اللہ لایخرج عنہ وجہا کذا لکن انما یظاہر انہم لایستعینون اوس الادہ لیسے شیعوہ لو کہیں جنوں نے پیروی کی علی کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ میں اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ امامت اوس سے اور ان کی اولاد سے نہیں گئی مگر انہوں نے غلامی سے امامت لے لی۔ لاقول الحین بن علی کتب عبد اللہ ابن علی علیہ السلام میں معاویہ ابی عبد اللہ فقد عطیت الزبیرہ وجبت۔

المصيبة بعدد في الاسلام حدث عظيم ولا يوم كيوم الحسين فكتب اليه يزيد لما بعد يا احمق فانا جئنا الى بيت محمد

رکھا گیا اور تعمیر ہوتے ہوتے اوپر وہ سلخ تیار ہوا جہاں (صرع) سر دین را بید بیدینے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں نے خلیفہ کے تقرر میں بہت جلدی کی اور بقول حضرت عمر کے حضرت ابوبکر کا انتخاب فائدہ دینے بے سوچے سمجھے ناگہانی طور سے ہو گیا (تاریخ الخلفاء سید علی وحید حسین و تاریخ مسٹر بن) چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکہیز میں شرکت کا خیال اور اس کا انتظار بھی نہ کیا گیا اور یہ جلدی محض اس وجہ سے کی گئی کہ اگر حضرت علیؑ کو جو معہ بنی ہاشم کے آنحضرت کی تجہیز و تکہیز میں مصروف تھے جلسہ میں شریک ہو کر اپنے کہنے اور دوسروں کو ان کے سننے کا موقع دیا جاتا تو اُمیدواران حکومت کی امیدوں پر پانی پھر جاتا۔ لیکن بعض اس جلدی اور جنازہ پیغمبر سے بنو حنیس کے متعلق ایک چلتا ہوا فقرہ یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اگر خلافت کا انتخاب جلدی سے نہ کر لیا جاتا اور مسلمان آنحضرت کی تجہیز و تکہیز میں مصروف رہتے تو بڑا فساد و بلبوہ ہو جاتا کیونکہ منافقین پر سرفساد اور موقع کے منظر تھے اور اس فقرہ کی تائید میں ان لڑائیوں کو پیش کر دیتے ہیں جو آنحضرت کے بہت بعد کے چلکر اور ان میں سے بھی بعض نا پسندیدگی انتخاب کے سبب واقع ہوئیں۔ یہ چلتا ہوا عام فریب فقرہ کو نا تقلید کرنے والوں پر تو بڑا ٹیک کا زر ہو سکتا ہے۔ لیکن جنکی نظر واقعات پر سے وہ اس کو ہوائے قلعہ سے بھی یاد

و خوش بھاد و سادۃ فلما انت غنائان یكون الحق بغيرنا فاقبوله اول من سن هذا ابتز واستأثر بالحق على اهل دمن
 ہمنا قتل قتل الحیین یوم الخندق وقیل قتل یضاً بائناً ذالک النبی اوسلمہما اصیب علی بسیف ابن ملجم بنی حب قتل ہو
 امام حسین تو عبد اللہ ابن عمر نے یزید بن زینب بن معاویہ کو خط لکھا کہ سبب قتل حسین ابن علی کے مصیبت عظیم واقع ہوئی
 اور سخت حادثہ اسلام پر نازل ہوا اس خط کا جواب یزید نے عبد اللہ کو یہ لکھا کہ اے نادان ہم آئے طرف مکانات مبار
 شدہ کہ کہ نہیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے کیتہ لگے ہوئے تھے اس قتال میں اگر ہمارے مخالف حق پر تھے تو اس کا
 الزام آپ کے والد ماجد پر ہے کہ وہی اس کے بانی اول تھے جنہوں نے خاندان رسالت سے خلافت کو نکال کر ایسے ظلم کی
 سنت جاری کی چنانچہ لوگوں کا قول ہے کہ حسینؑ بروز شوریٰ سقیفہ قتل ہوئے اور یہ بھی لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے علی
 ابن ابیطالب اسی سقیفہ کے دن ابن ملجم کی تلوار سے قتل ہوئے۔ یزید بن زینب کی اس تحریر اور حجت الزما کی اس قدر اثر
 عبد اللہ ابن عمر پر ہوا کہ جب امام حسینؑ کے قتل کے سبب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو عبد اللہ ابن عمر نے اپنے اخوا
 اور دوسرے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ یزید پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور وہ امام وقت، اسکی مخالفت جائز نہیں ہے اور سبب
 اس کے فسق و فجور کے بیعت توڑنا درست ہے چنانچہ میں نے اس سے بیعت کر لی ہے اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول ہے
 پس تم لوگ اس کی بیعت سے نکل کر اپنے دین کو فاسد نہ کرو (تسطلائی جلد دوم) صحیح مسلم جامع الاصول ابن اثیر جزئی میں
 اس قدر اور زیادہ ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو شخص امام وقت کے خلاف ہو کر مزاح
 کا فر ہو کر مرے۔ یزید کے ایسے خوش عقیدہ و مقلد و دست بیع ہوئے کہ باوجود عبد اللہ ابن عمر سے صد حدیثیں قبول کی
 گئیں لیکن امام جعفر صادقؑ سے اس بنا پر بخاری نے حدیث نہیں لی کہ وہ یزید کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ علاوہ عبد اللہ ابن عمر وہ
 شخص ہیں جو مخالف تھے علیؑ ابن ابی طالب کے اور طرفدار تھے معاویہ کے کس قدر تعجب خیز یہ امر ہے کہ جو لوگ معاویہ و
 یزید کو اپنا امام اور خلیفہ رسول سمجھیں اور اہمیت پیغمبر سے دشمنی اور مخالفت کریں ان کی بیان کی ہوئی حدیثیں ال
 کرنے میں کچھ بھی تامل احتیاط نہ کیا اے اور جو لوگ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کو حبصیت پیغمبر اپنا مادی امام سمجھیں

ناپائیدل سمجھتے ہیں۔ حضور سرور عالم کا انتقال بقول ابن خلدون دو شنبہ کو دو پہر کے وقت ہوا اور منگل کا دن گذر کر چار شنبہ کی آدھی رات کو یعنی بارہ پہر کے بعد آپ دفن ہوئے اس قدر دیر کا سبب مجزاس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ سوائے آنحضرت کے خاندان والوں اور دو چار صحابیوں کے جنکی مجموعی تعداد بقول ابوالفدا وغیرہ کے سات سے زیادہ نہ تھی کوئی تجہیز و تکفین میں شریک نہیں ہوا صرف ایک قبر کن کیلئے مدینہ کی تپھری زمین کھودنا آسان نہ تھا لاجالہ دیر ہوئی اگر مدینہ والے تمام مسلمان پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کو اپنے اغراض پر مقدم کرتے اور حاضر ہو کر اس کام میں اہلبیت کی مدد کرتے تو یقیناً زیادہ سے زیادہ چھ سات گھنٹہ میں فراغت ہو جاتی اس امر پر تقریباً اہل مؤرخین کا اتفاق ہے کہ وہ حضرات جو سقیفہ میں خلافت کا انتظام اور اسپر معرکہ آرای کر رہے تھے حضور سرور عالم کی نماز جنازہ اور دفن میں حاضر و شریک نہیں ہو سکے جس ظاہر ہے کہ نصف شب چار شنبہ تک انتخاب سے فرصت نہیں ہوئی تھی اور وہ لوگ وہیں تھے۔ اگر بعد دفن بہت جلدی سمجھی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ نصف شب مذکور کے بعد ایسے وقت حضرت بوکر کو خلیفہ مقرر کرنے اور ان کی محبت ستانی کے انتظام سے فرصت ہوئی ہوگی کہ وہاں سے آئے آئے آنحضرت دفن ہو چکے تھے۔ جب دو شنبہ سے نصف شب چار شنبہ تک لوگ خلافت کے لئے بلا خوف فساد و بلوہ جھگڑتے رہے تو چھ سات گھنٹہ کے اندر تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کر نہیں سنا و بلوہ ہو جانے کا کیوں خوف کیا گیا ہاں علی ابن ابیطالب کی شرکت باعث فساد و بلوہ سمجھی جائے تو دوسری بات ہے۔

شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے بھی الفاروق میں اس جلدی کی متعلق اسی قسم کی توجیہ کی ہے جسکو ہم اوہنیں کے الفاظ میں لکھ کر اسپر مرزا عابد علی بیگ صاحب نے جو ریویو کیا ہے۔ اوس کو یہاں نقل کرتے ہیں۔ جناب شبلی فرماتے ہیں ”ہر شخص جو ذرا ہی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت نے جو وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا ہوا بھاجودت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں۔ اس نازک وقت میں آیا یہ ضرور تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری میں مصروف رہیں یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منظم حالت قائم ہو جائے۔“ مرزا صاحب موصوف اسپر ہم ریویو فرماتے ہیں۔ ”ذی علم مصنف کی اس تقریر پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتے

اور ان کی امامت و خلافت کے معتقد ہوں وہ باوجود ثقہ و راستبار تسلیم کئے جانے کے اس قابل نہ سمجھے جائیں کہ ان سے حدیث لی جائے بلکہ معتقدین تو درکنار خود امام سے حدیث پیغمبر لینے سے احتراز کیا جائے۔ حالانکہ یہ آئینہ اہلبیت وہ ہیں کہ جن کے دشمن بھی باوجود سعی و کوشش کرنے کے ان میں کوئی عیب ثابت نہ کر سکے۔

تھے یا نہیں اور پیغمبر کو یہ علم تھا یا نہیں کہ مدینہ منافقوں سے بھرا ہوا پڑا ہے اور نہ مدت سے اس بات کے منتظر ہیں کہ رسول اللہ کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں اور بنظر اوس حالت کے آیا ہوں کو ضرور تھا کہ وہ اپنی زندگی میں خصوصاً اخیر حصہ زندگی میں خلافت کا کوئی انتظام کر جائیں۔ اور اسی کے بموجب تنظیم حالت قائم ہو جائے اور جس کسی کو وہ خلیفہ تجویز کریں اوس سے بہتر کوئی شخص منتخب کر سکتا تھا یا یہ کہ ہوں نازک وقت میں انتظام خلافت اور تقرر خلیفہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ جائیں جنہیں منافق کثرت سے ہوں کہ مدینہ منافقوں سے بھرا پڑا ہوا تھا اور آیا پیغمبر یہ سمجھتے تھے کہ بعد اون کے لوگ جس کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے وہ پیغمبر کے مجوزہ سے عمدہ ہوگا اور آیا پیغمبر یہ جانتے تھے کہ امر خلافت میں بعد اون کے نزاع ہوگا اور اوس کا اثر دین اسلام اور مسلمانوں کی سلطنت پر پڑے گا۔

”پھر مسلمان خصوصاً جنہوں نے پیغمبر کو دیکھا تھا اور علماء اسلام قائل چلے آتے ہیں کہ پیغمبر اسلام اعلیٰ وجہ پر اصول تمدن سے واقفیت رکھتے تھے۔ اور غیر دین اسلام والے بھی مثل پیر اعظم شہنشاہ روس کے یہاں تک قائل ہوئے ہیں کہ محمد رسول اللہ اول درجہ کے حکیم اور فلاسفر تھے۔ آج تک زمانہ میں اون جیسا عقلمند پیدا نہیں ہوا اسلامی سلطنت کی ترقی و قیام کے لئے جو اصول انھوں نے مقرر کئے ہیں وہ ایسے جربتہ ہیں کہ اون سے بڑھ کر ہونا ناممکن ہے۔ نیپولین بونا پارٹ کا یہہ مقولہ تھا کہ کل مقبوضہ ممالک میں ایک ہی مذہب ایک ہی زبان مانج کرنے کے لئے سوائے مذہب اسلام کے اور کوئی مذہب نظر نہیں آتا خلیفہ وقت کے فرائض میں داخل ہے کہ جہاں جہاں کلمہ گو ہوں خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں ہوتے ہوں اون کے معاملات میں مختلف مداخلت کر سکے اور وہ اوس کی خدمت کی بجا آوری منہا اپنے اوپر فرض عین سمجھیں اور یہ بات اور یہہ اتحاد کسی اور مذہب ملت کو دنیا میں حاصل نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب اسلام ایک اعلیٰ اصول تمدن پر قائم کیا گیا ہے۔ جب نیپولین بونا پارٹ سے یہہ پوچھا گیا کہ موجودہ زمانہ میں اس قدر تنزل اور انحطاط کا کیا باعث ہے تو اوس نے جواب دیا کہ اوس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ بعض نفس پرستانہ خود عرض آدمیوں نے رخنہ اندازی کی ہے اور اپنی نفسانیت کے لئے مسلمانوں کی متفقہ جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے یہی تفرقہ اس تنزل کا سبب ہے۔“ اُس سے بھی کوئی مسلمان عالم انکار نہیں کر سکتا کہ پیغمبر سے زیادہ کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ مدینہ منورہ منافقوں سے بھرا ہوا پڑا ہے۔ جو مدت سے اس بات کے منتظر ہیں کہ رسول اللہ کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں جن منافقوں کی انواع و اقسام کی جز قرآن میں موجود ہے جو کوئی اصول تمدن اور اصول سلطنت داری ہے وہ ابھی واقفیت رکھتا ہے وہ ضرور اس بات کا قائل ہوگا کہ پیغمبر کو اوس نازک حالت میں تمدن اور سلطنت کے برقرار

رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ اپنی زندگی اور خصوصاً آخرت زندگی میں کسی کو منتظم خلافت مقرر کر جائیں تاکہ منافقوں کی طرف سے جو خطرہ ہے اوس کی بنیاد اوکھڑ جائے اور اس نوعیت سے پیغمبر کا مرکز کسی کو معلوم ہی نہ ہو۔ مسلمانوں کو اپنی بنائی سلطنت سے اوس کے عہدہ منتظم کے بغیر کسی خرد خستہ کے ملے اور کوئی خطاب بڑا وفات پیغمبر سے سلطنت اسلام پر نہ پڑ سکے۔ اس سے ہی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پیغمبر کو اپنے عہد میں، صحابی اور ہمارا اور ہر انصار کا بھروسہ ہو چکا تھا کہ کون کس کس قسم کی لیاقت رکھتا ہے۔ اور کس کے کیا خیالات ہیں پیغمبر بلحاظ اپنے تجربہ کے اور بنظر حالت موجودہ کے جس کسی کو بعد اپنے منتظم اور خلیفہ تجویز کر جائیں اوس سے بہتر مذہب اسلام کو اوس کے صحیح مرکز پر چلانے والا ہو نہیں سکتا تھا۔ جو کوئی اس کا قائل نہ ہو اوس کو اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ پیغمبر اصول تمدن سے آگاہ تھے نہ اصول سلطنت داری سے اور نہ ان کو اپنے صحابہ اور اپنے عہد کے مسلمانوں کے کچھ حالات معلوم تھے کہ ان کا رخ امر خلافت کے متعلق کس طرف ہے ایسے قائل ہونے سے پیغمبر پر ناقابلیت اور عمل کا اطلاق ہوگا۔ جو قطعی خلافت واقعہ ہے اگر کوئی اس بات کا قائل ہو کہ پیغمبر ناقابل اور جابل نہ تھے۔ مگر ان کو ضرور نہ تھا کہ وہ اپنی زندگی اور خصوصاً آخرت زندگی میں کسی کے لئے استخلاف کرتے تو اوس کو اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ خود پیغمبر منافقوں کے خطرہ کو اور امر خلافت کی نزاع کو عہد آئیدہ و دانستہ چھوڑ گئے اور جس کی وجہ سے دین اسلام نہ تمام دنیا میں پہلے رکھا اور نہ اپنے صحیح مرکز پر چل سکا اور امر خلافت کی باہمی نزاع سے درمیان مسلمانوں کے خونی زیزی ہو کر خاندان رسالت تباہ اور دین اسلام برباد ہو گیا۔ گویا اوس کے خود پیغمبر بادی ہوئے کہ جو بانی اسلام کی شان کے خلاف تھا اس فروگزاشت عظیم کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ پیغمبر نے اپنے کار منصبی کو ناقام چھوڑا اور تبلیغ رسالت میں (معاذ اللہ) قصور کیا وہ رسالت کہ جس کی شریعت قائم کر کے دین کو دنیا سے الگ نہیں رکھا ہے۔ اور اوس نے توحید اور تمدن و سیاست میں و معاش و معاد کے کامل مسائل بنیادیہ ہیں اور اوس کے متعلق احکام نافذ کر دئے ہیں جبکہ تعمیل بغیر ایسے شخص کے جس کو پیغمبر منتظم قرار دیں ہو نہیں سکتی تھی۔ یہ امر کسی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ جو کام خود پیغمبر کو کرنا ضرور تھا۔ اوس کو مینے نزاع امر خلافت کے طے کرنے اور خلیفہ کے قرار دینے کو بعد اپنے ایسے لوگوں کے ماتھ میں چھوڑ جائیں کہ جنہیں کثرت سے منافق ہوں جن سے مدینہ بھرا پڑا ہوا تھا اور جو مدت سے منتظر تھے کہ پیغمبر کا سایہ اوٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں۔

”اگر پیغمبر کو اپنی زندگی میں ضرورت تعین خلیفہ کی نہ تھی یا کسی کے لئے استخلاف نہیں کیا تھا کہ جو پیغمبر کے دم نکلتے ہی فورا دین اسلام کے بموجب خلافت کا چلانیوالا ہو تو وقت وفات پیغمبر سے

تاقرر خلیفہ کے (جذمانہ بعد وفات پیغمبر قرار دیا جائے) جو اسود خلافت امروہی کے لوگوں سے سرزد ہوں اون کی مناد ہی کا اختیار کس کو ہو سکتا ہے۔ کیا یہ قبول کیا جاسکتا ہے کہ زمانہ فترۃ میں ایسے پیغمبر تھے جس کا دین قیامت تک تبدیل ہونے والا نہ ہو لوگوں کی ہمارے چھوڑ دی تھی کہ وہ حسب طرف چاہیں چلے جائیں اور اون کے ہر راہ ہونے کا تدارک کوئی نہ کر سکے یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ خلیفہ اپنے تقرر سے ماقبل زمانہ کی بابت بھی وار و گیر کا اختیار رکھنے والا ہوگا لیکن یہ دو لغات خلافت عقل اور حصول تمدن اور سیاست کے ہیں۔ جب تک یہ امر قبول نہ کیا جائے کہ پیغمبر اپنی زندگی مخصوص شہر حصہ زندگی میں دین اسلام کے قائم و برقرار رکھنے والے اور اس کے بموجب سلطنت اسلامیہ چلانے والے کو بتا اور بتائے تھے تب تک وہ خدشات و شبہات جنہ قصود پیغمبر کی ذات ستودہ صفات پر عاید ہوتے ہیں رفع نہیں ہو سکتے۔ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے بھی اس جلد بازی کی توجیہ فرمائی ہے لیکن اون کی توجہ مولوی شبلی صاحب کی طرح دین کے ہی منافقین تک محدود نہیں ہے بلکہ اون کے خیال نے ملک عرب کے نکال کر روم و ایران کی طرف اون کو متوجہ کر دیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ حکومت اسلام کے بظنی گھوٹے روم و فارس اور سرحدی زبردست سلطنتیں اوس کو ہر وقت آنکھیں دکھاتی رہتی تھیں اس لئے مجبوری فی الوقت کسی نہ کسی کو پیغمبر کا نائبین تجویز کرنا ضرور ہوا۔ اگر ڈپٹی صاحب موصوف واقعات اور حالات زمانہ پر نظر ڈالتے تو اون کو معلوم ہو جاتا کہ اوس وقت اور اون ممالک میں نہ تار برتی تھی اور نہ ریل کہ مدینہ والے دن کے دن ایران۔ توران والوں کو تار دینے کے جس بات کے ہم عرصہ سے منتظر تھے وہ آج ہو گئی حدود و اہد اسلام کو پال کر دو۔ اور ایرانی تورانی چھ سات گھنٹہ کے اندر ہی فوج لے کر مدینہ پر چڑھ چکے تھے۔

انقرض اس قسم کے فتنوں سے بھڑاس کے کوجائے صفائی کے اور الزام ثابت ہو۔ دراصل کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس یہ کہنا کہ اس کا رد وائی یعنی فی الوقت حضرت ابو بکر خلیفہ بنا دینے سے آتش فتنہ و فساد و جہ گئی بالکل خلافت واقعہ ہے اگر عقیدہ و تعصب الگ ہو کر دیکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ مسلمانوں میں جو اختلاف کی آگ بھڑکی ہوئی ہے اور جس کو تیرہ سو برس کا زمانہ مدید بھی نہیں بجھا سکا اوس کی چنگاری اسی پھیلفے کے آتش دان میں حکومت کی ہوا سے روشن کی گئی تھی۔ بھر حال اسلام اور اخلاق کا متعنا رہیہ تھا کہ سب مسلمان پہلے حضور سرور عالم کی تجہیز و تکفین اور نماز و دفن سے فراغت کر کے اہلبیت رسالت کو پرستہ دیتے اوس کے بعد اگر حق بحقیقت رسول اللہ کسی کے حق میں اختلاف نہیں کر گئے تھے۔ ایک کونسل منعقد کر دیتے

جس میں افاضل مہاجرین کا مفصلہ علی الخصوص بنی ہاشم سے اپنے رئیس علی بن ابی طالب کے حوالہ سے
محسن اسلام تھے شریک کئے جاتے اور سب ملکر یہ نیک نیتی ان امور پر عمل کرتے۔ (۱) آیہ قرآن میں
کوئی ہدایت یا حکم اس بارہ میں ہے یا نہیں کہ سید الانبیاء کے بعد ان کا جانشین کون شخص ہو (۲)
اگر قرآن میں ایسا حکم یا ہدایت نہ پاتے تو قول واحد حدیث نبوی کی طرف رجوع کرتے اور دیکھتے کہ
رسول اللہ نے اس بارہ میں کچھ فرمایا ہے یا نہیں (۳) اگر اس سے بھی کچھ معلوم نہ ہوتا تو آنحضرت
کے طرز عمل پر عمل کرتے (مثلاً تبلیغ احکام سورہ براۃ و ہدایت اہل یمن پر مامور کرنا وغیرہ) اور اس
سے نتیجہ نکالتے کہ کون شخص پیغمبر کی جانشینی کے لئے سب سے زیادہ موزون ہے۔ (۴) اگر اس میں بھی
کامیاب نہ ہوتے تو دیکھتے کہ انبیاء سابق اور ملت ابراہیمی میں جانشینی کا کیا طریقہ تھا یا یہ کہ موجود
لوگوں میں بلحاظ علم و فضل و حلم و شجاعت و زہد و دیانت و تقویٰ و امانت و سخاوت و حسب و نسب
کے کون سب سے افضل و ممتاز ہے جس کسی کو ان صفات سے متصف پاتے اس کو منتخب کر کے میر

لے سید علی ہمدانی (عالم سنی الذریب) اپنی کتاب مودۃ القربی میں اور اوس کے حوالے سے شیخ الاسلام قسطنطین سلیمان
الحنفی اپنی کتاب بیان المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں: عن ابی صالح عن ابی سعید الخدری عن ابی ہریرۃ قال ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر سیدۃ براۃ فلما بلغ خضبان سمع بغام ناکت علی عذوقہ وقال جاشع فی قال
خیول النبی قد یثنی سیدۃ فلما رجع انطلق معہ ابوبکر لے رسول اللہ فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر و انت
صالحی قال فما یصلی علی لا لہ الا اللہ و جل منی یعنی علیا۔ اور صاحب روضۃ الصفا تاریخ مذکور میں کہتے ہیں۔
(حضرت رسول) صدیق اکبر (ابوبکر) را بہ امارت سے صدقہ از اصحاب موسوم ساختہ فرماد کہ بہ کہ رود و خلائق را مکتب
ج یا مود و از او اہل سورہ ہماۃ تا چہل ایہ بر مردم خواند و ابوبکر از موضع ذوا کلہ فیہ احرام بستہ بموجب فرمودہ روان شد
مقارن اس حال جبریل فرود آمدہ پیغام حضرت عورت بہ آنسرور رسانید کہ با تو چہ جس تبلیغ رسالت کنند الا تو یا علی ویرود
تو یا مود سے کہ از تو باشد و چون امیر المؤمنین از میان قوم و عشیرت بزیادتی قربت و قربت بہ رسول اللہ اخفاص داشت
آنسرور جناب ولایت تاب را از کیفیت واقعہ آگاہ ساختہ فرمود کہ از عقب ابوبکر برو و او اہل سورہ ہماۃ را از و سے
بستان و در موسم حج ہر مردم خوان۔ اس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں۔ و اعلام اورے مذکور است کہ چون علی مددہ بہ ابوبکر سید
ابوبکر پر سید کے علی چہ واقع شدہ مگر در شان من چیز سے نازل کشہ علی گفت نہ لیکن رسول خدا فرمودہ کہ سورہ براۃ
از تو بستانم و ہر مشرکان غنام۔ ابوبکر ہم از راہ برگشتہ بنزد رسول خدا آمد و بعض رسائل کہ انک الملتی علی موطالت الاعراف
فیہ علی فلما تو حجت محمد تثنی عنہ مالی نزل فی قرآن فقال للنبی لا ذلک الامین ہیطالی عن اللہ عز و جل کہ نہ
لا یدری عنک لا انت و لا رجل منک علی حق و هو الحق و صیتی و اولی و خلیفتی فی اہل اہم من لک فی حق صیتی
و یغفر وعدی لا یدری الا علی۔ ان ہر یک مکتب اہل سنت کی عبارات منہجہ بالا کا خلاصہ مطلب اردو میں یہ ہے
کہ جب سورہ ہماۃ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے حضرت ابوبکر کو میر حاج مقرر کر کے سورہ براۃ اون کے سپرد کی اور فرمایا
کہ موسم حج میں کہ میں ہوں چکر اس کے احکام کی تبلیغ کرو۔ حضرت ابوبکر حسب حکم مذکور روانہ ہوئے اون کے روانہ ہونے
کے بعد ہی جبریل آنحضرت کے پاس نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ تبلیغ رسالت صرف تم کر سکتے ہو یا علی
(برویشیہ یا وہ شخص جو تم سے ہو) پس رسول اللہ نے علی مرتضیٰ سے کیفیت بیان کر کے حکم دیا کہ جا کر ابوبکر سے سورہ

سرپرستی خلافت کرتے۔ لیکن یہ تو کچھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ جسوقت بنی ہاشم اور اہلبیت پیغمبر کے کن دفن میں مشغول تھے چند لوگوں نے مسجد و خانہ نبوی سے بہت دور ایک جگہ یعنی سقیہ میں جمع ہو کر خلافت کا بندوبست اور حضرت ابوبکر کا انتخاب کر لیا۔ اور پھر چونکہ اس قلیل جماعت نے ایک راستہ ڈال دیا تھا اور سروں کو اوپر کئے اور چلنے میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہ ہوئی صرف تھوڑا سا دبا یا ذی اس مروت و طمع اون کو اس اہ پر لائیکے لئے کافی ہو گئی جب اہلبیت اور بنی ہاشم کو حضور سرور عالم کے دفن سے فرصت ہو چکی اور اس انتخاب کی خبر ہوئی تو حضرت علی نے اوپر اعتراض کیا تمام بنی ہاشم اور چند خاص اصحاب نے جناب علی مرتضیٰ کی خلافت پر اتفاق کیا لیکن چونکہ غلبہ حضرت ابوبکر کی پارٹی کو ہو چکا تھا اس لئے حضرت علی کی پارٹی نے کچھ تو آپ کے سمجھائے اور منع کرنے سے اور کچھ اپنی قلت کے خیال سے سکوت کر کے خونریزی سے پرہیز کیا اور اسلام کے سر پر خانہ جنگی کی آفت نہیں آنے دی۔ ایسی حالت میں جب اہ بیت حضرت علی کے استحقاق پر دلالت کرتی تھیں یا جو امور نامناسب اس اختلاف اور خلیفہ وقت کی سلطنت کے سبب حکام و عمال کے ہاتھوں اہلبیت رسالت کی نسبت سرزد ہوئے ہوں ان کا اظہار یا ذکر علی الاملان کیونکر کوئی کر سکتا ہوگا۔ بلکہ تعصب اور مصالح حکومت کا اقتضا یہ ہوگا کہ اس قسم کی باتیں یا تو بالکل دبا دی جائیں یا اون کے ذکر کی ممانعت کی جائے۔ یا اون کی تاویل کر کے شان بدل دی جائے۔ جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں :- ان ما وقع بین الصّحابة من المشاجرات علیّیّہ المسطورة فی کتب المتواخیخ والمذکور علیّیّہ الا لاند وکان الباعث لہ الحقد العناد والحسد اللذی دطلب الریاسة والمیل الی اللذات الشهوات والیس کل صحابی معصوما ولا کل من اتھا بنی بالخیر مرسوما۔ الا ان العلم الحسن ظنہم باصحاب رسول الله قد کرواھا محامل تا دیلات بما یلیق وذهبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التذلیل والتقصیر صونا لعتائد المسلمین عن الزیغ والضلالة فی حق کبار الصّحابة سیمما المهاجرین منهم والانصار والمبشرین۔ بالثواب فی دلو القرار ما ماجری بعدہم من الظلم علی اہل بیت النبی فمن الظہور بحیث لا یجمل

بشارة لیلو اور تم کہ پوچھا کہ حکام خدا کی تبلیغ کرو۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب روانہ ہوئے اور راستہ میں حضرت ابوبکر سے ملے اور سورہ براءۃ اون سے لے کر مکہ کو گئے اور احکام خدا کی تبلیغ فرمائی۔ حضرت ابوبکر واپس ہو کر جناب سالتاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ایک بڑے اہم کام پر مامور فرما کر میری عزت افزائی فرمائی اور جب میں اس کام کے بجائے پر توجہ ہوا تو آپ مجھے اوس سے معزول کر دیا گیا میرے بارہ میں کوئی حکم خدا نازل ہوا؟ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ تم کو معزول کر دینا سبب ہو کہ جناب پروردگار جبرئیل یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ تبلیغ رسالت میں خود کروں یا وہ شخص کرے جو مجھ سے ہو اور یہ تو ہم سب کو معلوم ہے کہ علی مجھ سے ہے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث اور میری اہل و عیال میں میرے بعد میرا خلیفہ ہے وہی میرے دین کو ادا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور پھر علی کے یہ کام کوئی نہیں کر سکتا

للانخفاء وبقي سوء علمهم على كثر الشهود ومرالدهم فلعنة الله على من باشر او امر او ضمن او سعى
والعذاب لا خوة استد ابقى فان قيل فمن علماء الذہب من لم يحذر اللعن على يزيد مع علمهم بانه يفتحق ما
يرد على ذلك ويزيد قلنا تخاميا على ان يرتقى الى الاعلى فالاعلى كما هو شعار الرواض على ما يرفعه
في ادعيتهم ويجوز في انديتهم فراى المعتنون بامر الدين الجاه العوام بالكلية طريقا الى الاقصاء في
الاعتقاد بحيث لا ينزل الاقدام عن السواء ولا يضل الافهام بالاھواء والامنن الذي يخفى عليه
الجواز والاستحقاق وكيف لا يقع عليه الاتفاق - یعنی جو نزاعات و مشاجرات صحابہ کے مابین -
واقع ہوئے اور جو زبان زد خلایق ہیں اور کتب تواریخ میں لکھے ہوئے ہیں اون کا سبب بجز عناد و حسد و بغض
و طلب یاست و خواہشات لذات نفسانی کے اور کچھ نہیں ہے کیونکہ نہ کل صحابی معصوم تھے اور نہ یہہ
منزور ہے کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو علماء نے سبب اس حسن
ظن کے جو ان کو صحابہ کیساتھ ہے اون مشاجرات و نزاعات کی تاویل کی ہے اور دوسری باتوں پر ان کو
محمول کر دیا ہے اور یہہ اونھوں نے اسوجہ سے کیا ہے کہ لوگوں کے عقیدے اصحاب خصوصاً ہاجرین
والنصار و مبشرین بالثواب کے بارہ میں فاسد نہو جائیں رہا یہہ امر کہ اون کے بعد اہلبیت رسالت پر ظلم و ستم
کیا گیا وہ ایسا طشت از بام ہے کہ اوس کا اخفاء ناممکن ہے پس خدا کی لعنت ہے اوس شخص پر جو اس کا
مذکب ہو یا جس نے اوس کے ارتکاب کا حکم دیا یا جو اس پر راضی ہوا جس نے اوس میں سعی کی - اور یہہ امر
کہ بعض علماء نے یہہ بے یزید ابن معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں قرار دیا حالانکہ وہ جلتے ہیں کہ وہ لعنت
سے بھی زیادہ کاستحق ہے اوس کی وجہ یہہ ہے کہ اوس کے اعمال شیعہ پر مطلع ہوئے اور اس پر لعنت
کرنے سے یہہ اندیشہ و خوف ہے کہ اوس کے اوپر والوں پر لعنت کا سلسلہ قائم ہو جائے جیسا کہ
رائسبولٹ (یعنی شیعوں) کا طریقہ اون کی محفلوں میں یا ٹیچ ہے بلحاظ دورانہی و پیش بندی علماء
نے یزید پر لعنت کرنے کی ممانعت کی ہے تاکہ یہہ سلسلہ اوپر والوں کی طرف رہبری نہ کرے ورنہ
یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اتفاق یزید پر لعنت کرنا درست ہے - اور وہ اس کا مستحق ہے - اسطرح
ابن حجر مکی اپنی کتاب صواعق محرقة میں لکھتے ہیں - قال لغزالی غیرہ عیوم علی الواعظ دایۃ
مقتل الحسن المحسن و حکایاتہ و ما جرنے بین الصحابة و التشا جرد التخاصم فانه یھیم علی بغض
الصحابۃ و الطعن فیہم یعنی امام غزالی و غیرہ کا قول ہے کہ واعظ پر فرزند ان رسول یعنی حسین کے

امام محمد بن زکریا نے اپنی تفسیر کبیر اور امام سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور میں بھی یہی واقعہ لکھا ہے
لے متعصین المہنت بنیت توہین شیعہ کو راضی کہتے ہیں -

قتل کا حال بیان کرنا اور اصحاب کی باہمی عداوت دشمنی کا ذکر مباحرام ہے کیونکہ اس سے صحابہ کے واقعی حالات معلوم کر کے اونپر طعن کرنا وہ ان سے بغض رکھنے کا موقع لوگوں کو ملتا ہے۔

ایسے وقت و حالات میں اگر کسی صحابی یا مورخ یا عالم نے باوجود حضرات ابوبکر و عمر کی پارٹی میں ہونے کے کوئی بات ایسی کہی یا لکھی ہو جس سے وہ امور نامناسب ظاہر ہوتے ہوں جو حکام و عمال کے ہاتھوں اہلبیت پیغمبر پر واقع ہوئے یا جو حضرت علی کے استحقاق خلافت پر دلالت کرتی ہو یا دوسرے کے استحقاق کے منافی ہو تو وہ بہت قابل لحاظ ہوگی۔ اور اس میں شک نہیں جیسا کہ تاریخین اور تذکرے بتلاہے ہیں کہ اکثر مستند لوگوں کے زبان و قلم سے ایسے واقعات و حالات کا ذکر نکل گیا ہے اور اس کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب حکومت کو پورا اقتدار اور تسلط ہو گیا اور حضرت علی نے غارت گزین ہو کر سکوت اختیار کیا بلکہ معاملات شرعی میں جب کہی کوئی مشکل پیش آئی یا اون سے غلطی واقع ہوئی تو آپ نے اون کی مشکل کو حل کرنے میں یا غلطی کی اصلاح کرنے میں کہی دریغ نہیں کیا تو حکومت کی طرف سے اوس کی بندش میں زیادہ کد و کاوش بھی نہیں کی گئی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر کی حکومت کا مختصر دور ختم ہو گیا اور بذریعہ استخلاف کے حضرت عمر کی خلافت کا دور شروع ہوا حضرت ابوبکر نے نہایت عقلمندی سے اس امر کا موقع ہی نہیں آنے دیا کہ بعد اون کے انتقال کے پھر کوئی کیشی ہو اور خلیفہ کے تقرر پر پھر معرکہ آرائی کی فست آئے بلکہ اونھوں نے اپنی بیماری کے زمانہ میں انتقال سے پہلے حضرت عمر کو اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔

حضرت عمر کی خلافت میں بھی ابوجہز مجبوری کے وقت کے حضرت علی یا اور کسی بنی ہاشم کو حاکمیت میں کسی قسم کا دخل نہیں دیا گیا اور نہ اون سے کسی قسم کی زیادہ باز پرس ہی کی گئی تھی کہ یہ دور بھی ختم ہو گیا لیکن اس دور میں یہ ہوا کہ خاندان رسالت کے قدیم دشمن خاندان بنی امیہ کو ترفع حاصل ہوا اور انکی قوت کا جو پایہ ڈال دیا گیا تھا وہ کسی قدر مضبوط بھی ہو گیا اور خاندان رسالت (بنی ہاشم) کی عزت و بزرگی جو عرب میں ہمیشہ سے مسلم تھی لوگوں کی نظروں میں کم ہو گئی۔

اب تیسرا دور خلافت کا بذریعہ شوری اس طرح شروع ہوا کہ حضرت عمر نے انتقال سے پہلے چھ اشخاص یعنی عثمان علی عبد الرحمن طلحہ زبیر و سعد کو خلافت کے لئے نامزد کر کے ان میں سے کسی ایک کو منتخب کر لیا اور پھر ان میں سے کسی ایک کی جانب عبد الرحمن ہوں اوس کے حق میں فیصلہ کیا جائے اس طرح پھر ایک بار خلافت کا تقرر بخلاف خود حضرت عمر نے فرما دیا کیونکہ سعد چچا زاد بہائی عبد الرحمن کے تھے اور اوس کی

خسر تھے عثمان کے۔ اُن سے کسی طرح یہ امید نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ عثمان کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی خصوصاً علی مرتضیٰ کی جذبہ داری کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُن کی جذبہ داری سے حسرت عثمان خلعت خلافت سے سرفراز ہو گئے۔ یہ حضرت خاندان بنی امیہ کے بڑے ممبر تھے اور بنیون نے اس خاندان کی قوت میں جو رہی تھی اُس کو بالکل رفع کر کے پورے طور سے اس خاندان والوں کو تمام ممالک اسلامیہ پر بلا لحاظ اُن کے فتن و فحور کے مسلط فرمادیا تمام عہدے بنی امیہ کے لئے مخصوص اور بیت المال بنی امیہ کے لئے وقف کر دئے۔ اپنے برادر نسبتی مروان کو قلمدان وزارت دے کر موضع کد جاگیر میں بخش دیا اور جس بھی جو خاص خاندان رسالت کا حق از روئے قرآن تھا اُس کو عطا فرمایا حالانکہ مروان وہ شخص تھا کہ رسول اللہ اُس سے بوجہ اُس کی بد فطرتیوں کے اس قدر متنفر و بیزار تھے کہ کہو کہ ہمیشہ کے لئے خارج البلد کر دیا تھا خاندان رسالت کیساتھ اس زمانہ میں بنی امیہ جس بد اخلاقی اور بے ادبی سے پیش آتے تھے اُس کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک روز معاویہ کا باپ یوسف سفیان جناب حمزہ سید الشہداء عم پیغمبر خدا کی قبر پر آیا اور اُس کو ٹھوکر مار کر کہنے لگا کہ اے ابو عمارہ جس سلطنت کے لئے ہمارے تہا بے درمیان تلواریں چلتی تھیں آج وہی سلطنت ہمارے لڑکوں کے ہاتھ میں مثل گنبد کے ہے جس نے وہ کھیل رہے ہیں۔ غرض عثمان کے خاندانی تعصب طرفداری اور اُن کے اُس بُرے برتاؤ سے جو انھوں نے حضرت ابوذر غفاری اور عمار یا سر اور ابن مسعود وغیرہ خاص اور جلیل القدر صحابہ پیغمبر کے ساتھ برتا اور اُن کے عہدہ داروں کے مظالم سے عام طور پر مسلمانوں میں بد دلی اور ناراضگی پھیل گئی تھی کہ علاوہ اور اصحاب کے عبدالرحمن بن عوف جبکہ جذبہ داری سے اُن کی خلافت کا پلہ بہا ہوا تھا اُن سے خفا ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ ممالک اسلامیہ کی رعایا بگڑ گئی اور آخر طبعہ کر کے اُن کو قتل کر ڈالا۔ اس میں شک نہیں کہ ان تینوں گزشتہ خلافتوں میں بہت سے ملک فتح ہوئے اور اہل اسلام کی تعداد میں بہت کچھ اضافہ ہوا لیکن انہوں نے اس عرصہ میں ایسے مسلمان بنائے گئے کہ جب اہمیت رسالت میں خلافت آئی تو اُن مسلمانوں نے بجائے نصرت کے بصرہ و صفین و نہروان و کوفہ و کربلا میں اونپر تلواروں اور تیروں کا مینہ برسایا اور اپنی دانت میں اہمیت کو صفحہ ہستی سے نابود کر دینے میں کوتاہی نہ کی اور ایسا وہ کیوں نہ کرتے جبکہ اہمیت کے حقوق و فضائل پر پردہ ڈال کر اُن کو عوام میں شامل کر دیا گیا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک اہمیت کی سفارش بلکہ اُن کی پیروی کی تاکید کرتے رہے تھے لیکن آنحضرت کی سفارش و تاکید پر عمل کرنے اور اُس سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے بجائے اہمیت کے استخفاف کا سبق اُن کو ایسا یاد کر دیا گیا۔

کہ وہ اس کو کہی نہ بھولے۔ انقض خلافت ثانیہ کا وعدہ ختم کر کے مدینہ کے مسلمان اجماعاً حضرت علیؑ کے مدد و ملت پر حاضر ہوئے اور آپ سے خلافت قبول فرماتے کی استدعا کی اس مقام پر یہ امر بہت غم کے قابل ہے کہ جب مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ بلا کسی متم کی سفارش اور و باؤ کے امام کی تلاش ہوئی تو ان کی نظر کس پر اور کیوں پڑی اور اسی طرح اگر ان کو بلا کسی متم کی سفارش اور و باؤ کے آج سے چھ مہینے پہلے یعنی پیغمبر خدا کے انتقال کے بعد آزادی کے ساتھ پیشوا کی تلاش کرنا موقع دیا گیا۔ ہوتا تو وہ کس کے حصہ سر تسلیم خم کرتے بغرض کہ ملک کی ابتری اور نا اہل صوبہ داروں کی خود سری کے لحاظ سے حضرت علیؑ نے اس ظاہری حکومت کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کئی روز تک اسکو ٹالتے اور انکار فرماتے رہے لیکن ہاجرین و انصار کے اصرار سے آخر اپنے مسجد جامع میں اپنے حق قبول سے اپنی مشرطہ کیساتھ نہ کہ لوگوں کی شرائط پر ان سے بیت لیکر خلافت کو مشرف فرمایا۔

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب وہ شخص تھے جنہوں نے حفاظت و حمایت اسلام و بانی اسلام علیہ السلام میں کفار و منافقین کے بڑے بڑے نامیوں کو خاک میں ملا کر ان کے گھروں کو ذلیل کیا تھا اور جس کو چھوڑا ہی تھا تو خدا و رسول کا کلمہ پڑھوا کر چھوڑا تھا اس لئے اکثر قبائل بلکہ تقریباً کل عرب کے قلوب آپ کی طرف سے مکر و پرکینہ تھے اور باوجود اسلام بھول کر لینے کے ان کے دلوں میں انتقام کا جوش موج زن تھا خصوصاً خاندان رسالت کا پڑنا دشمن خاندان بنی امیہ جس کے بڑے بڑے نامی کفر و اسلام کی لڑائی میں آپ کی تلوار کے گھاٹ اور چپکے تھے اپنی نگہات میں تھا اور اس وقت وعدہائے سابقہ کی بدولت انتقام لینے کی قوت و طاقت حاصل کر چکا تھا حضرت عثمان کے مقرر کئے ہوئے صوبہ داران و محال بنی امیہ خود مختار مادہ حکومت کے ہو کر اور اپنے ناپسندیدہ طرز عمل کی نسبت حاکم بالا دست کی باز پرس سے بے خطر تھے ان میں سے اکثر ایسے تھے جن کے آبا و اجداد کو اسلام و کفر کی لڑائی میں حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا لیکن ان کے اغراض پر بوجہ ارتکاب منہا ہی حد جاری کی تھی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وہ جانتے تھے کہ ہم اپنے ان افعال کے ساتھ علیؑ کی خلافت میں حاکم نہیں رہ سکتے اور نہ علیؑ ہم کو نظر پسندیدگی سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت علیؑ کو تخت خلافت پر بیکھنے کے بجائے اپنے تئیں تختہ پر دیکھنا بہتر سمجھتے تھے۔ علیؑ لوگوں کے ساتھ بتاؤ کرنے میں آئیے اگر کم عند اللہ انتقام پر نظر رکھتے تھے اور طرز حکومت میں نظام شریعت قائم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب ہلوی رسالہ تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام شافعی پر سیدنا کہ علت نفرت خلائی و عدم اجتماع ایشان بہ حضرت مرتضیٰ چہ باشد گفت آنکہ میں نے دیکھا کہ حق بڑے بڑے کسے نمیدید و از بیچ احد سے مبالغتے نہ داشت و نہ انتہا نہ می کرد و نیز کہ و سے ناہ

بود خدا بداد دنیا و اہل دنیا مبالغہ نباشد و عالم بود و عالم را بداد ملک بود و شجاع بود و شجاع را ترس از کسی
 نبود و شریف بود و شریف را پروا کسی نباشد۔ لوگوں کی یہ نفرت و مخالفت امیر المومنین سے از حد حسد
 خود حضرت ختمی مرتبت کے عہد مبارک سے چلی آئی تھی اور اس بناء میں بھی لوگ حضرت امیر کو تکلیف دینے اور
 قہمات کرنے سے باز نہیں رہتے تھے چنانچہ علامہ زرخشیری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آیہ ان الذین یؤذون اللہ
 ورسولہ لغنم اللہ فی الدنیا والآخرۃ کا نزول اون منافقین کے حق میں ہوا جو حضرت علی کو تکلیف دیکر
 اور اون کی خدمت میں بے ادبیاہ سبب وضع کر کے پیغمبر خدا کی اذیت و ازردگی کا باعث ہوتے تھے۔ (۱۱)
 الغرض جب امیر المومنین نے طرز حکومت کو طرہیت پیغمبری کے مطابق کرنا چاہا تو یہ عام لوگوں کو
 شاق ہوا اور سب سے پہلے طلحہ اور زبیر نے کلمت معیت کر کے اسوجہ سے بغاوت کی کہ جناب امیر نے
 دلوں کو اون کی مطلوبہ صوبہ داری دینے سے انکار فرمایا تھا یہ دونوں صاحب ینہ سے بہاگ کر کہ
 پہونچے اور وہاں سے کئی ہزار کی فوج لیکر امیر المومنین کے مقابل ہوئے آپ نے ہر چند اون کو پند و نصیحت
 فرمائی لیکن وہ باد آئے اور آخر جنگ چھیڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طلحہ اور زبیر دونوں ماری گئے اور بھاگو
 کا بالکل امتیصال ہو گیا۔ ابھی اور ہر سے فرصت ہوئی تھی کہ خاندان بنی امیہ کے رئیس معاویہ پسر
 ابوسفیان حاکم شام نے علم بغاوت بلند کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ فوج شامی لیکر آپ کے مقابل میں گیا
 امیر المومنین نے اس کو بھی بہت سمجھایا لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا آخر ذہبت بجنگ پہونچی اور متوا
 کسی شکستیں اوسکو ہوئیں لیکن معاویہ نے امیر المومنین کے کئی فوجی سرداروں کو روپیہ اور حکومت کی
 طمع دے کر مالایا اس لئے ابھی قطع شکست سے اوس کا امتیصال نہیں ہونے پایا تھا کہ ایک شقی اڑلی
 عبدالرحمن ابن ملجم ملعون نے زہرا کو وہ تلوار کا مارا امیر المومنین کے سر اقدس پر ایسے وقت میں کیا کہ آپ
 مسجد کوفہ میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں تھے۔ زحمنی ہوتے ہی آپ نے فرمایا قُتِبَ بِقَوْلِ الْكَفَّيَّةِ
 اور چونکہ تلوار زہرا اور زخم کاری تھا تیسرے بعد ماہ رمضان کی اکیسویں تک پہونچ گیا پیغمبر خدا کی خدمت
 میں تشریف لے گئے۔ حضور کی شہادت ہوئی کہ معاویہ کی دنیا بھی ختمی۔ امیر المومنین کے
 بعد حضرت امام حسن پیغمبر خدا کے بیٹے عباس کے خلیفہ ہوئے لیکن مسلمانوں نے بجز محدود سے چند
 کے معاویہ کے مقابلہ میں آپ کی نصرت نہ کی اس لئے پچھوئی آپ نے ترک جہاد فرمایا اور گوشہ نشین
 ہو گئے۔ اور تمام ممالک اسلامیہ پر معاویہ کا قبضہ ہو گیا۔

یعنی امیہ کا وعدہ اسلام و محافظین اسلام یعنی اہلبیت پیغمبر کے لئے نہایت مخوس ہوا تھا ممالک

نے تسلط پاتے ہی بنی ہاشم اور خصوصاً اہلبیت پیغمبر پر دست قہری دھاوا کر دیا تمام قلمرو میں شتی جلدی کی کہ شیعیان امیر المومنین میں سے کسی کو گورنمنٹی ملازمت نہ دی جائے اور جہاں جو شیعہ ملے یا جس شخص پر شیعہ ہونے کا شبہ ہو اس کا گھر لوٹ لیا جائے اور وہ قتل کر ڈالا جائے جناب لہما کے کئی صحابیوں کو امیر المومنین کی رفاقت کے جرم میں قتل کروادیا۔ پیغمبر خدا کے بڑے فاسد حضرت امام حسن کو زہر دیا کہ شہید کر ڈالا خود حضرت امیر المومنین پر برسرِ مبرعن کر نیکاً طریقہ ایجاد کیا اور تمام قلمرو میں حکم نافذ کر دیا کہ یہہ یہودہ کلمہ ناذم جو کے خطبہ میں شامل کیا جائے۔ (۱) تاویل قرآن اور لوگوں سے پوچھنے کا حکم دیا جا اہلبیت سے ٹھٹک تاویل کرتے تھے اور لوگوں کو جبراً منع کیا کہ مذہب علی کے موافق جو روایت ہو اس پر عمل نہ کرے کہ کتاب و اسناد اہلبیت، جو شخص اہلبیت کی بیخ میں پیغمبر کی حدیث بیان کرے اس کیلئے ستر مقرر کی کچھ لوگ اس حکم پر حرم کر گئے کہ اہلبیت پیغمبر کے خلاف شان اور اون کے مخالفین کی بیخ میں حدیثیں اور روایتیں وضع کریں اور اس کے صلہ میں منصب انعام جاری کئے چنانچہ ابن ابی الحدید نے شرح بیخ البلاغہ میں شیخ ابو جعفر ہسکانی سے نقل کی ہے ان معاویہ وضع قوماً من الصحابة وقوما من التابعین علی روایۃ اخباریہ

۱۰ شیخ الاسلام قطب زینہ سلیمان الحنفی النقشبندی اپنی کتاب بیخ المودۃ میں لکھتے ہیں۔ عن ہل بن سعد عن امیرہ قال قال مولای بن ابی صفیان سعد ان تلہ باتلم قال ما اذکرت ثلاثاً قال من رسول اللہ فلن اسب لان کتو فی احدہم من اجلہ من جملۃ نعمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لا یخلف فی بعض معاذیہ فقال یا رسول اللہ تخلفی باللہ واللہ البیتا فقال لا اما تر حوائج تکون منی بغیرہ ہارون من یقول لا انہ لا یمنی ببدنی سمعہ یقول یوم خیبر لا عظیم الروایۃ وجلا عجل للہ ورسولہ وحیہ اللہ ورسولہ یتبع اللہ علیہ فا عطاہا علیا ولما نزلت ہذا لایۃ قل تعالوا ندع ابنائنا وانا فکد دعائنا فاعطاه وجنا وحینما یوقال اللہم فکولنا اہل اخصہ وسلم ویزملی اخصہ ابن ملجم ایضا لکن اور حدیثیں من کنت مولاہ فلی مولاہ کا آیت تعالوا ندع ابنائنا بھی مسلم و ترمذی نے اخراج کیا ہے کہ ہل بن سعد نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ معاویہ نے اپنے باپ سعد کو حکم دیا کہ حضرت علی کے حق میں کلمات یہودہ کہو۔ اور انھوں نے جواب دیا کہ میں ہرگز ایسی گستاخی نہیں کر سکتا کہ میں نے رسول اللہ کو حضرت علی کی نسبت تین باتیں ایسے کہتے ہوئے سنی ہیں کہ اگر اون میں سے ایک بھی میرے حق میں کہتے تو مجھ کو قحاشی دولت سے زیادہ عزیز اور قابلِ غر ہوئی جبکہ رسول اللہ نے کسی غزوہ (جنگ) میں جلتے وقت اون کو اپنا خلیفہ مقرر کئے کہ مدینہ میں چھوڑ دو انھوں نے آنحضرت سے کہا کہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ مقرر کر کے چھوڑ دے جاتے ہیں۔ امیر حضور سرور عالم نے فرمایا کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی صرف اس قدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی بنی ہو گا اور ہر روز جنگِ خیبر میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں علم ایسے شخص کو بخلا جو خدا اور رسول کا محبوب و محبوب خدا اس کے ہاتھ پر نفع دیکھا یہ کہ کردہ علم حضرت علی کو آنحضرت نے دیا۔ اور جب یہ مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) کو بلا کر فرمایا کہ اے خلیفے برتری میرے اہلبیت میں۔ ابن ماجہ نے جو روایت نقل کی ہے اس میں بجائے آیہ مباہلہ کے حدیث من کنت مولاہ فلی مولاہ کا ذکر ہے یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ جن کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہے۔

فی علی یقتضی الطعن فیہ والبراءۃ منہ وجعلہم علی ذالک جلا یزید فی مثلہ فاختلقوا ما ارضاہ
 منہم ابوہریرہ وعمر بن العاص والغزوۃ بن شعبۃ ومن التابعین عروہ بن الزبیر۔ حقہ معلوم
 نے صحابہ اور تابعین میں سے کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ امیر المومنین کی نسبت روایتیں محدثین
 میں منتقل کی گزریں کہ ان میں آنحضرت پر طعن اور ان سے براء کی گئی ہو اور اس کا صلہ ان کے لئے مقرر کیا
 جو لوگ اس کام پر مقرر ہوئے تھے ان میں سے منجملہ صحابہ کے ابوہریرہ اور عروہ بن عاص اور غیرہ بن شعبہ صحابہ
 اور منجملہ تابعین کے عروہ بن الزبیر تھے۔ ان لوگوں نے معاویہ کی خوشنودی کے لئے روایات قبیحہ اور احادیث
 منہجہ اختراع کیں اس قسم کی بہت سی حدیثیں صحیح بخاری و ترمذی وغیرہ صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ اور
 حنفیہ تو یہ ہے کہ ان حدیثوں اور روایتوں کے گڑبہنواؤں نے حضرات خلفائے ثلاثہ کی جوش و جوش میں
 رسول اللہ کی توہین اور تنقیص کی بھی پرواہ نہیں کی ہے چنانچہ اسی طرح کی وہ روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے
 کہ معاویہ رسول اللہ کی بی عایشہ کو حبشیوں کا ناچ رنگ دکھا رہے تھے کہ حضرت عمر کہیں سے آگئے ان کو
 دیکھتے ہی ناچنے والوں کا مجمع تتر جبر ہو گیا اسپر آنحضرت نے فرمایا کہ عمر سے شیاطین بھاگتے ہیں۔ یا اسی طرح
 کی وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ پیغمبر خدا نے امیر المومنین اور سیدۃ النساء کو نماز تہجد پڑھنے کا حکم دیا۔ تو
 انھوں نے اس کے پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم تو فرض سے زیادہ نہ پڑھیں گے۔ اور حبیب رسول اللہ
 نے تاکید فرمائی تو لڑنے کو تیار ہو گئے (صحیح بخاری صحیح ترمذی وغیرہ) فاضل معتزلی نے بھی مثلاً اچند وقوف
 حدیثیں اور یہود و کفاروں کا اس کتاب میں لعل کرنا مناسب نہیں سمجھا جو صاحب ان کو دیکھنا چاہیں وہ
 کتاب کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ محل اور ذرا صمد بیان تو خاص معاویہ پسر الوسفیان کے
 افعال و کردار کا ہے اس کے جانشینوں کی کارگذاریوں اس سے بھی کہیں بڑھی چڑھی ہیں یا وجود ان
 افعال کے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ معاویہ صحابی پیمبر اور بوجہ اجماع امت خلیفہ برحق ہے اس سے جو
 امور ناشدنی سرزد ہوئے وہ اس کے اجتہادی تھے اور خطا پر ہونے کے باوجود بھی ایک درجہ ثواب کا
 کہیں نہیں گیا۔ یہ عجیب غریب عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث سے کچھ کم پیچیدہ نہیں ہے جو کسی
 عقلمند کی سمجھ میں آجائے۔ اگر یہ امور یعنی امام وقت سے متواتر جنگ کرتے رہنا اور اسپر پسر
 منبر لیت کرنا اور کرنا اور پیمبر کے جان و جگر حضرت حسن کو زہر سے شہید کرنا اور ہزاروں مسلمانوں
 کا لٹھیلیت پیمبر کی دوستی کی وجہ سے قتل و غارت و بے خانمان کر دینا اور اصحاب پیمبر کو امیر المومنین

تاریخ ابو الغداس ہے۔ وکان معلوم وعمالہ یدعون لعثمان الخلیفۃ بعد الجمعۃ ولسیون علیا یعنی معاویہ اور اس
 عامل مجاہد کے روئے خدیجی حضرت عثمان کے لئے دعا کرتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام پر نغزو باندھ کر لٹھ لٹھ کرتے تھے۔

علیؑ کی رفاقت کے جرم میں قتل کرنا اور مصنوعی حدیثیں وضع کروا کے مشہر کرنا خطائے اجتہادی کی تائید میں جائز ہیں اور باوجود ان کے ارتکاب کے وہ قابل خلافت و حامل امامت اور دعائے خیر مثل رضی اللہ عنہ کے مستحق ہے تو شیعوں کا خلفائے ثلاثہ کی خلافت صیح تسلیم نہ کرنا اور دشمنانِ اہلبیت سے تبرک کرنا تو نہایت ہی خفیف درجہ کی خطائے اجتہادی ہے (بشرطیکہ یہہ فی الحقیقت ان کی غلطی ہو) خصوصاً جبکہ شیعوں کے پاس اس عقیدے کے دلائل قویہ موجود ہیں کہ علیؑ رسول اللہ کے خلیفہ بلا فصل ہیں اور جو شخص ان کے حقوق میں دخل انداز ہوا وہ ظالم و غاصب ہے اور معاویہ کے پاس کوئی حجت نام کو بھی ان امور قبیحہ کے عمل میں لانے کی تھی اور کوئی محل اجتہاد تھا پس اگر شیعوں کا یہہ فعل بر بنائے خطا و اجتہادی جائز اور قابلِ مذکر سمجھا جائے تو کیا قباحیت ہے میرے نزدیک تو ایسا سمجھنا مسلمانوں کی باہمی نفرت و عداوت مرفع کرنے کے لئے بہت ضرور ہے اگر اس مسئلہ کا فائدہ علماء اہلسنت شیعوں کو بھی عنایت فرماتے تو فریقین کو باہمی دشمنی سے فرصت ملجاتی اور یہ اتفاق ترقی اسلام میں سنی و شیعہ یکجہتی کے ساتھ سماعی بہتے اور آج فقیر جو کفار کے مظالم کا مدنا ہے ہیں اوس کی نوبت کینوں آتی۔ اب بھی مسلمان بیدار ہو کر ہوشیار ہو جائیں اور باہمی مخالفت و عناد کو چھوڑ دیں تو اگرچہ گذشتہ مخالفتوں کے نتائج کیوجہ سے دیر ہوگی تاہم اپنے کھوئے ہوئے ملیج پھر حاصل کر سکتے ہیں۔

بنظر آگاہی ناظرین و انکشاف حالات اسی خاندان یعنی بنی امیہ کے ایک اور خلیفہ کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔ عبدالملک پسر مروان جب خلیفہ ہوا تو اوس نے حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر مقرر کر کے اولاد رسولؐ اور ان کے ہوا خواہوں کو خوب قتل کرایا اور امام حسینؑ کی قبر کا نشان شانے کی مدکوش کی مگر قدرت خدا سے وہ مٹ نہ سکا۔ اس زمانہ میں بھی احادیث رسولؐ میں تغیر و تبدل کیا گیا اور بالعموم یہ حکم جاری کیا گیا کہ تقوے بغض علیؑ اختیار کیا جائے اور شعیان علیؑ عذاب شدید میں مبتلا کئے جائیں خلیفہ مذکور کے قاضی امام زہری تھے اور امور دنیات کا دار و مدار و احکام شرعی کا اجراء انھیں کی ذات سے متعلق تھا۔ امام زین العابدینؑ لوگوں کی روگرہائی اور مخالفت سرکاری کی وجہ سے گوشہ نشین تھے امام زہری نے علم حدیث میں ایک کتاب شائع کی اس کے قبل کوئی کتاب علم حدیث میں دینی محض زبانی بیانات پر اعتبار کیا جاتا تھا۔ اور اس زبانی بیان کے کرنیوالے عموماً بجز مخالفین اہلبیت کے کوئی اور نہ تھا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ ایسے خلیفہ کا برگزیدہ تعبیر اوس کی رفاقت و اطاعت و خوشنودی کے کوئی نہیں ہو سکتا تھا اور خوشنودی خلیفہ بلا مخالفت اہلبیت ناممکن تھی اور مقتضائے اناس علی دین ملو کہم عداوت اہلبیت کا مرض عالمگیر تھا۔ حدیثوں اور روایتوں میں جو کثر بیونت مذکور ہو وہ کم ہے اور یہ خیال کیوں نہ ہو جبکہ اکثر کتب صحیح ستہ کے راویان حدیث خارج و دشمنان اہل بیت مثل معمر بن شعبہ و عمر و عاص و عمر بن سعد و حصین بن

نیروغیر وہ جن میں سے بعض تو وہ ہیں جو معاویہ کے ساتھ امیر المومنین پر تلوار لیکر قصد قتل آئے تھے اور بعض وہ ہیں جو معرکہ کربلا میں یزید کی فوج میں شامل اور قتل امام میں شریک تھے عبد اللہ بن عمر اور سعد قاص بھی بہت جیسے درجہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور ان کی بیان کی ہوئی حدیثیں بہت بڑی معتبر خیال کی جاتی ہیں حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت اگر اقوال شیعہ سے قطع نظر کی جائے تو عالم اہلسنت بسطابن جدی تذکرہ خواص میں لکھتے ہیں قال الزهری العجیلان عبد اللہ ابن عمر و سعد ابن قاص لم یبایعوا علیاً و ابیہما یزید ابن معاویہ یعنی زہری کہتے ہیں کہ تعجب ہے کہ عبد اللہ ابن عمر اور سعد ابن قاص نے علی سے توسیعت نہیں کی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی (ایضاً کتاب مروج الذهب امام مسعودی و تاریخ حافظ ابن کثیر شامی) حالانکہ حسب بیعت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اس بیعت کا یہ عنوان تھا کہ یزید چاہے تو بیعت کر نکلے کو بیچے یا آؤ اور کرے اور چاہے خدا کی اطاعت کی طرف بلائے اور چاہے خدا کی معصیت کی طرف بلائے (جذب القلوب الی دار المحبوب) امام ابو حنیفہ اسی خلیفہ کے وقت میں پیدا ہوئے اور اسی آب و ہوا کے علمائے امویہ امام شعبی و حماد وغیرہ سے تعلیم پائی اور زمانہ امام جعفر صادق علیہ السلام میں منجانب گیکٹنٹ عباسیہ اون کا اجتہاد بمقابلہ امام منصور جاری ہوا کیونکہ انھوں نے خلفائے وقت کے حسب النحوہ فقہ مرتب کی۔ اس زمانہ کے علمائے قیاس کو مسائل میں خوشنودی خلفائے لئے داخل کر دیا (حجۃ اللہ البالغہ) اور ابو حنیفہ نے تو قیاس کو حدیث پر ترجیح دیدی۔ عموماً علمائے تاویل کرنے کا یہ حکم دیا کہ اصحاب کے افعال اگر باعث لعن و لعن ہیں تو تاویل کر کے اون کو لعن و لعن سے محفوظ رکھنا چاہئے اگرچہ وہ تاویل قرآن و حدیث کے خلاف کیوں ہوں (شرح عقاید نسفی) ائمہ اہلبیت سے لوگ اس قدر روگردان تھے اور اون کو حقیر سمجھتے تھے کہ اون کے منہ پر اون کو بڑا کہتے تھے چنانچہ واقعہ الاوزار میں عبد الوہاب شعرائی لکھتے ہیں کہ ایک روز امام زین العابدینؑ مسجد سے نکلے تو ایک شخص نے آپ پر (معاذ اللہ) لعنت کی۔ امام معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خوش آمدی کیا تجھے کوئی حاجت درپیش ہے اگر ہے تو بیان کرتا کہ میں اوس کو بر لاؤں۔ یہ بخل و مروت۔ دیکھ کر وہ شرمندہ و نادام ہوا۔ اوس زمانہ کے لوگ ائمہ اہلبیت کو علما میں بھی شمار نہ کرتے تھے۔ چنانچہ امام زہری کہا کرتے تھے کہ اس دنیا میں صرف چار عالم ہیں ایک ابن المسیب مدینہ میں دوسرے حسن بصری میں تیسرے کھول شام میں چوتھے شعبی کوفہ میں (سیرۃ النعمان) اگویا زہری کے نزدیک امام زین العابدینؑ و امام محمد باقر علیہما السلام کا شمار علما میں بھی نہ تھا۔ ابن تیمیہ نے حسب رائے مولوی شبلی صاحب نہایت گستاخی و خیرہ چسپی سے ابو حنیفہ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا معاصر و ہمسر لکھا ہے۔ جبکہ علمائے وقت کا اہلبیت پیغمبر کی نسبت ایسا عقیدہ ہو تو اون سے مسائل کا اخذ کرنا اون کی پیروی کرنا

کیسا۔ الامشاہ اللہ۔ انقض بنی امیہ کے دور میں شیعوں کا قتل تو درکنار خود اہلبیت پیغمبر مثل گو سفندوں کے قتل کئے جانے لگے شیعوں کا یہ حال ہوا کہ وہ اپنا مذہب چھپانے لگے حتیٰ کہ باپ بیٹے اور بیٹیا باپ سے اپنا مذہب عقیدہ ظاہر کرنے میں احتیاط و قائل کرتا تھا چنانچہ اگر حالات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسی تعینہ کا یہ نتیجہ ہے کہ سادات میں دو مذہب ہو گئے۔ درہ صرف آل ابی طالب ہی نہیں بلکہ بنی عباس بھی ابتدا میں اپنے اس موروثی عقیدہ پر متفق تھے کہ پیغمبر خدا کے خلیفہ بلا فصل علی ابن ابی طالب ہیں۔

خیر خدا خدا کر کے بنی امیہ کا دور ایک ہزار ہینہ کی حکومت کے بعد ختم ہوا اور بنی العباس کا زمانہ آیا۔ بنی امیہ کی حکومت کے آخری دور اور بنی عباس کی حکومت کی ابتدا میں بوجہ اون کی باہمی نزاع اور جنگ کے شیعہ وسادات کو کسی قدر امن ملا اور چونکہ اہلبیت کے نام سے بنی عباس نے بنی امیہ پر طلبہ حاصل کر کے اون کا استیصال کیا تھا اس لئے اس خاندان کے پہلے بادشاہ صفاح ابوالعباس نے سادات و شیعہ سے چنداں تعرض نہیں کیا۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرات امام محمد باقر و امام جعفر صادق ؑ کو مذہب امام امیہ کے رواج دینے اور اس کی اشاعت کرنے کا موقع ملا۔ اور یہ مذہب بغرض امتیاز مذہب جعفری کے قہر سے پکڑا جانے لگا اور تقریباً چار سو کتابیں اس مذہب کی شائع ہو گئیں جو اب تک پردہ خفایں تھیں۔ لیکن چونکہ ان سلاطین کو بھی امام زادہ اور خلیفہ رسول ہونے کا ادعا تھا اور شیعہ ہجرت امیہ اہلبیت کے کسی دوسرے کو خلیفہ رسول اور امام وقت عقیدہ نہیں سمجھتے اس لئے حکومت عباسیہ کے قیام و استحکام کے لئے اس کے خلاف عقیدہ کو رواج دینا اور شیعہ مذہب کو دبانہ اور اونپر جبر و تشدد کرنا ضروری بلکہ لازمی سمجھا گیا اور پھر ایسا ہی کیا بھی گیا۔ تاریخ الخلفاء سیوطی اس لئے عموماً شیعہ پھر تفتیہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اول اول تو اون لوگوں نے ازراہ تفتیہ کجراہت و تضعیف مذہب سلطنت کو اختیار کیا لیکن بعد کو ان کے چلکر ہی مذہب منائشی اون کی اولاد میں سے اکثر کا اصلی مذہب بن گیا۔ انقض اس ظالم دور نے پان سو برس سے زیادہ طول کھینچا اور بالآخر اون موضوعہ حدیثوں کی وضعیت کو دکھلاتا ہوا ساتویں صدی ہجری میں ختم ہوا۔

سلاطین عباسیہ نے اپنی حکومت کی نسبت خلافت حقہ کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں جانے کے لئے وضع کروانے تمام مملکت میں شائع کر رکھا تھا۔ علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفاء مترجمہ مولوی غلیل الرحمن می بہت سی ایسی حدیثیں موجود ہیں مجملہ اون کے بطور نمونہ کے ایک تو یہ ہے۔ اور اس کو حدیث قدسی کا خطاب دیا گیا ہے کہ ”جب خلافت بنو عباس کو پہنچ جائیگی تو پھر اوس خاندان سے نہ نکلیگی یہاں تک کہ وہی لوگ ہمدی اور عینی کو خلافت سپرد کریں گے“ دوسری یہ ہے کہ ”فرمایا پیغمبر خدا نے اے عباس اس امر کو خدا نے مجھ سے شروع کیا اور تمہاری اولاد سے ختم کرے گا“

نبی امیہ اور بنی عباس کے زمانوں میں مصباح ملکی و ملی اس امر کے داعی تھے کہ بااثر لوگ علاوہ
احادیث موضوعہ کو مشہر کرنے کے اپنے اپنے مقلدین کو تحقیق و تائیدی اجتہاد سے روکیں اور ان اوقات
کے بیان کر نیکی مانع ہوں جن سے اہلبیت پیغمبر کا فضل ثابت ہوتا ہو یا حکام وقت یا اون کے بزرگوں
سے جو بیخو انیاں اور بدسلوکیاں اہلبیت و اولاد پیغمبر کی نسبت سرزد ہوئی ہوں اون کا اظہار ہوتا ہو
کیونکہ افضل کی موجودگی سے مفضول کی خلافت پیغمبری کو عروج پانا محال ہے غرض بڑے بڑے علماء
نے حکومت کے اشارہ سے اس قسم کے وعظ کرنا شروع کئے اور کتابوں میں بھی اسی قسم کی ہدائیت لکھنے
لگے اور ان باتوں کو منطقی مخاطبوں سے کچھ اس طرح عوام کے ذہن نشین کر دیا کہ اون کا اثر اب تک چلا جاتا
ہے۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ حقیقت و صداقت کو مدیانت و اختیار کروائیں کے برخلاف اون
لوگوں نے حقیقت پر منطقی پردہ ڈال کر کو راہ تقلید کا راستہ بنا دیا اور شیعہ مذہب کے متعلق خلاف واقعہ
روایتیں اور قصے گردھ کر عوام کو اس کے اصول پر غور کرنے اور کتب کے دیکھنے سے روک دیا چنانچہ
ابھی حال ہی میں جبکہ دہلی کی سلطنت مغلیہ کو زوال آیا اور لوگ آزادی پاکر مذہب شیعہ کی طرف مائل
ہوئے اور اس کو اختیار کرنے لگے تو شاہ عبدالعزیز صاحب دہلی نے ایک کتاب تحفہ اثنا عشریہ لکھی
جس میں بالکل لغو اور خلاف عقل اصول و عقائد مذہب شیعہ اثنا عشری کی طرف منسوب کر کے خلعت
کو اس سے نفرت دلانے کی بجد کوشش کی۔ بقول ریاض مولف الکراکب تاریخ اور نوشتجات قدیمہ
(خود اپنے مذہب کے) دیکھنے سے روکنا اور اصلی واقعات کے بیان کو منع کرنا اس امر کا فطرۃً شبہ دلاتا ہے
کہ کچھ قلعے ایسے بنائے گئے ہیں کہ اون کا قیام عدم تحقیق اور کو راہ تقلید پر منحصر ہے چنانچہ اس روک
تہام کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایسے واقعہ کو بیان کرو جو ہو تو بالکل سچا لیکن جملے ہوئے غلطیہ کے
موافق نہ ہو تو لوگ اس سے آزرہ ہوتے ہیں۔ اور گڑھی ہوئی بات سمجھتے ہیں۔

جب زمانہ ان حالات کے ساتھ گزرا ہو تو کیا یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اہلبیت رسالت کے
بالخصوص وہ حالات اور واقعات جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سرزد ہوئے ان
کے سوانح نویس کو بہ آسانی اور بلا اختلاف مل سکتے ہیں اور کیا کل کے کل مورخین سے یہ امید کی
جاسکتی ہے کہ اون سب نے واقعات کو منع نہیں کیا ہے۔ بلکہ ہو ہو کھدیا ہے۔ میرے نزدیک
تو ایسی امید ایک خیالی اور خوش اعتقادی کی بات ہے جس سے اصلی حالات کے متلاشی کی گئی
نہیں ہو سکتی۔ اصلی حالات سمجھنے اور جاننے کے لئے لازم ہے کہ مختلف تاریخوں کا مطالعہ
اور خود مؤرخ کے حالات کا اندازہ کیا جائے اور اس کا لحاظ کافی رکھا جائے کہ کون کون سی باتیں

لئے لوگوں کی روایتوں کے موافق اور کون کون سی مخالفت ہیں اور راولوں پر زمانہ اور حکومت اور عہد کا اثر کس حد تک مختلف اور متعدد تائیں بغور دیکھنے سے حق و باطل میں تمیز کرنے کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے اور چاہئے کہ جب یہ ملکہ حاصل ہو جائے تو اس کو اپنے کائنات کے تابع رکھ کر کام میں لائے یہ ہمہ جہتی ملحوظ خاطر ہے کہ جب کسی واقعہ کے سچے اور جھوٹے پہلوؤں کے متعلق اختلاف ہو تو اس واقعہ مختلف نقطہ کے متعلقہ واقعات مقبولہ پر اس کو منطبق کر کے دیکھا جائے کہ یہ واقعہ مختلف اور واقعات مقبولہ سے فطرت انسانی اور عادت بشری کے موافق مطابقت رکھتا ہے یا نہیں اگر عقل سلیم لموس کے مطابق سمجھنے پر گواہی دے تو زیادہ تر قرین قیاس اور گمان غالب یہ ہو گا کہ وہ واقعہ سچا ہے ورنہ اس کے خلاف اس زمانہ میں خدا کے فضل سے گورنمنٹ انگلشیہ (خدا اس کو بہ توفیق خیر و جلیل و داد قائم و برقرار رکھے) کی بدولت کم و بیش کم و بیش دین کا پہرہ عالم میں لہرا رہا ہے اور ہر طرح امن و آسوی اہل عالم کو حاصل ہے کوئی کسی کی ناجائز مزاحمت نہیں کر سکتا ایسے پر امن زمانہ میں بھی اپنی قوت اعیانہ سے حق و باطل میں تمیز نہ کرنا اور کائنات کائنات کے غلط لکیر کے فیر بنے رہنا قابل افسوس ہو گا آج کل کا زمانہ جہالت کا اوس کو تباہی سے تعلق ہے اس امر کا متقاضی ہے کہ اہلیت کے حالات جو مختلف کتب میں منتشر اور دوسری زبانوں میں مخفی ہونے کی وجہ سے اہل زمانہ کی نظروں سے پوشیدہ ہیں عام فہم اردو زبان میں لکھی جائیں تاکہ اون سے لوگ واقف ہو کر جانیں کہ یہ بزرگوار کیسے تھے اور اونھوں نے اپنے طریق عمل سے کیا مثالیں ہدایت کی غرض سے قائم کیں اور ہم کو اون کے معتقد ہونے اور اون کی تقلید کرنے سے کیا کیا دینی و دنیوی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوانح لکھنے کی غرض سے ایک فرد کو اون اشخاص مثالی میں سے اختیار کیا جو بلحاظ ذاتی و صفاتی قابلیت اور مقدس اوصاف کے بہترین عالم میں اور جن کے فضائل میں مسلمان کو کیا غیر مسلم بھی رطب اللسان ہیں اور جن کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنا عین دین اور جہنم پر دود و سلام بھیجنا عین عبادت الہی ہے وہ فرد مثالی ام الامہ صدیقہ کبریٰ سیدہ طاہرہ خنساء بنت خنساء ام ابیہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں خاتم النبیین فرماتے ہیں کہ یہ میری تخت جگر سیدۃ النساء العالمین ہے اور جن کی شان میں خداوند کریم آیہ تطہیر نازل فرما کر عصمت و طہارت کی سند عطا فرماتا ہے یہ معصومہ طاہرہ اوسی نور کا ایک جزو ہیں جسکی نسبت مجتہد صادق اشرف الانبیاء نے خبر دی ہے کہ اول اہل اللہ یہ ہیں صدیقہ کبریٰ اون افراد طاہرہ میں سے ایک ہیں جن کے اسمائے حسنہ کے ذریعہ سے حضرت ابوالبشر آدم صغی اللہ علیہ السلام نے اپنے ترک اولیٰ کی معافی چاہی اور خدائے غفار نے اون کے واسطے۔

سے حضرت صفیٰ پر رحم فرمایا۔ (۱) ان کی طرح و ثنا امکان بشری سے خارج ہے اوس کے لئے خدا کی زبان چاہئے۔ وہ نبی جس طرح پیغمبر خدا کے بعد ائمہ انا عشر اشخاص مثالی ہیں اسی طرح صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہؑ نیز ابھی ایک فرد مثالی ہیں خصوصاً زنان عالم کے لئے جس طرح پیغمبروں میں حضرت خیر البشر کو درجہ اولویت و افضلیت حاصل ہے اسی طرح اون خواتین عالم میں جو تقدس و تقرب باری تعالیٰ کے ممتاز و سر فراد ہیں حضرت خیر النساء کو درجہ اولویت و افضلیت حاصل ہے جس طرح ذکر کے لئے حضرت سید البشر کی ذات بابرکات باعث قربانہ ہے اسی طرح اناث کے لئے جناب سیدۃ النساء کی ذات ستودہ صفات یا یہ فرد نانہ ہے جس طرح پیغمبر خدا و ائمہ ہدیٰ کے اقوال و افعال امت کے لئے محبت ہیں اسی طرح صدیقہ طاہرہ کے اقوال و افعال بر بنائے عصمت امت پیغمبر کے لئے محبت ہیں کیونکہ کلام باری تعالیٰ اور حدیث پیغمبر خدا آپ کی عصمت پر شاہد عادل ہیں اور جبکہ اندرونی نص آپ معصومہ میں تو آپ کو محبت خدا ہونے میں بھی کلام نہیں۔ بظاہر آپ کے محبت خدا ہونے کی وجہ اور مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب رسالت مبرورہ تھے وہ عورتوں کے علیات مخصوصہ (مثلاً اطاعت شوھر) کو عطا نہیں دھکتے تھے اور نہ اوس پر مثال قائم کر سکتے تھے نیز یہ کہ عورتیں نسبت مردوں کے خلقتاً کمزور واقع ہوئی ہیں۔ وہ رسول اللہ کے افعال مثالی پر یہم عدد کر سکتی تھیں کہ پیغمبر تو مرد ہیں اور ہم عورت ذات۔ بھلا ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ زہد و صبر وغیرہ میں اون کی تاشی و پیروی کر سکیں۔ اس محبت و عدد کے رفع کرنے کے لئے خدا نے اناث میں سے جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کو اپنی محبت قرار دیا تاکہ وہ اون مسائل کو جو عورت سے مخصوص ہیں اون کو بتلائیں اور اپنے طرز اخلاق و معاشرت سے برتائیت احکام و منشاء خدا و پیغمبر اون کے لئے علی مثال قائم کریں اور غالباً یہی وجہ تھی کہ جناب رسالت مبرورہ باوجود باپ ہونے کے جناب سیدہ طاہرہ کی تعظیم فرمایا کرتے تھے اور باہمی ملاقات میں مساوات کا درجہ قائم رکھتے تھے و نہ باپ کے لئے اولاد کی اس طرح تعظیم کرنا کہ لازم ہے جناب معصومہ کا وجہ پیش خدا مال تھا کہ حضور سرور عالم نے اوس کے لحاظ سے باپ بیٹی کے عام میل جول کے طریقہ سے قطع نظر فرما کر مساوات کا طریقہ اختیار فرمایا چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ میں منقول ہے کہ

(۱) عالم جل الشیخ سلیمان الحنفی نے کتاب ینایع المودۃ میں بحوالہ ابن المعنازی لکھا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ عن حکلمات التي تلقی ادم من ربہ فتاب علیہ فقال سئلہ بحق محمد وعلی و فاطمہ و حسن و حسین۔ رواہ ابن المعنازی یسیر ابن عباس راوی ہیں کہ فرمایا جناب رسالت مبرورہ نے کہ جو حکلمات اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو القا کئے اور جنکی ذریعہ سے اون کی توبہ خدا نے قبول کی وہ یہ تھیں کہ اوضوں نے خدا سے سوال کیا بحق محمد وعلی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام۔

جب یہ دونوں معصوم ملتے تھے تو ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور استقبال کئے گئے اپنی جگہ پر بٹھلاتے تھے پیغمبر خدا کا جناب سیدہ کی تعظیم کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور نہ سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل ہے اگر مسلمان چشم بصیرت اور دیدہ معرفت سے دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ پیش پروردگار جناب فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا وعلیہا کی وہ عظمت و جلالت تھی کہ پیغمبر خدا اور وہ بھی وہ پیغمبر جو سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں خدا کی طرف سے اون کی تعظیم کرنے پر مامور تھے۔ کیونکہ اس کوئی مسلمان از روئے ایمان انکار نہیں کر سکتا کہ آنحضرت کا کوئی قول یا فعل غامض فحاشی نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ جو کرتے اور کہتے تھے وہ وحی اور حکم خدا پر مبنی ہوتا تھا خود یہ طرز عمل رسول اللہ کی امت کی ہدایت کے لئے کافی ہے آیات و احادیث مزید بران ہیں۔

جناب زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے فضائل و مناقب علماء اسلام نے کتابوں میں اس قدر کہئے ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے لیکن آپ کے حالات و سوانح کہنے والے کا مطلب محض فضائل و مناقب ہی پیدا نہیں ہوتا دوسرے حالات و واقعات بھی اوس کے لئے ضروری ہیں مگر وہ ان میں ایک جگہ مرتب و مسلسل نہیں ملتے اس زمانہ کا مذاق ملوں سب کو ایک جگہ مرتب و مسلسل بالتفصیل دیکھنا چاہتا ہے لیکن حالات مسبق الذکر کی وجہ سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سوانح خصوصاً وہ جو سرور عالم کی رحلت کے بعد واقع ہوئے چھپائے گئے اور جو باقی رہے اوس کے اس قدر ٹکڑے کر ڈالیئے گئے اور اس طرح منتشر کر دیئے گئے اور ان میں اختلاف ڈال دیا گیا کہ ان کا دیانت و جمع کرنا مشکل ہو گیا کیونکہ بعض ٹکڑے تو بالکل مضمود کر دیئے گئے اور جو موجود رہے ان کی یہ حالت ہے کہ بعض ٹکڑے کسی تاریخ کی کتاب میں ہے تو بعض حدیث کی کتاب میں اور وہ بھی مختصراً و ضمناً مذکور ہو گیا ہے شیعوں کو اگرچہ بعد پیغمبر خدا کے اہلبیت سے ہی تعلق ہے لیکن اوائل میں ان کو اس کا موقع نہ ملا کہ وہ ان کے حالات کو جمع کر کے شائع کرتے بعد کو جب انھیں موقع ملا تو علماء و مورخین نے اپنے آئمہ اور روایان اہلبیت سے دریافت کئے کہ آپ کے حالات میں مستقل طور پر کتنا ہیں کہیں لیکن ایک تو وہ عربی یا فارسی میں ہیں دوسرے ان میں کے بعض مندرجہ حالات علماء و مورخین اہلسنت کے منکدرہ حالات سے بالتفصیل مطابقت نہیں رکھتے اس لئے حتی الامکان اس کا لحاظ ضرور ہوا کہ صرف ایسے واقعات اس کتاب میں لکھے جائیں جو نزاعی نہ ہوں اور جن کو علماء و محدثین فریقین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہو اس لحاظ سے میں نے مختلف و متعدد کتب فریقین سے متفرق اجزاء کو جمع اور ان میں سلسلہ قائم کر کے مسلسل حالات اس کتاب میں درج کئے ہیں اور تحقیق طلب امور جہاں مذکور ہوئے ہیں وہاں ملاوہ حوالہ کتاب

کے اصل عبارت نقل کر دی ہے تاکہ ناظرین اصل کتاب بخوبی سمجھ سکیں اس کتاب میں میں نے صرف نقل کا کام کیا ہے لکھنے اور قیاس کو مطلق دخل نہیں دیا لکھنے کے لئے اور قیاس کے دخل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب بجائے سیرۃ کے مناظرہ کی شکل اختیار کر کے مباحثہ کا بازار گرم کر دیتی ہے۔ جو میرے مقصد و منشا کے خلاف ہے۔ لکھنے اور قیاس کو کچھ میں نے طول و فضول الفاظ اور عبارت آسانی سے بھی اس کتاب میں کام نہیں لیا ہے میری غرض سوانح کو اردو میں ایک جگہ ترتیب دیدینا ہے اور وہی حتی الامکان میں نے کیا ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی صاحب اپنی ناواقفیت یا تعصب سے نکتہ چینی فرمائیں تو وہ نکتہ چینی دراصل اون علما و محدثین و مورخین پر ہوگی جن کی تصانیف اس کتاب کی اصلی ماخذ ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جناب سیدہ عالمیان سلام اللہ علیہا کے تمام فضائل میں ہے اس کتاب میں لکھ دئے ہیں البتہ سوانح چہاں تک مجھے ملے میں نے جمع کر لئے ہیں اور ان کے ذیل میں جن آیات و احادیث کا تعلق بطور خبر لا ینفک کے ہے بوج کر دیئے ہیں۔ باقی احادیث و آیات جو آپ کی شان میں وارد ہوئے ہیں اون کے لئے کتب احادیث و تفاسیر ہی معذون ہیں کتاب سیرۃ میں ایسے امور کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس کتاب کا نام میں نے **ثمرۃ الغیوۃ المعروف بالزہراء** قرار دیا ہے اور اس کو دو حصوں پر تقسیم کر کے حصہ اول میں جناب معصومہ کے وہ حالات درج کئے ہیں جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات میں گذرے اور حصہ دوم میں اون سوانح کا ذکر ہے جو آنحضرت کے زمانہ طہالت میں اور انتقال کے بعد واقع ہوئے۔

اگر اللہ عز و جل مجھ بندہ عاصی کے اس حقیر عمل کتابت کو قبول فرمائے تو اس کی رحمت و بندہ نوری سے کچھ بعید نہیں ہے۔ ربنا اغفر لی ولوالدتی وللمومنین والمومنات للمسلمین والمسلمات بحق محمد آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ فقط

طالب مقصود
سید نیاز حسین ابن سید فضل امام مرحوم اعلی اللہ مقامہ
ساکن موضع بہیرا ساکا ضلع فقیوہ سہوہ کشتری اللہ آباد

۱۸ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ
۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء
یوم چار شنبہ

حصہ اول

عقد جناب التما ب با حضرت خدیجہ کبر

جناب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد الغری بن قحی قوم قریش میں سے مکہ کی ایک عالی نسب ممتاز اولاد متحمل تاجہ بیٹہ بیوہ خاقون تھیں۔ انکو ہماں فاطمہ بنت زایدہ بن الہم قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔ اون کو کاروبار تجارت کے لئے جاون کا آبائی پیشہ تھا ایک امین کی ضرورت پیش آئی۔ مکہ میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و دیانت ایسی مشہور تھی کہ اون کے مخالفین تک اون کو الامین کے لقب سے پکارتے تھے اس وجہ سے اور اس خیال سے کہ بنی ہاشم ہمیشہ سے تجارت کرتے رہے ہیں۔ اور خود جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عم محترم حضرت ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کر چکے ہیں اور وہاں کے تجارتی معاملات سے خوب واقف ہیں حضرت خدیجہ نے جناب محمد مصطفیٰ کو اپنا امین مقرر کرنے اور کاروبار تجارت سپرد کرنے کی اجازت حضرت ابوطالب سے چاہی اور بعد حصول اجازت آپ کو اپنا مال سپرد کر کے شام کی طرف بغرض تجارت روانہ کیا۔ آپ نے اس حسن و خوبی سے اس کام کو انجام دیا کہ امید سے کہیں زیادہ نفع ہوا۔ جناب خدیجہ نے آپ کی امانت و صداقت اور محاسن اخلاق کو ایسا کامل پایا کہ آپ سے نخل کرنے کی درخواست کی۔ آنحضرت نے اپنی منظوری کو اپنے بزرگ چچا حضرت ابوطالب کی اجازت پر محول کیا۔ جب اون سے اجازت چاہی گئی تو انھوں نے بخوشی اجازت دے دی اور معززین قریش کو دعوت دے کر محفل عقد منعقد کی اور نہایت شان و شوکت سے حضرت محمد مصطفیٰ کا نخل جناب خدیجہ سے کر دیا۔ اس موقع پر حضرت ابوطالب نے جو خطبہ پڑھا اس کے مفہوم کو ہم بالا اختصار روضۃ الصفا سے نقل کرتے ہیں وہ ہذا۔

حمد و سپاس خدائی را کہ ما را از فرزندان ابراہیم و اسماعیل گردانید و از اصل معدوم و مضری پیدا آورد و ما را بحفاظت بیت و پیشوایان حرم خویش ساخت و خانہ را کہ قبلہ و مرطاف خلقی است و حرمی مامن یعنی بیتے کہ ہر انجا برسد در امان باشد بجا ارزانی داشت ما بعد برادر زادہ من سچم کہے است کہ قرابت ابوا من شمارا معلوم است انکو خواستگاری می نماید خدیجہ بنت خویلد را بہ ہر سبب شرمایہ از مال من کہ صدق و محفل و محل او ہمان باشد و باللہ کہ محمد را مرتبہ عظیم و امرے بزرگ در پیش است۔

بعثت حضرت محمد مصطفیٰ

اس عقد کے کئی سال کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسات ہوئے اور آپ نے اوس کا اعلان فرمایا جناب خدیجہ اور حضرت علی ابن ابی طالب نے فورا آپ کی تصدیق کی۔ جملہ محدثین و مورخین اسلام نے بطریق متعدد لکھا ہے کہ حضور سرور عالم محمد مصطفیٰ ۴ دو شنبہ کے دن مبعوث ہوئے۔ مودہ شنبہ کو علی ابن ابی طالب نے اون کے ساتھ ناز پڑھی۔ (ترمذی و احمد وغیرہ) عالم اجل الشیخ سلیمان الخفجی اپنی کتاب نیایح المودہ میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ۔ القزوی۔ احمد بن حنبل۔ ابو نعیم الحافظ۔ نعیمی۔ اور حموی علماء نے اسناد کے ساتھ اخرج کیا ہے۔ عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ وانا رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدک الا کذاب مفترو لقد صلیت قبل الناس سبع سنین یعنی عباد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ فرمایا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب نے کہ میں بندہ خدا اور برادر رسول خدا ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد (یا میرے سوا) اس لقب کو کوئی کسی کے لئے نہیں کہیگا بجز کذاب و مفتری کے اور یقیناً میں نے تمام آدمیوں سے سات برس پہلے ناز پڑھی ہے۔ نیز عالم موصوف نے بحوالہ صحیحین کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ اور بہت سے لوگ پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر تھے ابو اوفیہؓ آنحضرت نے علی ابن ابی طالب سے فرمایا کہ تم بلحاظ ایمان کے اول المؤمنین اور بلحاظ اسلام کے اول المسلمین ہو اور تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت مارون کو حضرت موسیٰ سے تھی۔

العقاد حمل

جب پیغمبر خدا معراج میں بالائے آسمان تشریف لے گئے تو عجائبات آسمانی ملاحظہ فرماتے ہوئے بہشت میں رونق افروز ہوئے جبرئیلؑ نے بحکم خدا ایک سیب پیش کر کے عرض کیا کہ اس کو نوش فرمائے آپ نے اوس کو نوش کیا۔ معراج سے واپس آنے کے بعد وہ پہل اوسی رات کو نطفہ نبرام المؤمنین خدیجہ الکبریٰؓ علیہا السلام کے رحم اطہر میں منتقل ہوا اور آپ حاملہ ہوئیں (۱)۔ زمانہ حمل میں اکثر اوقات جنین سے ام المؤمنین تسبیح و تہلیل کی آواز سنا کرتی تھیں اور بعض وقت وہ بچہ اون سے باتیں بھی کیا کرتا تھا

۱۲ مولوی الفوار اللہ صاحب خفجی حیدر آبادی نے پیغمبر خدا کی معراج جسمانی کے ثبوت میں جو روایت کمالہ مشہور حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے اپنی کتاب افادۃ الالہام حصہ دوم میں لکھی ہے اوس کا بھی یہی مضمون ہے

المولف

جس سے تنہائی میں اون کا دل بہلتا تھا (ینایع المودۃ) ایک روز جناب رسالتؐ گھر میں تشریف لائے تو ام المومنین کو باتیں کرتے سنا آپ نے پوچھا کہ تم کس سے باتیں کر رہی تھیں اونھوں نے جواب دیا کہ یہ بچہ جو میرے پیٹ میں ہے اکثر مجھ سے باتیں کیا کرتا ہے اور تنہائی میں ہی میرا مونہ ہے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ آئے ہیں اور بشارت دیتے ہیں کہ تمہارے شکم میں پاک اور مبارک بیٹی ہے اللہ تعالیٰ اسکی نسل سے اماموں کو پیدا کرے گا جو تمام دنیا کے مادی اور مثنوی کے بعد فکر ہو گئے۔ ام المومنین اس بشارت کو سن کر بہت خوش ہوئیں اور خدا کا شکر بجالائیں۔

ولادت باسعادت

جب حمل کی مدت ختم ہوئی اور وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے تو ام المومنین نے دنان قریش میں سے بعض کو بلا بھیجا لیکن اونھوں نے آئیسے صاف انکار کر دیا اوس وقت چار بیبیاں جو نبی ہاشم کی عورتوں سے مشابہ تھیں ام المومنین کے پاس آئیں اور بعد سلام کے کہا کہ ہم کو خداوند کریم نے تمہاری خدمت کے لئے بھیجا ہے اور ہم تمہاری بہنیں ہیں ایک نے اون میں سے بتلایا کہ میں سارہ زوجہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں اور یہ آسیہ بنت مزاحم زن فرعون ہیں اور یہ مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ روح اللہ کی ماں ہیں اور یہ کلثوم حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بہن ہیں (وسیلۃ النجات مولوی محمد حسین انجمنی فرنگی مہلی وینایع المودۃ شیخ سلیمان انجمنی) یہ چار بیبیاں حضرت خدیجہ کے گرد بیٹھیں اوس وقت بتم جہادی الثانی سنہ ۳۱ھ (۱) از بعثت النبی کو جمعہ کے دن ام المومنین کے بطن پاک سے جناب پیغمبر خدا کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی اور اوس وقت ایک ایسا نور چمکا کہ مکہ کے تمام مکان روشن ہو گئے اس دختر نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا واحد ولا شریک ہے۔ اور میرے باپ محمد مصطفیٰ خدا کے رسول اور میرے شوہر علی مرتضیٰ خدا کے ولی اور رسول اللہ کے وصی اور میرے فرزند

(۱) سال ولادت میں علمائے اسلام نے اختلاف کیا ہے۔ بعضوں نے پیغمبر خدا کی عمر کا اکتالیسواں سال لکھا ہے اور ابن جوزی نے پانچ سال قبل نبوت کہا ہے۔ اور صاحب مدارج النبوت نے اسی کو اشہر خیال کیا ہے۔ صاحب تاریخ التواریخ نے سال ولادت ۶۷ شمسی بعد از ہبوط آدمؑ لکھا ہے۔ پیغمبر خدا نے ۳۱ھ شمسی میں ہجرت فرمائی اور جناب فاطمہؑ کی عمر آٹھ سال ۶۷ شمسی کی تھی جو بتا قمری ۶ سال ۱۰ ماہ کی ہوتی ہے۔ پیغمبر خدا کی عمر بت قمری ۵۷ سال کی تھی اور بت شمسی ۶۷ سال کے بعد ہجرت فرمائی اس لئے جناب فاطمہؑ کی ولادت ۴ سال ایک ماہ بعد بعثت ہوئی۔

جناب رسالتؐ کی متفق علیہ حدیث سے جو ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے معراج کے بعد ولادت ثابت ہوتی ہے کیونکہ آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کو اکثر سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری دختر کی خلقت اوس خوشبو وار پھل سے ہوئی ہے جو میں نے مشب معراج بہشت میں کھایا تھا اور اوس پھل کی خوشبو اس میری نحت جگر سے آتی ہے (ینایع المودۃ)

ائمہ ہدیٰ ہیں۔ پھر اون چاروں بیویوں کو نام لے لے کر سلام کیا اور تبسم فرمایا اس کے بعد طفلی کی طرف عود کیا۔ اوس وقت دس حدیں بہشت سے طشت فابریق نہلانے کا سامان لے کر حاضر ہوئیں اور اوس پاک و پاکیزہ دختر کو آب کوثر سے غسل دیا اور ایک سفید و معطر کپڑے میں لپیٹ کر اور ایک پاکیزہ کپڑے کا مقنعہ سر پر ڈال کر اُم المؤمنین خدیجہ کی گود میں دیا اور کہا کہ یہ آپ کی بیٹی پاک و پاکیزہ مبارک نسل والی ہے۔ اُم المؤمنین نے اوس کو گود میں لے کر دودھ پلایا۔ اس کے بعد وہ سب بیبیاں جو جنت سے آئی تھیں رخصت ہو کر واپس گئیں۔ (ناسخ التواریخ)

تسمیہ و جہت سببہ

جبریل امین نے پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر تہنیت ادا کی اور کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ میں نے آپ کی اس دختر کو اور اوس کی ذریت کو اور اوس کے محبتوں کو آتش دوزخ سے آزاد کر دیا ہے پس اس مناسبت سے اس کا نام فاطمہ رکھو۔ حضور سرور عالم خدا کا شکر بجالائے اور اپنے نوزدیدہ کا نام فاطمہ رکھا (۱) اور ایام طفولیت ہی سے اوس کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی۔ قوت نمود بالیدگی۔ حضرت فاطمہ میں اس قدر تھی کہ ایک مہینہ کی عمر میں ایک سال کی معلوم ہوتی تھیں آپ کے اسمائے

(۱) تاریخ النبوة میں شاہ عبدالحق صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ فاطمہ اس وجہ سے نام رکھا گیا کہ خداوند کریم نے اوپر اور اون کے دوستوں پر آتش جہنم حرام فرمائی ہے اور اون کو اوس سے محفوظ رکھا ہے۔ قال رسول اللہ یا فاطمۃ تدين لہ سمیتک فاطمہ قلت یا رسول اللہ لہ سمیت فاطمہ قال ان اللہ تعالیٰ قد فطمہا وذریتہا عن النار (لخصہ الماخذ اللہ شفی) یعنی حافظ و مہتمم نے اس حدیث کو جناب فاطمہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے فاطمہ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے میں نے عرض کی کہ بابا جان آپ ہی اس کا سبب بیان فرمائیے حضور سرور عالم نے فرمایا کہ خداوند کریم نے اوس کو (یعنی تم کو) اور اوس کی (یعنی تمہاری) ذریت کو آتش دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ صاحب صحابی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میری بیٹی فاطمہ حواء آدمیہ ہے اور وہ حیض و ثمن سے پاک و متبرک ہے اللہ تعالیٰ نے اوس کا نام فاطمہ اس وجہ سے قرار دیا ہے کہ اوس نے اوس کو اور اوس کی اولاد کو اور اوس کے دوستوں کو آتش دوزخ سے نجات دیدی ہے (نیایع المودقہ و وسیلۃ النجات)۔ عن عکرمہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ لفاطمۃ ان اللہ غیر معذک ولا احدًا من ولدک (احزابہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ ثقات) یعنی طبرانی نے کبیر میں اس حدیث کو اخراج کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ میں عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ اوصوں نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جناب فاطمہ سے کہ اللہ تمہارا و تمہاری اولاد پر ہر گز عذاب کرے گا۔ صاحب فردوس نے روایت کی ہے۔ عن سلمان بنی النضر یعنی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میری بیٹی کا نام فاطمہ علیہا السلام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ خداوند کریم نے اوس کو اوس کے محبتوں کو دوزخ سے آزاد فرما دیا ہے۔ ۱۲۔ المؤلف

مبارک بہت میں منجملہ اون کے اہل ارض میں جو زیادہ مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ الصدیقہ۔ المبارکہ۔
الطاہرہ۔ المزاکیہ۔ المعصومہ۔ الراضیہ۔ المرضیہ۔ المحرثہ۔ المحرمہ۔ السیدہ۔ الحصان۔ النبوی۔ العنقۃ
مریم الکبریٰ۔ فاطمہ الزہرا۔ اور اہل اسمان میں یہ نام زیادہ معروف ہیں۔ النوریہ۔ السماویہ۔ النجیۃ
ناسخ التواریخ۔

انتقال ام المومنین خدیجہ علیہا السلام

جناب فاطمہ کا سن مبارک جب پانچ سال کا ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجہ بیمار ہوئیں اور اسی بیماری
میں تین سال قبل ہجرت نبوی انتقال فرمایا شفیق ماں کا سایہ سر سے اٹھ جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے
جناب فاطمہ کو بڑا صدمہ ہوا جب پیغمبر ام المومنین کو دفن کر کے گھر میں واپس آئے تو حضرت فاطمہ
آپ کے گرد بار بار پھرتی اور پوچھتی تھیں کہ بابا۔ اماں کہاں گئیں۔ رسول اللہ بھی از حد محزون و طول
تھے۔ بیٹی کو مضطرب دیکھ کر بچپن ہونگے اور دل میں سوچنے لگے کہ اس معصومہ کو کیا جواب دوں اور کیونکر
مستی کروں اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ فاطمہ سے میرا سلام کہو اور کہو
کہ تمہاری ماں بہشت کے ایک ایسے مکان میں ہیں جو طنائی اور صرع بچا ہر ہے اور وہ گھر بی بی مریم اور
بی بی آسیہ کے گھروں کے درمیان میں ہے۔ کتاب مودۃ القرنی میں ہے۔ عن مہاجر بن میمون

عن فاطمہ قالت حدث لابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان انا خدیجہ قال بیت من قصب لا غوب فیہ
ولا الغصب بن مریم وآسیہ امروۃ فرعون قلت من ای القصب قال من القصب المنظوم باللہ والیا تو
یعنی مہاجر بن میمون نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ کہ جناب
معصومہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت رسول مختار سے پوچھا کہ میری اور گرامی
حضرت خدیجہ کہاں ہیں تو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ایک ایسے مکان میں ہیں جو قصب کا بنا ہوا ہے
اور اس میں کسی قسم کی فکر سے اور نہ تکلیف اور وہ گھر حضرت مریم و حضرت آسیہ کے مکانات کے
درمیان میں ہے میں نے پوچھا کہ قصب کس چیز کا ہے تو فرمایا کہ وہ مونی اور یا قوت کا ہے۔ العرض
جب فاطمہ کو حضور سرور عالم نے خالق بے نیازی کی طرف سے بعد سلام ادائیگی کے سوال کا جواب دیا تو
آپ نے کہا ان اللہ هو السلام ومنہ السلام والیہ بیویہ السلام اصابنی وللہ ماجدہ حضرت خدیجہ
الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی حاضرت پر صبر فرمایا (۵)

۱۱/ حضرت ام المومنین خدیجہ کو بلحاظ سبقت اسلام و محبت خیر الانام و جلالت قدر و عظمت شان جلا و علیٰ علیہم السلام
ہر فوقیت حاصل ہے جو وقت ادن کا عقد پیغمبر خدا سے ہوا و سوقت وہ بہت متمول اور صاحب غرت ثروت

لڑکپن کے بعض حالات

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جسوقت آپ سجدہ میں گئے ابو جہل کے اشارہ سے بعض کھارے اونٹ کی اوجھری آپ پر ڈال دی۔ اوس کے بوجھ سے آپ دگے اور اوڑھنے سکے اگر کوئی چاہتا تھا کہ اوس کو اوتار کر پھینکے۔ تو کعبت ابو جہل اور اوس کے ساتھی اوتارنے نہیں دیتے تھے اور مارنے دوڑتے تھے۔ کسی نے جا کر جناب فاطمہؑ کو خبر دی وہ سنتے ہی خانہ کعبہ میں تشریف لیگئیں اور آنحضرت پر سے اوجھری اوتار کر پھینک دی۔ آپ کا سن اوس وقت بہت کم تھا لیکن رعب جلال اس قدر تھی کہ آپ کو دیکھ کر کفار مرعوب ہو گئے۔ اور کچھ قعرض کرنے کی اون کو جرات نہ ہوئی۔ (روضۃ الصفا) عمر ابن حصین کا بیان ہے کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضر تھا کہ جناب فاطمہ حضور کے پاس آئیں اور اسوقت اولاد کا سن مبارک بہت کم تھا۔ میں نے دیکھا کہ اوس محصورہ کا چہرہ بھوک کی شدت سے درد ہو گیا ہے۔ جبہ آنحضرت کے قریب آئیں تو آپ نے اون کے سینہ پر نگلے کے پاس ماتھ رکھ کر فرمایا اے بھوکھوں کے

تھیں لیکن ابو جہل نے اپنا کل مال آنحضرت کی ملکیت و تصرف میں دیدیا جس کو سرور عالم نے ابتداء زمانہ میں اٹھا لیا۔ اہل امت مسلمین میں صرف فرمایا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ تین چیزیں اسلام کی ترقی کی باعث ہوئیں۔ ایک خلق پیغمبر خدا کا دوسرا مال حضرت خدیجہؓ کا تیسرے تلوا حضرت علیؓ کی جب تک ائم المؤمنین خدیجہ زندہ رہیں۔ آنحضرت نے دوسری زوجہ نہیں کی اور بعد ان کے ہمیشہ اون کو ذکر جبر سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اُم المؤمنین خدیجہؓ کی شان میں بہت سی حدیثیں فقہین کے صحاح میں درج ہیں لیکن اس مقام پر ہم اہلسنت کے یہاں سے چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

(۱) فی کتاب عمال لیم واللیلۃ للنسائی عن ابن قال جابر ائیل الہ النبوی وعلا خدیجہ وقال ان اللہ عز وجل یقلہ خدیجہ السلام فقالت ان اللہ هو السلام وعلا خدیجہ لئلا ولعلک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امام نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں اس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک تہ حضور سرور عالم کے قریب حضرت خدیجہؓ تھیں کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ جل شانہ خدیجہ کو سلام کہتا ہے۔ یہ سن کر اُم المؤمنین نے کہا کہ سلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء مبارک میں سے ہے اور جبرئیلؑ پر سلام ہو اور آپ پر یا رسول اللہ سلام ہو اور رحمت و برکات خدا ۵۔ الشیخ حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ میں ہے۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم یقول خیر الناس اہل خدیجہ بنت خویلد وخیر انساہم اہل خدیجہ بنت عمر ان ولشیر خدیجہ بنت الحنظلہ من قصبہ لا ضعیف ولا نصیب فجابر ائیل الہ النبوی فقال ان اللہ تبارک وتعالیٰ خدیجہ وعلی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہما یعنی حضرت علیؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ بہترین زنان عالم خدیجہ بنت خویلد اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور جنت کے ایک ایسے مکان کی حضرت خدیجہ کو بشارت دی جو قصبہ کا ہے اور جس کو کوئی فکر ہے اور نہ رنج۔ اور حضور سرور عالم کے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ خداوند کریم خدیجہ کو سلام کہتا ہے۔ اور ان پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے۔ ۳۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت معا علیہ علی امروۃ ما عزت علی خدیجہ

سیر کرنے والے پروردگار! فاطمہ کو بھوکا نہ رکھ۔ پس میں نے دیکھا کہ جناب فاطمہ کے چہرہ سے درد محسوس ہوا اور وہ مبارک گلگون ہو گیا (ناسخ التواریخ) ایک روز حضرت ختمی مرتبت دیوار کعبہ سے ٹکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے کہ خواتین قریش کی ایک جماعت عمدہ لباس پہنے ہوئے حضور کے سامنے آئی اور عرض کی کہ اے محمد! اگرچہ بلحاظ ملت کے ہم سے اور آپ سے منابت و بیگانگی ہے لیکن قرابت کی نظر سے ہم اندر آپ غیر و بیگانہ نہیں ہیں اور پھر آپ اور ہم ایک شہر میں رہتے ہیں اس لیے ہم کو یہ منظور نہیں ہے کہ ہم ایک تخت آپے قطع قلعی کر لیں۔ کج ہمارے یہاں عروسی کی تقریب ہے آپ اپنی دختر فاطمہ کو ہمارے یہاں پہنچے کہ وہ ہماری تقریب میں شریک ہوں اور عروسی کا تماشا دیکھیں تاکہ ہمارے اور آپ کے درمیان موسم قرابت جاری رہیں۔ سو کائنات نے کچھ دیر تامل کر کے فرمایا کہ اچھا تم لوگ جاؤ میں فاطمہ کو بیع فعل گا۔ یہ کہہ کر آنحضرت بیت الشرف میں تشریف لائے اور جناب معصومہ سے کہا کہ اے جان پد مجھ کو حکم ہے کہ خلائی کے ساتھ بخلق و ماریش آؤں اور اون کی جفاؤں پر صبر و تحمل کروں آج قریش کی کچھ عورتیں میرے پاس آئیں اور مجھ سے درخواست کی کہ اون کے یہاں شادی کی تقریب میں تم کو بھیجوں اور میں نے اون کی درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ جناب سیدہ نے کہا کہ خدا و رسول کے حکم کی میں تابع ہوں اگر آپ فرماتے ہیں تو مجھے تعمیل ارشاد میں کیا عذر ہے میں جاؤں گی لیکن متعجب ہوں کہ میں کیا لباس پہن کر جاؤں میری چادر میں تولیف خرما کے پوند لگے ہوئے ہیں وہاں دن عبتہ و دختر شبہ و خواہر ابو جہل و ہند و جہوہ و مسخیان ہونگی وہ میرے پھٹے پرانے لباس کو دیکھ کر شامت و استہزا

واعتدات قبلان تیغی ثلاث منین لما کنت اسمع اسمہا یذکر لعل قد امرہ بعبہ ان یشترھا بیت مصب
لجنة وان کان لیدع الشاة یشترھا لعلی خلا لکھا یعنی ام المؤمنین عائشہ نے بیان کیا کہ جب خدیجہ
کا ذکر میں سنتی تھی تو مجھ پر بہت شاق گزرتا تھا حالانکہ میری ترویج سے تین سال قبل اون کا انتقال ہو چکا تھا
ایک تین کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو حکم دیا کہ خدیجہ کو جنت کے ایسے مکان کی بشارت دو جو قصب کا بنا ہوا ہے۔
اور پیغمبر خدا بکرے بچ کر کے اوس کا گوشت اون حاجت مند اشخاص کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے جو حضرت خدیجہ سے
والبتہ تھے۔ ۴۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت حاضرت علی احد من نساء
البنی ماعز علی خدیجہ و ما دایئھا و لکن کان البنی لیکثر ذکرھا و ربما ذبح الشاة ثم یقطعھا اعضاء
ثم یغفلھا فی صلا بن خدیجہ فقلت لہ کاد لہ لکن فی الدنیا الا حدیجہ فقول لہا کانت حبثہ لی و کانت
عاقلة و کان لی منها ولد (وفاد مسلم) وانی قد ذبقت جہما۔ یعنی ام المؤمنین عائشہ نے کہا کہ پیغمبر خدا انہر
خدیجہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور بکری بچ کر کے اوس کا گوشت اون کے دوستوں کے یہاں بھیجا کرتے تھے۔ آنحضرت
کی پیروی میں سے کسی پر مجھے اس قدر شرم نہ تھا کہ خدیجہ پر ہوتا تھا پس میں نے پیغمبر خدا سے کہا
کہ کیا خدیجہ کے سوا کوئی اور دنیا میں نہیں ہے تو اپنے فرمایا کہ وہ میری حبیبہ تھیں اور عقلمند تھیں اور اون سے
خدا نے مجھے اولاد عطا فرمائی اور درحقیقت اون کی محبت مجھ میں بھروی گئی ہے۔

کریں گی آپ ان عورتوں کے لاف و گراف سے تو خوب واقف ہیں حالانکہ یہی وہ عورتیں ہیں جو کئی ماہ میں میری مادر گرامی حضرت خدیجہ کے یہاں خاک روٹی کرنا پٹنے لئے باعث فخر سمجھتی تھیں اور ہر روز اون کی ملازمت میں حاضر ہا کرتی تھیں آج یہ عورتیں عمدہ اور فاخرہ لباس پہن کر اور مجھے پیوند وار چادر اوڑھے ہوئے دیکھ کر طنز یہ کہیں گی کہ یہاں دس سیڑی کی بیٹی ہے جو عمدہ کے دن گلے میں ایسے جواہرات کا مالا پہنے ہوئے تھی جس کی قیمت ایک مملکت کا خرچ ہتی۔ آج اسی سیڑی کی بیٹی ہمای محل میں پھٹی پڑانی چادر اوڑھ کر آئی ہے۔ بابا جان! یہ لوگ ظاہر میں دنیویا پرست ہیں ان کو یہ کیا معلوم کہ جو شخص لباس علم و نبوت سے آراستہ ہے اس کو دنیوی آرائش سے کیا تعلق۔ آج میری ان زندہ ہوتیں تو البتہ اون کو زبان کھولنے کی جرات ہوتی۔ افسوس وہ مجھے غم فراق سے کر جواد رحمت میں تشریف لیگیں۔ یہ کہہ کر جناب سیدہ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پیغمبر خدا بھی ابدیدہ ہوئے اور فرمایا اے نوح چشم الفقر فخری تم ملال نہ کرو۔ دنیا کا جاہ و جلال چند روزہ ہے اسپر نادر کرنا۔

جاہلون اور دنیا پرستوں کا کام ہے جن کو آخرت میں بخیر رسان و ندامت کے کچھ نہ ملے گا۔ حضور یہ فرما رہے تھے کہ جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا بعد سلام فرماتا ہے کہ فاطمہ سے کہئے کہ عذوسی میں شریک ہوں کہ اس میں درمزد مصالحت ہے آنحضرت نے سیدہ سے کہا کہ یہ جبریل حکم خدا لائے ہیں۔ کہ تم شادی میں شریک ہو۔ جناب فاطمہ نے کہا کہ بیشم حکم کی تعمیل کرتی ہوں جو کچھ میں نے کہا تھا عذر کی راہ سے نہیں کہا تھا بلکہ جو اندیشہ میرے دل میں گذرنا تھا اس کو عرض کیا تھا۔ یہ کہہ کر آپ نے چادر اوڑھی اور سر اٹھ کر مقنعہ ڈالا اور تنہا روانہ ہوئیں۔ وہاں زمان قریش آپس میں کہہ رہی تھیں کہ محمد کی بیٹی بوسیدہ مقنعہ اور پھٹی چادر اوڑھے آتی ہوں گی۔ اتنے میں مکان روشن ہو گیا عورتیں گھبرا کر دیکھنے لگیں کہ یہ روشنی کیسی ہے کہ ناکاہ جناب سیدہ نمودار ہوئیں اور اپنے اسلام کے طریقہ سے سلام کیا وہ عورتیں آپ کو دیکھ کر ایسی متحیر و ششدر ہوئیں کہ سلام کا جواب دینا بھی بھول گئیں اور ہون کو یہ نظر آیا کہ جناب فاطمہ نہایت پر تکلف اور بیش قیمت لباس جواہرات سے آراستہ ہیں اور آپ کے جلو میں نہایت حسین و پاکیزہ لڑکیاں ہیں جن میں سے بعض لباس کو سنبھالے ہوئے

مسٹر گبن انگریزی مورخ اپنی تاریخ کوکلائین نے کہا کہ افسوس! یہاں بکرا ابو الفدا لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ آپ کو باہر جانچ کر لیا گیا کرتے ہیں۔ کیا وہ ایک سن رسیدہ عورت تھیں۔ اور کیا خداوندی سے بہتر عورت آپ کو دن کے بجائے رات میں آنحضرت سے نہایت جوش اور داعی اظہار شکر کے ساتھ فرمایا کہ بخدا نہیں۔ خدیجہ نے ہوس و فتنہ میری تقدیر کی جبکہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اور اونھوں نے دوستی میری مدد کی اور حاجت روائی کی جبکہ میں افسوس و تعلق تھا اور لوگ مجھے ستاتے تھے۔ الموصوف۔

ہیں اور بعض کے ہاتھوں میں مرصع انگلیٹھیاں ہیں کہ اون میں عود و سنگ رکھتے ہیں اور اس کی خوشبو سے تمام مکان معطر ہو گیا ہے اور بعض لڑکیاں جو اہر نگار پنکھے لئے ہوئے آپ پر چل ہی ہیں یہ عظمت و دبہ دیکھ کر اون خواتین قریش کے ہوش اڑ گئے سب اٹھ کر تعظیم و تحریب بجالائیں بعض عورتیں مجلس سے اٹھ کر چلی گئیں اور کہنے لگیں کہ یہ سب محمدؐ کا جادو ہے۔ اور جو عورتیں وہاں ہیں انھوں نے عرض کیا کہ یا نبی محمدؐ ہم نے آپ کو تخلیف دی معاف فرمائی۔ اور آپ حکم دیں اس کی تعمیل کرنے کو ہم حاضر ہیں ہر قسم کے کھانے اور شربت موجود ہیں جو آپ فرمائیں ہم حاضر کریں۔ سیدہ عالمیانؓ نے فرمایا کہ عمدہ کھانے پینے سے میں غش نہیں ہوتی۔ بھوکا رہنا اور خدا کا شکر کرنا میرا اور میرے پدر بزرگوار کا شعار ہے اگر میری خوشنودی چٹا ہو تو وہ کام کرو جس سے خدا و رسول خوش ہوں۔ کفر و شرک سے توبہ کر کے دین اسلام اختیار کرو تاکہ ضائع باری تعالیٰ اور خیر عقبے تم کو حاصل ہوا پنے ہاتھ سے بت بنانا اور پھر اس کو خدا سمجھ کر اس کی پرستش کرنا کس قدر حماقت و جہالت کا کام ہے۔ انسان کو چاہئے۔ کہ اپنے خالق کی معرفت حاصل کرے اور وہ سب عبادت و رضا جوئی کو اپنی پیدائش کی علت سمجھے۔ جناب فاطمہؓ کا کلام ایت النیام سن کر کئی عورتیں اوسی وقت مسلمان ہو گئیں۔ (روضۃ الشہداء ملا حسین واعظ کاشفی)

ایک مرتبہ جناب سیدہ کو معلوم ہوا کہ قریش نے باہم اتفاق کر کے یہ ارادہ کیا ہے کہ پیغمبر خدا کو قتل کر ڈالیں تو آپ روتی ہوئی اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئیں اور کہا کہ باباجان۔ قریش نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ حضور سرور عالم نے اپنی قرۃ العین جناب فاطمہؓ کو پیار کیا اور فرمایا تم اپنا رکھو قریش مجھے قتل نہیں کر سکتے خدا میرا حافظ ہے یہ کہہ کر آپ مسجد الحرام میں تشریف لے گئے کسی کاثر کی حرات جوئی کہ کسی قسم کی مزاحمت کرتا۔ آپ نے ایک ٹہنی خاک اٹھا کر کفہ کی طرف پھینکی اور فرمایا۔ شاہت الوجہ جس جس کا فر پوہ خاک پڑی وہ بد کی لڑائی میں مارا گیا۔

ہجرت

پیغمبر خدا کے حامی چچا حضرت ابوطالب بن عبد المطلب کی سیادت و وجاہت کا سکہ قریش کے دلوں پر بٹھایا ہوا تھا اور ان کی حمایت و رعایت کی وجہ سے کفار آنحضرت سے زیادہ مزاحم و متعرض نہیں ہو سکتے تھے۔ ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو مشرکین مکہ دل کھول کر پیغمبر خدا کو ستانے لگے اور صرف ستانے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قتل کرنے کے ور پے ہو گئے۔ اس صدمہ

میں خذلان پہنچل کیا کہ چند اہل مدینہ حج کے لئے مکہ کو آئے اور حضور سرور عالم کا وعظ سن کر ایسے متاثر ہوئے کہ آپ کے دست حق پرست پر توجید و نبوت کا اقرار کر کے بیعت کر لی۔ اور عرض کی کہ اہل مکہ کو آپ سے سخت عداوت ہے کہیں خدا نخواستہ خدام رسالت پناہی کو اون کے ہاتھ سے صدمہ نہ پہنچ جائے حضور مدینہ تشریف لے چلیں ہم ہر طرح حمایت و نصرت کے لئے تیار و آمادہ ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ مدینہ چلنا خدا کے حکم پر موقوف ہے جس وقت باری تعالیٰ کا حکم ہوگا میں ہمارے سے ہجرت کر کے آجاؤں گا۔ تم لوگ وہاں اشاعت اسلام میں سرگرم رہ کر منتظر ہو۔

تفسیر الاسلام سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینایع المودة میں سید علی بن شہاب ہمدانی کی کتاب مودة القربی سے اس بیعت کی کیفیت اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ زید بن حارثہ قال لما كانت الليلة التي اخذ فيها رسول الله على الانصا ببيعة الاولة قال نأخذ عليكم بالخذ الله على النبيين من قبل ان تحفظوني وتنعموني عن ما تمنعون انفسكم عنه وتنعموا على ابن ابي طالب عن ما تمنعون انفسكم عنه وتحفظوه فانا القصد لا كبر يزيد الله دينكم فان الله اعطى موسى العصا ابراهيم برد النور وعيسى الكلمات يحيى بها اللوحي واعطاني هذا عليا وكل نبي و ملائكة والائمة الطاهرين من لدن آيات ربي لن نخلو الاض من اهل الايمان ما ابقا الله احدا من ذريته واحدا۔ یعنی زید بن حارثہ راوی ہیں کہ رسول اللہ نے رات کے وقت انصار سے بیعت اولے اس طرح لی کہ آنحضرت نے اون سے فرمایا کہ میں تم سے اس طریقہ سے بیعت لیتا ہوں جس طریقہ سے خدا نے مجھ سے پہلے انبیاء سے بیعت لی۔ تم اس عہد کے ساتھ بیعت کرو کہ تم مجھ کو اون چیزوں سے بچاؤ گے جن سے تم اپنی جانوں کو بچاتے ہو اور میری حفاظت و حمایت اسی طرح کرو گے جس طرح اپنے نفوس کی حفاظت و حمایت کرتے ہو اور اسی طرح مثل اپنے نفوس کے علی ابن ابی طالب کی حفاظت و حمایت کرو گے کیونکہ وہ صدیق اکبر ہے۔ ایسا کرنے سے خدا تمہارے ایمان میں افزائش کرے گا۔ خداوند کریم نے موسیٰ کو عصا اور ابراہیم کو ہر دنارا اور عیسیٰ کو وہ کلمات عطا فرمائے۔ جسے وہ مرنے کو زندہ کرتے تھے اور مجھ کو خدا نے علی کی ذات عطا فرمائی اور ہر نبی کے لئے خدا نے ایک آیت یعنی نشانی مقرر فرمائی اور میرے لئے علی خدا کی آیت ہیں اور اون کی نسل سے جو ائمہ طاہرین ہوں گے وہ خدا کی آیات ہیں جب تک اون کی ذریت سے ایک شخص بھی باقی رہے گا۔ اس وقت تک خدا زمین کو اہل ایمان سے خالی نہ کرے گا (ینایع المودة)

الغرض جب کفار کی زیادتی حد سے گذر گئی تو بحکم خدا حضور سرور عالم نے مدینہ کو ہجرت کر کے

تیار کی اگرچہ اس امر کے پوشیدہ رکھنے میں اپنے احتیاط کی تاہم قریش کو خبر لگ گئی کہ آنحضرت مکہ سے مدینہ جانے والے ہیں۔ یہ خبر پڑنے ہی کفار نے ایک کینہی کی جس میں تمام مشرکین قریش جمع ہوئے اور یہ تجویز کی کہ حضورؐ کو قتل کر ڈال جائیں اور یہ رائے قرار پائی کہ مرقبہ سے ایک ایک آدمی لیا جائے اور وہ سب ملکر رات بھر آنحضرتؐ کا گھر گھیرے رہیں اور صبح ہونے ہی شمع رسالت کو گل کر دیں چنانچہ یہ مشورہ کر کے ایک رات کافروں نے شام ہی سے حضورؐ کا گھر گھیر لیا۔ پیغمبر خداؐ نے اپنے چچا زاد بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا کہ دشمن کہ میرے قتل پر آمادہ ہیں اور تجھے کو خدا کا حکم ہوا ہے کہ اسی شب میں مدینہ کو روانہ ہو جاؤ اور لوگوں کو حکم دے کہ میرے بستر پر لیٹ رہو پس تم میری یہ سبز چادر اوڑھ کر میری جگہ پر سو جاؤ۔ اور متعلقین سے خبردار ہو اور میرے پاس یہاں کے لوگوں کی کچھ چیزیں مانت ہیں یہ لو اور جس کی جو چیز ہے اس کو بھیچنا دینا۔ حضرت علیؑ جان پر کھیل کر خدا رسولؐ کے حکم تعمیل پر تیار ہو گئے اور فرمان نبویؐ کے مطابق چادر اوڑھ کر پیغمبر خداؐ کے فرش پر تلواروں کی چھاؤں میں لیٹ گئے۔ پیغمبر خداؐ گھر سے برآمد ہوئے اور کفار کے سامنے سے ہوتے ہوئے تشریف لے گئے خدا نے اون کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا۔ کہ اون حضورؐ کے قتل جانے کی خبر تک نہ ہوئی۔ وہ اپنے زعم ناقص میں ہی سمجھتے رہے کہ آنحضرتؐ گھر میں ہیں صبح ہوتے ہی تلواریں برہنہ کئے ہوئے کفار گھر میں گھس آئے۔ شاہ مردان علی مرتضیٰؑ اون کی یہ دیدہ دلیری دیکھ کر اوڑھ کھڑے ہوئے اور تلوار لے کر اون کے مقابل ہو گئے۔ وہ لوگ پیغمبر خداؐ کے بجائے علی مرتضیٰؑ کو شمشیر بکف دیکھ کر بوکھلا گئے اور پوچھنے لگے کہ محمد کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ کیا تم اون کو میرے سپرد کر گئے تھے جو مجھ سے پوچھنے آئے ہو۔ بعض کافروں نے کہا کہ یہ یہی محمدؐ سے کم نہیں ہیں اگر وہ نہیں ملے تو انہیں کو قتل کر ڈالو لیکن خدا کی حفاظت حضرت علیؑ کے شامل حال تھی آپ کو تلوار بکف دیکھ کر کفار ایسے مرعوب ہوئے کہ واپس چلے گئے۔ اور اشتہار دیا کہ جو کوئی محمدؐ کو گرفتار کر کے لائے گا یا قتل کرے گا اس کو بہت کچھ انعام دیا جائیگا۔ اور ہر حضرت ختمی مرتبتؐ مکہ سے خدا کی حفاظت میں روانہ ہو کر تھوڑے دنوں میں بخیر و عافیت مدینہ پہنچے۔ وہاں کے مسلمانوں نے بڑی گرمجوشی اور عقیدت مندی سے استقبال کیا حضورؐ نے شہر کے باہر محلہ قبا میں قیام فرمایا اور علی مرتضیٰؑ کو حکم ہوا کہ تم اپنی مادر گرامی فاطمہ بنت زبیر بن عبد المطلب اور میری نور دیدہ فاطمہؑ زہراؑ کو لے کر مدینہ چلے آؤ۔ شاہ مردان علیؑ ابن ابی طالب نے حکم کی تعمیل کی اور اون خواتین معظہ کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں فحیمان کے مقام پر حارث بن امیہ کا قلام مسمی جلال کفار قریش

کے اٹھائے سے سات سولہوں کہنے کر مزاحم ہوا اور پکار کر کہا کہ اے علی تم ابن مخدرات علیا کو نہیں لے جاسکتے تمہارے حق میں بہتر یہ ہے کہ اون کو واپس کرو اور قریب اگر اسد اللہ الخالب علی ابن ابی طالب پر تلوار کا وار کیا آپنے اوس کا وار خالی نہ کر اوس کے ہاتھ سے تلوار حصین لی اور اوسی تلوار سے اوس کے دو ٹکڑے کر دئے جناح کے قتل ہوتے ہی اوس کے ساتھی بھاگ گئے۔ آپ اطمینان سے خواتین معظمہ کو لئے ہوئے مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام قبا پر حضور سرور کونکلی قدمبوسی سے مشرف ہوئے ان سب کے صحیح سلامت پہنچ جانے سے پیغمبر خدا کو پورا پورا اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے آیہ من الناس من لیس فی نفسه ابتغاء مرضات اللہ واللہ ووف بالعباد یعنی آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا ہے کہ خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بچاتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربانی کرنے والی ہے۔ پارہ ۷- سورہ بقرہ

حضرت علی کو سنائی اور فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ تمہاری جان نثاری کی تعریف میں خدا نے نازل فرمائی ہے (ملج النبوة) اے علی بخدا تم کو کوئی دوست نہ رکھیکا تجرمومن کے کہ جس کے قلب کا امتحان ایمان میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہوگا اور تم سے کوئی شخص بغض و عداوت نہ رکھے گا بجز اوس کے جو منافق ہوگا یا کافر۔ جمہور کے دن نماز جمعہ پڑھ کر جناب رسالت آب سب کو لے کر شہر میں تشریف لائے اور ایک مقام پر کچھ زمین خرید کر مسجد کی بنا ڈالی۔ خود حضرت ختمی مرتبت اور علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے اوس کی تعمیر کرتے تھے۔ پیغمبر خدا کے اصحاب میں عمار بن یاسرؓ اوس کے بنانے میں سب سے زیادہ محنت کرتے تھے اگر کوئی صحابی ایک اینٹ یا پتھر لٹاتا تھا تو یہ دو لٹاتے تھے۔ غرض جب مسجد بن چکی تو اوسی سے ملحق حضرت نبی اور علیؓ کا بانٹیں سادہ مکان بنایا گیا۔ جب مکان تیار ہو چکا تو ابوالیوب الفضاریؓ کے یہاں سے جھکے ٹھہریں اب تک حضور فرشتے تھے۔ اپنے گھر میں اونکا

لے پیغمبرؐ امامیہ والہ سنت لکھتے ہیں کہ یہ آیہ مبارکہ حضرت علیؓ کی شان میں انکی جان نثاری کی تعریف میں نازل ہوئی ہے چنانچہ قرطیؒ دبی تفسیر کبریٰ میں لکھتے ہیں معزلت ذلہ اللہ تعالیٰ عنہ علی ابن ابی طالب بات علیؓ فواش رسول اللہ لیلہ خروجہ الی العار و یروی انہ لما نام علیؓ فواشہ قام جلیل عنہ۔ اسد و میکائیل عنہما علیہ و جبرئیل ینادی بجزیح من مثاک یا بن ابی طالب یا ہی اللہ علی اللہ لک۔ ایضا تفسیر امام غزالیؒ و منہام امام احمد بن حنبل و احیاء العلوم امام عزالیؒ فتاویٰ خمس۔ ان سب کا خلاصہ مطلب تاریخ روضۃ الاحباب سے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ دوران شب علیؓ کرم اللہ وجہہ جہامہ خواب آنحضرتؐ تیکہ توبہ نفس خود فدا لئے لے (یعنی پیغمبرؐ) ساخت حق تو دہی کرد و جبرئیل و میکائیل کہ میان ہر دو عہد مواخات مستم و عمر کیے۔ امیش از عمر دیگر گردانیدم کدام از شما ایثار حیات دیگر سے بر حیات خود میکند ہر کی از ایشان گفتند ایثار حیات خود بر حیات کسی نمیکند بندگی خویش جوست میدارم اللہ قتل دہی کرد بالایشان چو مثل علیؓ بن ابی طالب شد کہ مواخات مستم میات او و کما فدا نفس خود فدا سے عمر حیات بروید بر زمین و دوبر از سر اعدایا فظمت نما شد ایشان بوجہ خداوند تعالیٰ بزرگوار آمدند جبرئیلؑ و میکائیلؑ علیؓ گفتند و میکائیلؑ سے جبرئیلؑ گفت بخ کس مست مثل اے علیؓ حق جل جلالہ کس بات کرد تو بر ملا کہ (روضۃ الاحباب)

جس سال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آکر رہے اسی سال سے
ہل اسلام ناسد کا حساب کرتے ہیں بعد وہ سال سنہ ایک ہجری کہلاتا ہے۔

سیرت جناب سیدہ

ہجرت کے وقت جناب فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا سن مبارک قریب ۹ سال کے تھا۔
حضرت ائمہ المؤمنین عائشہ کہتی ہیں کہ گھار ورفار اور حرکات سکنت اور سیرت و محاسن اخلاق اور
سکینہ و وقار میں فاطمہ بالکل رسول اللہ کے مشابہ تھیں اور جب وہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس آتی
تھیں تو آنحضرت تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور پیشانی مبارک پر بوسے کر اپنی جگہ اونکو
بٹھاتے تھے۔ حضرت عائشہ کا قول یہ بھی ہے کہ میں نے فاطمہ سے بہتر و افضل بجز پیغمبر خدا کے کسی کو
نہیں دیکھا۔ جناب رسالت آج چھپ چلتے تھے تو چاہنی اور بائیں جانب متقابل جوتے تھے اسی طرح جناب
سیدہ بھی داہنی اور بائیں جانب جھکتی ہوئی چلتی تھیں اور قدم نہایت سکینہ و وقار کے ساتھ اونٹھاتی
تھیں حضور سرور عالم جناب فاطمہ کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس خاتون جنت سے
بہشت کی خوشبو آتی ہے اور یہ اوس میوہ جنت سے پیدا ہوئی ہے۔ جو مجھ کو شب معراج جبریل نے
کہلایا تھا (جامع ترمذی۔ بیابج المویۃ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ وسیلۃ النجات)

شادی خانہ آبادی

ہمیں ہاتھی لے مجلس آئے دین	ہمایہد یا سنے زما معین	ہیار لے نرے چویاغ جنان
بہمانی قول سل را بخوان	طلبہ سیاں انجان گسری	انجان حمد و غلمان را مشگری
بکن اہتمام چہ رفان سور	برائس روز شمع ہی ہر روز نور	کہ مدخانہ شاہ دین مصطفیٰ
خدا می کند نسبت مرتضیٰ	وکالت مفوض بہ روح الامین	معین پیشا طگی حور و عین
طاہیک ہمہ دسر انجام کا	فلک از کواکب بدامن نثار	پنا گشتہ تا کلخ چرخ برین
مدیدہ است ایام سوری چنین	تو مجلس بیارادین عز و شان	کہ من میروم بر سر داستان

ہجرت کے دوسرے سال یعنی ۱۰ ہجری میں جبکہ جناب فاطمہ الزہراء کی عمر شریف قریب ۱۰
بہشت کے ہوئی تو بعض متمول و طلیل القدر مسلمانوں نے شادی کا پیغام دیا حضرت رسالت پنا
نے سب کو جواب دیا کہ فاطمہ کی شادی خدا کے حکم پر موقوف ہے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا

ایک روز حضرت علیؑ کے خاص دوستوں نے اون کو مشورہ دیا کہ آپ کا حق و خیر پیغمبر سے شادی کرے میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ اول تو آپ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی ہیں اون سے آپ کو بہت قریب کا رشتہ ہے دوسرے بلحاظ اسلام کے آپ کا رتبہ سب مسلمانوں سے بڑھا ہوا ہے۔ آپ حضور سرور عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر جناب فاطمہ زہرا کی خواستگاری کیجئے۔

یہ شرف ایسا نہ تھا کہ جس کے حصول کی تمنا نہ ہوتی لیکن حیا و اس کے اظہار کی مانع تھی۔ لوگوں کے کہنے سننے سے حضرت علیؑ ابن ابی طالب جرأت کر کے حضور سرور کائنات کے در دولت پر حاضر ہوئے اس وقت آنحضرت ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ شاہ مردان علی مرقضی نے زنجیر پلائے۔ ام المؤمنین نے پوچھا کہ کون ہے پیغمبر خدا نے فرمایا اے ام سلمہ دروازہ کھول دو یہ وہ شخص ہے جس کو خدا و رسول دوست رکھتے ہیں اور جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ ام المؤمنین نے کہا کہ میرے ماں باپ پر فدا ہوں وہ ایسا کون شخص ہے جس کی نسبت آپ یہ گواہی دے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ میرے چچا ابو طالب کا بیٹا اور میرا بھائی علی ہے۔ یہ منکر ام المؤمنین نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ سیدہ الاولیاء علی مرقضی اندر آئے پیغمبر خدا نے اون کو اپنے پاس بٹھایا اور وہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ (معالج النبوة) لیکن حیا کے مارے کچھ کہہ نہ سکے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ دوسرے دن پھر اسی ارادہ سے آئے اور سر جھکا کر بیٹھ بیٹھے ہیں اور شرم نے لب کھولنے نہ دیئے تیسرے دن پھر حاضر ہونے کا ارادہ تھا لیکن ابھی حاضر نہ ہوئے تھے کہ

بیاد بفرمان رب جلیل	نزد رسول خدا جبرئیل	نئے پر نشاط و لب خندہ ریز	زبان ثورہ گو و نغمہ گزیر
بسیا نیکو دل و دو سلام	چنین گفت آنکہ خیر الانام	کر خیر النسا بخیر الرجال	ہمال از کرمستان ہمال
بفرمائش امر و ذکر و بیان	نمودند ترمین نہ آسمان	ہم بندہ آئیں دیوان	از سندس بقدر و کثرت و قدرش
ز نواد و رضوان صفائے	شد راستہ تھریٹے بہشت	ہم بندہ پیرایہ احدیان	از استیرق و از حریر جنان
گر گفتد بر کف برائے نشاء	طہقہائے پرگو ہر شاہلو	و اگر از روی شکر و شکر	از ان شیں کار و کشتی ہما
گر گفتد و رفتد فرو سیان	سخنے بیت معمور شدی نان	و از بخت بفرمان و ز غفور	یکے منبر را شد ز نور
برآمد بہ منبر حکم الہ	ز قصی شادان با قدر و جاہ	بگئے کہ بہشت افصح قد	یکے خطبہ فرمود اول بیان
بدین قیامت آنکہ اے حق	بشیر خدا عقد خیر النسا	نمودند ان شاد و نمان	ہمان بے بہا ہائے جان
بلئے تبرک ملائک تمام	نمودند بران شاد و دھما	شد عزم انجودہ حمد و ملک	گمان شکستن پیام فلک

درآمد من حکم پروردگار	رسید آنکہ قصے تو ہم زین	برائے جہیم محمد سپہ	زبد سلطنت بدہاں خبر
کسیم بابر سپہربن	بہم عقدان ہر دو قد ثمن	مبارک بود بر تہا بن انعقاد	یابی از ایشان شمار فواد
تو ہم بر زمین عقد ایشان	برہ این گہ را بہ ان از بند	بگفت این بگزاشت شش ہر	نثار یکہ آودہ بود از سپہر
بنی پس کزن مرده شد	شدش اپنے شکر ہر روز با	چو جبریل آن گفت رفت	در آمد ہاندم علی از دش

از حلیہ حیدری

صحیح البیاضی

حضرت سید الاولیاء علی مرتضیٰ جناب سالکتاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے چپ بیٹھ گئے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا۔ پیغمبر یا علی! کیا کسی ضرورت سے آئے ہو اور کچھ کہنا چاہتے ہو۔ علیؑ ہاں یا رسول اللہ پیغمبر کیا میری تخت جگر فاطمہ زہرا سے عقد کی خواستگاری کرنے آئے ہو۔ علیؑ بایں انت وامی یہی تمنا لیکر حاضر ہوا ہوں اور آپ کے کرم کا امیدوار ہوں۔ پیغمبر یا علی! مہر کے واسطے تمہارے پاس کیا ہے۔ علیؑ میری جو حالت ہے وہ آپ کے پوشیدہ نہیں ہے مال دنیا سے میرے پاس ایک زرہ اور ایک تلوار اور ایک اونٹ ہے۔ پیغمبر تلوار کی توجہ دیکھنا ضرورت ہے اور اونٹ بھی بار برداری کے لئے درکار ہے البتہ نہ چند ان ضروری نہیں ہے اوس کو بیچ کر قیمت میرے پاس لاؤ۔

شاہ مردان بہ قیصل حکم اپنی زرہ لے کر بیچنے نکلے ایک اجنبی شخص آپ کو ملا اور اوس نے پانسو درہم کو وہ زرہ خرید لی۔ ادھر حضرت ختمی مرتبت بیت الشرف میں تشریف لائے اور حضرت سیدہ طاہرہ کو اپنے پاس بلایا اور نہایت شفقت و مہربانی سے فرمایا کہ اے نور چشم خدا نے تمہارا عقد علی ابن ابی طالب سے آسمان پر کیا اور مجھ کو حکم بھیجا ہے کہ میں میں پر اوس کی تجدید کر دوں پس میں تمہارا نکاح اپنے عزیز ترین بھائی علی مرتضیٰ سے کرتا ہوں جو خدا کے ولی اور میری اُمّت کے سید و امام ہیں۔ جناب معصوم نے حیا سے سر جھک کالیا اور خاموش رہیں۔ سید المرسلین نے فرمایا کہ یہ خاموشی رضا مندی ہے اس کے بعد اپنی بیبیوں کو حکم دیا کہ گھر میں شادی کا سامان کرو۔ یہ فرمایا کہ باہر تشریف لائے اتنی میں سیدنا علیؑ زرہ کی قیمت لے کر حاضر ہوئے اور مسرہ عالم کے سامنے رکھ دی۔ رسول اللہ نے مسکرا کر پوچھا کہ کس کے ہاتھ تم نے زرہ فروخت کی اپنے جواب دیا کہ ایک اعرابی نے وہ نہ مجھ سے خرید لی پیغمبر خدا نے کہا کہ وہ اعرابی نہ تھا بلکہ جبرائیل تھے انھوں نے بحکم خدا اوس زرہ کو خرید اور مجھے لا کر دے گئے۔ گو یہ نہ موجود ہے میں تم کو عطا کرتا

یہ اس حدیث کو عربی میں شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے ابن مسعود سے اپنی کتاب بیاض المودۃ میں نقل کر کے لکھا ہے۔ احرفہ الحافظ العسائی۔ صرف وزن اس حدیث ہے کہ اوس حدیث میں خطیب کا نام جبریل بیان کیا گیا ہے۔ باقی مضمون یہی ہے۔ للولف

ہوں۔ شاہ مردان یہ سن کر خوش ہو گئے اور شکر یہ ادا کر کے درہ لے لی۔ (۱۱) سید البشر نے ایک مٹی
 دم حضرت بلال کو دیئے اور فرمایا کہ خوشبو مول لاؤ۔ پھر اونچی بہر دم حضرت ابوبکر کو دے اور فرمایا
 کہ عمار یا سر کو ساتھ لے لو اور سیدہ النساء فاطمہ الزہرا کے لئے لباس اور اثاث البیت خرید لاؤ۔ دو گن
 صحابی یہ چیزیں خرید کر لائے ایک پیرا بن ایک مقننہ۔ ایک سیاہ چادر۔ ایک چٹائی خرمے کی چھل
 کی۔ دو چھوٹے کتان کے کہ ایک میں خرمے کی چھال اور دوسرے میں بھیڑ کی اون بھری ہوئی تھی
 چائٹکے۔ ایک پردہ۔ ایک چکی۔ ایک لگن تلبے کی۔ ایک مشک۔ ایک پیالہ لکڑی کا۔ ایک قرعہ۔ ایک ٹما
 ایک بخدہ مٹی کا۔ سیدہ کو نین کا یہ چیز حسب شرف المرسلین کے سامنے لا کر رکھا گیا تو آپ کی
 آنکھوں میں آنسو بھرائے اور اپنی اُمت کے غریب و مفلس لوگوں کی ناداری کا خیال کر کے رونے لگے
 اور فرمایا کہ خدا بلیت کو برکت کرامت فرمائے اس کے بعد گھر میں تشریف لے گئے اور ازواج سے
 کہا کہ فاطمہ کو دلہن بناؤ اور دل ہی دل میں یہ خیال کر کے آبدیدہ ہو گئے کہ آج فاطمہ کی ماں حضرت
 خدیجہ ہوتیں تو کیا کچھ وہ اہتمام کرتیں اور اون کو کس قدر مسرت ہوتی۔ اور پھر بلال نے آپ کے حکم سے
 مدینہ میں منادی کر دی کہ پیغمبر خدا کی دختر اطہر کا عقد ہے لوگ محفل نکاح میں شریک ہوں۔

جب سب مسلمان جمع ہو چکے تو حضور سید المرسلین منبر پر تشریف لائے اور حمد و ثنائے
 باری تعالیٰ کے بعد فرمایا اے مسلمانو! خدا کی طرف سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو
 خبر دی کہ اللہ جل شانہ نے ملائکہ کو بیت المعمور میں جمع کر کے اپنی کیز خاص فاطمہ زہرا کا عقد اپنے خاص
 بندے علی مرتضیٰ سے کر دیا اور جس دنیا اور ثلث بہشت اور زمین کے خاص چاروں فرات و نیل و
 ہر وہاں و ہر بلخ فاطمہ کو علی کی طرف سے ہر مین عنایت کئے اور حکم دیا کہ میں اس عقد کی تجدید
 تم سب کے سامنے کروں اور پانچ سو دم ہر قرار دوں تاکہ یہ میری امت میں منت قرار پائے اور ہر امیر و
 غریبے سکے اس کے بعد شاہ مردان علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ خطبہ پڑھو۔ سیدہ الاولیاء نے نہایت فصاحت
 و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ حضور سید الانبیاء نے جناب سیدہ کا عقد حضرت امیر سے کر کے فرمایا
 کہ جبریل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ عنقریب فاطمہ کے دو فرزند ہوں گے جو جوانان اہل بہشت کے ستارے
 ہوں گے (مصابح النبوة - ناسخ التواریخ و وصنتہ الصفا - ینایح المودة وغیرہ) یہ عقد جمعہ کے دن ربیع
 السدہ ہجری میں ہوا۔ (بعضوں نے یکم ذیحجہ اور بعضوں نے رجب لکھا ہے۔ واللہ اعلم) عقد کے بعد

(۱) واضح ہو کہ روایت ہسم نے خرید و فروخت زہرا کی لکھی ہے وہ حسب روایت المہبت

ہے۔ راوی المہبت کا بیان یہ ہے کہ عثمان ابن عفان نے پیش خدا سے وہ زہرا خرید لی۔ ۱۲

خرے لٹائے گئے اور محفل میں ہر طرف سے بارگ اللہ فی جمع شملہا کی صداش بلند ہوئیں اور ہر شخص خوشی کرنے لگا۔ حضور سرور عالم محفل سے اٹھ کر گھر میں جناب معصومہ کے پاس آئے تو اون کو روتے دیکھا فالبا یہ رونا اپنی نانا گرامی حضرت خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی یاد میں ہوگا۔ پیغمبر خدا نے پیشانی پر بوسہ دیا اور سر مبارک پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر فرمایا کیوں روتی ہو اے پارہ جگر سچ تمہارا عقد ایسے شخص سے کیا ہے جو بد میرے بہترین عالم ہے اگر علی نہ ہوتے تو تمہارا کوئی کفونہ تھا علی کا وہ رتبہ ہے کہ خود خدا نے تمہارا عقد اون سے کیا اور ہمیں جنس دنیا اور ثلث بہت تم کو عطا فرمایا جناب سیدہ نے شرم سے سر جھکا لیا۔ عقد ہو کر ایک ہینہ کا عرصہ گزر گیا لیکن جناب سیدہ کی رخصت ہنوز نہیں ہوئی۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب بھی شرم کے مارے اوس کا ذکر زبان پر نہ لاسکے ایک دن پیغمبر خدا کی بیبیاں حضرت امیر کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں کہ تم سید المرسلین سے فاطمہ کی رخصت کے بارہ میں کیوں نہیں کہتے اگر تم کو شرم آتی ہے تو ہم سے کہو ہم آنحضرت سے عرض کریں۔ حضرت علی نے کہا کہ بہتر ہے۔ مرضی پاکرامہات مومنین حضور سرور عالم کے پاس آئیں اور ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آج اگر خدیجہ الکبریٰ زندہ ہوتیں تو فاطمہ کی شادی اور علی کی دامادی سے کس قدر خوش ہوتیں اور فاطمہ کی رخصت میں اس قدر دیر نہ ہوتی۔ اب ہم سب اون کی قائم مقام ہیں اور چاہتے ہیں اور علی کی بھی خواہش ہے کہ فاطمہ کو رخصت کیجئے۔ اعداب زیادہ تاخیر کو دخل نہ دیجئے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کا نام سن کر حضور سرور عالم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور فرمایا کہ خدیجہ کا مثل کہاں ہے اور کون ہو سکتا ہے انھوں نے اوس وقت میری تصدیق کی جبکہ تمام لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور انھوں نے دین خدا میں میری مساوات کی اور اپنے مال سے اسلام کی ناکامی کی خداوند کریم نے اون کو سلام کہا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اون کو ایسے مکان کی بشارت دوں جو جنت میں نصب زمرہ کا بنا ہوا ہے اور جس میں نہ کوئی اضطراب ہے اور نہ ابتلا (مباح النبوۃ وغیرہ) اس کے بعد کہا کہ اچھا فاطمہ کی رخصت کا سامان کرو اور امیر المومنین سے فرمایا کہ تم خرماء و رعن بہم پہونچا و اہد گوشت و رولی کا انتظام میں کرتا ہوں اور جس کو چاہو دعوت دو۔ حضرت امیر نے کہا نے کا اہتمام کیا اور مسجد میں آئے۔ آپ کو شرم معلوم ہوئی کہ بعض کو دعوت دین اور بعض کو نہ دین پس اپنے تمام ہجارین و انصار کو دعوت دیدی وقت مقررہ پر چار ہزار سے زیادہ آدمی دعوت میں آئے کھانا جو تیار ہوا تھا وہ بہت کم تھا ہمالوں کی کثرت اور کھانے کی قلت سے آپ کو تردد ہوا۔ اشرف الانبیاء نے اون کو تردد دیکھ کر فرمایا اے علی تردد نہ کرو۔ میں خدا سے برکت کی دعا کروں گا۔ اور وہ اپنے فضل و کرم سے

اس کھانے کو سبکے لئے کافی و دانی کر دے گا۔ یہ کہہ کر حضور خواجه کائنات نے اوس کھانے کو اپنے دست مبارک سے مس کیا اور امیر المومنین سے کہا کہ دستہ حِزَان بچھاؤ اور ہاتھوں کو کھانا کھلانا شروع کرو۔ حضرت علیؑ نے ہاتھوں کو کھانا کھلانا شروع کیا اور اوس میں ایسی برکت ہوئی کہ وہ سبکے لئے کافی ہو گیا اور بچ رہا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے بہتر ولیمہ ہم نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ الغرض جب سب مہمان سیر ہو کر کھا چکے تو پیغمبر خداؐ نے اس سے بھر بھر کر ادواج مطہرات کو کھانا بھیجا اور ایک کاسہ میں ولیمہ کھانا رکھ کر فرمایا کہ یہ فاطمہؑ اور اون کے شوہر کے لئے ہے کھانا کھلائے کھلائے اور تقسیم کرتے کرتے شام ہو گئی اور وقت پیغمبر خداؐ امیر المومنین کو لے کر گھر میں آئے اور ام سلمہ سے فرمایا کہ فاطمہؑ کو لاؤ پس وہ جناب سیدہ کو آنحضرت کے پاس لائیں اور وقت وہ مظہر طاہرہ سر سے پیر تک چادر اوڑھے لئے تھیں اور چادر کے پلوں میں چلتے وقت پاؤں اونچتے اور شرم سے قدم لڑکھڑاتے تھے۔ جب قریب آئیں تو جناب پیغمبر خداؐ نے کہا کہ خدا دنیا و آخرت میں تم سے نغرش کو دور رکھے اس کے بعد اون کے چہرہ انور سے اس طرح چادر ہٹا دی کہ سید الاولیاء علی مرتضیٰ کی نظر جناب سیدہ کے جمال منور پر پڑی اور جناب معصومہ کا ہاتھ لے کر مولیٰ مشکلاشا علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا خدام کو بکرت دے یا علیؑ کیا مبارک یہ تمہاری دلہن ہے جو حیر النساء (یعنی تمام دنیا کی عورتوں سے بہتر و افضل) ہے اور لے فاطمہؑ کیا خوب یہ تمہارا شوہر ہے جو بعد میرے خیر البشر ہے (۱) اس کے بعد وداع کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں تم دونوں آپس میں بات چیت نہ کرنا۔ بنی ہاشم اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ جناب سیدۃ النساء العالمین کی سواری کے ہمراہ رجز پڑھتی ہوئی اور تکبیریں کہتی ہوئی اون کے شسرال تک جائیں پھر پیغمبر خداؐ نے اپنے خاص ناقد پر حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ کو سوار کیا اور سلمان خدرسی رہ کو اوس کی ہمار پکڑ کر چلنے کا حکم دیا جناب معصومہ کی سواری کے لگے پیغمبر خداؑ کی بیبیاں رجز پڑھتی ہوئی چلیں اوس کے پیچھے خود سرور عالم اور حضرت حمزہ و عقیل و غیرہ

(۱) شیخ سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں سید علی بن شہاب سہدانی (عالم اہلسنت) کی کتاب موجودہ سے یہ حدیثیں نقل کی ہیں (۱) عطاء قال مثلت عائشۃ عن علی قالت ذلک خیر البشر لا یشک الا کافر (۲) علی علیہ السلام رفعہ یا علی انت خیر البشر ما شک فیہ الا کافر (۳) حدیثہ قال علی خیر البشر من ابی فقد کفر (۴) جابر رفعہ علی خیر البشر من شک فیہ فقد کفر (۵) ابن عمر رفعہ خیر جالکم علی ابنہ ابیطالب خیر شیانکم الحسن بن علی خیر لسانکم فاطمہ بنت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام (۶) عن الامام الباقی محمد بن علی عن ابائہ علیہم السلام انہ سئل رسول اللہ عن خیر الناس فقال خیرھا ما اتقاھا و افضلھا ما اقر بها الی الجنة اتقوا ما منی لا اتقوا ولا اتقوا من علی بن ابیطالب۔ ان جملہ احادیث کا ما حاصل یہ ہے کہ علیؑ (بعد رسول) خیر البشر ہیں جو کوئی اس سے انکار کرے یا اس میں شک کرے وہ کافر ہے ۱۲ المؤلف

بنی ہاشم تلواریں علم کئے ہوئے چلے۔ چند قدم چلے تھے کہ جبرائیل و میکائیل ستر ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے اور حمدانِ جہان نازل ہوئیں اور وہ سب تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے دھن کی سواری کے گرد ہوئے۔

اُم المؤمنین حضرت ام سلمہؓ یہ اشعار تہمتی تھیں

سِرْنَ يَعُونُ اللّٰهُ جَارَاتِيْ	وَالشُّكْرُ فِي كُلِّ خَالَانِيْ	وَاذْكُرْنَ مَا اَنْعَمَتْ عَلَيْكُنَّ
بتائید خدا احمد اللہ	چلے ہیں اپنے ہمسایوں کے ہمراہ	بہت گھیرا تھا آفات و بلا
مِنْ كَشْفِ مَكْرُوْهَا وَاَفَاتٍ	وَقَدْ هَذَا نَابَعْدَ كَفْرِ قَدْ اَنْعَسَارَتْ السَّمَوَاتِ	چھوڑا اگر نعمتیں دین یہ ہڈا
وَمِسْرَنْ مَعَ خَيْرِ نِسَاءِ الْوَرْدِ	فَقَدِيْ لِحَاثٍ وَخَالَانِيْ	یہ لطف دیتے حق کی بدولت
روان خیر النساء کی ہے سواری	فداؤں پر بھجو بھی خالہ ہماری	تو ہے بنتا و سکی ام خاتونِ جنت
بِالْوَحْيِ مِنْهُ وَالرِّسَالَاتِ		
دیاجی نے جسے فضل رسالت		

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ یہ اشعار تہمتی تھیں

يَا دِيْنُوْا اَسْتَبْرَنْ بِالْمَعَاجِرِ	وَاذْكُرْنَ مَا يَحْتَسِبُ فِي الْخَاخِرِ	وَاذْكُرْنَ بِلِثْنَيْنِ قَدْ حَصَّنَا
سنو تم چادر نہیں ہو جو ستودہ	یہ موجودات محسوس کا مذکور	یہ ذکر اوس کا ہے جو ہے رکاب
بِذِيْنِهِ مَعَ كُلِّ عَبْدٍ شَاكِرٍ	وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى اِفْضَالِهِ	وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ الْقَادِرِ
کیا ہے شاکروں میں ہر کوشاں	جو حمد و شکر ہو اوس کا بجائے	عزیز و قادر و یکساں خدا ہے

سِرْنَ بِهَا فَاللّٰهُ اَعْلَىٰ ذِكْرُهَا	وَحَضْرَتُهَا بِطَهْرٍ وَظَاهِرٍ
جلوس اوس کے ہم اس دم میں حاضر	جو عالی مرتبہ ہے پاک و ظاہر

اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ یہ اشعار تہمتی تھیں

فَاَطَمْتُ خَيْرَ نِسَاءِ الْبَشَرِ	وَمَنْ لَهَا وَجْهٌ كَوْجِةِ الْفَرِّ	فَصَلَّكَ اللّٰهُ عَلَى ذَا لَوْنِ
جناب فاطمہ خیر النساء ہے	متر کی طرح چہرہ پُر ضیا ہے	فضیلت سب پہ خالق عطا کی
بِفَضْلِ مَنْ خَصَّ بِاَبِي الْزُّبُرِ	تَرَوَجَّكَ اللّٰهُ فَتَىٰ فَاِضْلًا	اَعْنِيْ عَلَيَّ اَحْيَا وَمِنْ اِلْخَضِرِ
کہ ذخیرے تو فرما ابوبکر کی	دیا اللہ نے تجھ کو وہ شوھر	ہو موجودات عالم سے ہے بہتر

فَنَزَلَ جَارَانِي بِهَا أَنَّهُمَا	كَيْفَ تَفْتَحُ عَظِيمَ الْخَطَرِ
ہمیں ساتھ اوس کریمہ کے ساتھ	پر رکھا جس کے سب سے بڑے

معاذہ ام سعد بن معاویہ شاعر مہتمم

أَقُولُ قَوْلَانِيهِ مَا فِيهِ	وَأَذْكُرُ الْخَيْرَ وَأُبْدِيهِ	عَمَّ حَذِيرُ بَيْنِ أَدِيمِ
جو ام خیر غری سے بہر ہے	وہی میرے سخن کی ابتداء ہے	محمد مصطفیٰ خیر البشر میں
مَا فِيهِ مِنْ كِبَرٍ وَمِنْ بَيْنِهِ	بَعْضُهُ عَوَّضًا رُشْدَنَا	قَالَ اللَّهُ بِالْخَيْرِ يُجَانِبُهُ
بلا شک وہ بڑی اور کھڑی ہیں	ہماری جگہ سے آگاہ	جسے خیر سے احمد کو اللہ
وَعَنْ مَعَ بَيْتِ بَيْتِ الْهَدْيِ	ذَلَّ شَرَفٌ قَدْ مَكَتَتْ يَدِيهِ	فِي دُرَّةٍ شَاخِجَةٍ أَضْلَمَا
جلیوں اور کچھ ہم لوگوں کی صف	شرف جیسے اور جو مشرف	بلندی پہلے ایسی اصل زہرا

فَمَا لَأَيِّ شَيْءٍ أَيْدِيهِ
انہیں حاصل کسی کو قرب جس کا

اس شان و شوکت سے شہنشاہ انبیاء کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا صدیقہ طاہرہ سیدۃ النساء و لدن نبی ہوئی اپنے شوہر سلطان الاولیاء اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بیت الشرف کو روانہ ہوئیں اور جب گھر میں رونق افروز ہوئیں تو دونوں دولہا و لدن جناب سائبہ کے انتظار میں خاموش بیٹھے شرم سے زمین کی طرف دیکھتے رہے تھوڑی دیر میں حضرت خاتم الانبیاء تشریف لائے اور جناب سیدہ سے فرمایا کہ تھوڑا پانی لاؤ وہ اوٹھ کر پیالہ میں پانی لائیں رسول اللہ نے ایک گھونٹ پانی منہ میں لے کر اوس پیالہ میں گلی کی اور چلو میں وہ پانی لے کر جناب صدیقہ کے سرو سینہ پر اور حضرت امیر کے سرو پشت پر چھڑکا اور درگاہ رب العزت میں دعا کی خداوند! یہ میری قرۃ العین فاطمہ تیری کینہز مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور اسی طرح میرا قوت بازو علی ابن ابی طالب تیرا بندہ مجھ کو سب سے زیادہ عزیز ہے تو ان دونوں کو برکت کرامت فرما۔ میں ان دونوں سے ہوں اور یہ دونوں مجھ سے ہیں بارگاہ جس طرح تو نے مجھے سخاوت و پلیدی سے پاک طاهر کیا ہے اسی طرح ان دونوں کو پاک و پاکیزہ کر اور ان کی نسل میں برکت و طہارت عطا فرما (سنن ابو داؤد) جو شخص ان کی رعایت کرے اور ان سے صلح و دوستی مل چیں لائے میں اوس سے خوش اور راضی ہوں اور جو شخص ان کو ناراض کرے اور ان سے لڑے اور عداوت رکھے اوس سے میرا

ناخوش و بیمار ہوں۔ خداوند اتواون کے دوستوں پر رحم اور اون کے دشمنوں پر غضب نازل فرما۔ ربنا الخ
 وسیلۃ النجات وحیرہ) دعائیں دے کر جنابِ کتاب رخصت ہوئے اور اپنے دولتسر کو تشریف لے گئے۔
 دوسرے دن حضور سرورِ عالم جنابِ معصومہ کے یہاں گئے اور اپنے ساتھ ایک کاسہ دودھ کا بھی لیتے
 گئے اور دودھ جنابِ امیر اور جنابِ سیدہ کو نوش کرایا۔ اس کے بعد تین دن تک حضور پُر نور
 اُن کے گھر پر تشریف نہیں لے گئے چوتھے روز قصد فرمایا دروازہ پر سلمی بنت عیس کو اپنے دیکھا
 اور پوچھا کہ اے سلمی تم یہاں کیوں ہو سلمی نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوئے یا رسول اللہ
 حضرت تم المؤمنین خدیجہ الکبریٰ کی بیماری کے زمانہ میں ایک روز میں اون کی خدمت میں حاضر
 تھی کہ میں نے اون کو سقے دیکھا میں نے کہا کہ یہی آپ بہترین زنانِ عالم اور زوجہِ پیغمبرِ آخر الزما
 ہیں اور خدا آپ کو اپنے رسول کی معرفت جنت کی بشارت دے چکا ہے آپ روتی کیوں ہیں۔ اسی
 وقت اون مظلّمہ نے کہا کہ اے سلمی میں اس بات پر روتی ہوں کہ فاطمہ ابھی بہت کم سن ہے۔ اور
 جب اس کی شادی ہوگی اوس وقت میں ہوں گی زفات میں عورتوں کو ایسی ضرورتیں لاحق ہوتی
 ہیں کہ اون کا سر انجام عورتوں ہی سے ہو سکتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ میرے نذر دیدہ کو ایسے وقت
 کوئی بلائیں عورت خدنگزاری کے لئے نہ ملے اور اس کو زحمت و تکلیف ہو۔ یہ سن کر میں اُم المؤمنین
 سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اوس وقت تک زندہ رہی تو اس خدمت کو انجام دوں گی چنانچہ اپنے اوس
 عہد اور سیدہ کے حوائج پورا کرنے کے لئے یہاں حاضر ہوں۔ حضور نے سلمی کے حق میں دعا
 فرمائی کہ خدا تیرے حوائج دینی و دنیوی بر لائے۔ اس کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑا
 پانی لے کر اوس پر قرآن کی آیتیں دم کیں اور حضرت امیر اور جنابِ سیدہ کو وہ پانی پلایا اور
 دعا کی خداوند! اُن سے نجاست و پلیدی کو دور رکھ اور اُن کو ہر قسم کے رخص سے پاک و طاہر
 فرما۔ اس کے بعد شاہ مردان باہر چلے گئے۔ سید المرسلین سے جناب صدیق نے عرض کی کہ میں نے
 شب کو دیکھا کہ زمین میرے ابنِ عم علی مرتضیٰ سے باتیں کر رہی تھی اس واقعہ سے مجھ پر خوف
 طاری ہے۔ پیغمبر خدا نے یہ سنکر سجدہ شکر ادا کیا اور کہا کہ اے فرزندِ یہ بڑے شکر اور خوشی کا مقام
 ہے کہ خداوند کریم نے تمہارے شوہر کو یہ مرتبہ عظیم کرامت فرمایا ہے کہ زمین کو حکم دیا ہے کہ جو اوقات
 اوپر گزریں وہ اول کو علی ابن ابی طالب سے بیان کیا کرے چنانچہ وہ سب واقعات گزشتہ دنوں
 سے بیان کیا کرتی ہے (شواہد النبوة طہاجی) یہ سن کر خاتونِ جنت خوش ہو گئیں اور کہنے لگیں
 کہ علی ابن ابی طالب سے بہتر شوہر نہیں ہو سکتا لیکن قریش کی عورتیں کہتی ہیں کہ پیغمبر نے اپنی

جی ایک غریب مجلس کو بیاہ دی حضور سرور عالم نے فرمایا کہ وہ جاہل اور حقیقت حال سے نالا فہم ہیں مگر چشم میرا وہ علی کا شمار فقر میں نہیں ہو سکتا زمین نے اپنے تمام دھنیں اور خزانے میرے سامنے پیش کئے لیکن میں نے ان کو قبول نہیں کیا تمہارا شوہر اسلام میں سب سے زیادہ رتبہ رکھتا ہے اوس سے بڑھ کر کوئی عالم ہے اور نہ زاہد اللہ جل شانہ نے اپنی مخلوقات میں سے جن دو شخصوں کو سب سے زیادہ پسند فرمایا ان میں سے ایک تمہارا باپ یعنی میں ہوں اور دوسرا تمہارا شوہر علی ابن ابی طالب (ینایع المودة) جزدار اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرنا۔ اس کے بعد امیر المومنین کو بلا کر فرمایا کہ اے علی! فاطمہ میری پارہ جگر ہے جس بات سے اس کو رنج و غم پہنچتی ہے اوس سے مجھ کو رنج و اذیت ہوتی ہے اور جو امر اس کی خوشی کا باعث ہو تلے اوس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں (ینایع المودة) اے علی! خدا نے تمہارا کلام فاطمہ سے آسمان پر کیا۔ اور زمین کو اوس کے ہر س دیا پس جو شخص تم سے بغض و کینہ رکھے اوس کو زمین پر چلنا حرام ہے (ینایع المودة) ایک روز جناب سیدہ نے سپینر خدا سے کہا کہ اور آدمیوں کی بیٹیوں کا مہر دم و دینار ہوتا ہے اور آپ کی بیٹی کا بھی مہر بظاہر اسی جنس کا ہے پس فرق کیا ہوا آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے میرا مہر امت عاصی کی شفاعت قرار دے۔ حضور سرور عالم نے خدا کی مدد گاہ میں دست دعا بلند کیا فوراً جبرائیل نازل ہوئے اور قطعہ حریر کا لٹا لٹا جھیر لکھا ہوا تھا کہ حق تعالیٰ نے اے فاطمہ تیرا مہر تیرے باپ کی امت عاصی کی شفاعت قرار فرمایا۔ جناب سرور عالم نے وہ رقعہ حضرت فاطمہ زہرا کو دے دیا آپ نے اوس کو لے کر سجدہ شکر کیا اور بہت حفاظت سے اوس کو اپنے پاس رکھا یہاں تک کہ رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ اس رقعہ کو میری قبر میں رکھ دینا تاکہ اوس کو لے کر قیامت کے دن اٹھوں اور اوس کو حجت قرار دے کر اپنے والد کے گنہگار مٹیوں کی شفاعت کروں (معارج النبوة)

سید علی ہمدانی کتاب مودة القربی میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخبر ابو بکر الخوارزمی فی کتاب للنائب عن موسی بن علی القرشی عن قبر بن اسمعٰل عن بلال بن حمام رضی اللہ عنہ قال طلع جلینا رسول اللہ ذات یوم متبسما ضاحکا وجمہ کذا ثرة القبر لیلۃ البد فقام الیہ عبدالرحمن بن عوف فقال یا رسول اللہ ما هذا النور الذی دلی فی وجہک المکرم قال بشارۃ استن من ربی فی اخی وابن عقی فی انتہی بان اللہ تبارک و تعالیٰ زوج علیا بغیا طہر و ام رضوان خازن الجنان بمنزلة طوبی فخرها فخلت رقاقا یعنی صکاکا بعد محبہ اہل بیت والنشاء

اللہ تعالیٰ ملائکہ خلقہا من النور و اصاب لكل ملك صاع فاذا قامت القيامة نادى الملائكة في الخلائق فلا يبقى محب لاهل بيتي الا دفعت اليه الملائكة صكافيه فكان من النار فصالحا
عمى وابنتي سبب صكاك رقاب الرجال النساء من امتي من النار۔

یعنی ابوبکر خوارزمی نے رکہ یہ بھی علماء کرام اہلسنت میں سے ہیں، اپنی کتاب مناقب میں یہ حدیث نقل کی ہے موسیٰ بن علی قرشی سے اور انھوں نے اوس کو لیا ہے قبر بن احمد سے اعدا و انھوں نے اوس کو بلال بن حمام سے روایت کیا ہے۔ بلال کہتے ہیں کہ ایک روز پیغمبر خدا نہایت شان فرمایا جسکھڑے ہوئے ہمارے سامنے مثل بدر مینر کے آئے تو عبدالرحمن بن عوف نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے چہرہ منور پر یہ کیسا نور ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نور اوس مسرت خیز بشارت کی وجہ سے ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے میرے بھائی ابراہیم بن عم اور میری بیٹی کے حق میں آئی ہے اور وہ بشارت یہ ہے کہ جب خداوند کریم نے علیؑ اور فاطمہؑ کی تزویج کی تو رضوان جنان جنت کو درخت طوبی کے آراستہ کرنے کا حکم دیا اور اوس کو اوس نے بلایا۔ تو اوس میں سے ٹکڑے یعنی (لکھے ہوئے) پرچے بشمار محبان اہل بیت ظاہر ہوئے اور اوس درخت کے نیچے اللہ تعالیٰ نے نور سے فرشتے پیدا کئے اور ہر فرشتے کو ایک ایک پرچہ عنایت کیا جب قیامت برپا ہوگی تو ملائکہ تمام مخلوق کو پکاریں گے اور محبان اہلسبت میں سے کوئی محب ایسا باقی نہ رہیگا کہ اوس کو وہ پرچہ جس میں دفع سے آزادی لکھی ہوگی نہ ملے۔ پس میرے ابن عم علیؑ ابن ابی طالب اور میری دختر فاطمہؑ زہراؑ میری اہل بیت کے مردوں اور عورتوں کی نجات کا باعث ہوئے۔ (شیخ الاسلام قسطنطینہ سلیمان الحنفی نے بھی اس حدیث کو کتبہ سیدنا بیچ المودۃ میں نقل کیا ہے)

کام کی تقسیم و تسبیح فاطمہؑ اجنب رسالتما تب نے کام کی تقسیم اس طرح کر دی تھی کہ گھر کا کام ایک روز حضرت علیؑ نے جناب سیدہ سے کہا کہ میں نے آج اس قدر آب کشی کی ہے کہ میں سینہ درد کر رہا ہوں جناب معصومہؑ نے کہا کہ چکی پیٹتے پیٹتے میرے بھی ماتھے میں چھالے پڑ گئے ہیں حضرت علیؑ نے کہا کہ تمہارے پد بزرگوار کے پاس جہاں سے لونڈی غلام آئے ہیں جا کر ایک خدمتگذار مانگ لاؤ پس جناب صدیقہ امیر المومنینؑ کے استصواب سے حضور سید الانبیاءؑ کے گھر اس غرض سے تشریف لائیں کہ ایک لونڈی طلب کریں لیکن اوس وقت آنحضرتؐ گھر میں نہ تھے سیدہ اپنے اپنے کی وجہ ام المومنین عائشہؑ سے کہہ کر واپس چلی گئیں۔ شام کو جب حضورؐ سرور عالم

گھر میں تشریف لائے تو ام المؤمنین نے جناب صدیقہ کے آنے اور لونڈی کی خواہش کرنے کا ذکر آپ سے کیا حضور
 ﷺ نے اسی وقت سیدہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے قرۃ العین تم کثیر طلب کرنے کی فرض سے
 میرے گھر آئی تھیں۔ سیدہ نے بھی جواب دیا تھا کہ امیر المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ گھر کے کام میں فاطمہ
 کو بہت محنت پڑتی ہے اس لئے میں نے من کو آپ کی خدمت میں ایک کثیر مانگنے کے لئے بھیجا تھا حضرت
 ختمی محبت نے فرمایا کہ میں کثیر تو نہیں دے سکتا کیونکہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو بوجہ عسرت بھوکوں
 مرتے ہیں میں ان بردوں کو فروخت کر کے جو قیمت آئنگی وہ مساکین کو دوں گا۔ البتہ اگر تم چاہو تو میں تم کو
 ایک ایسی چیز تعلیم کروں جو خادمہ سے ہزار درجہ بہتر ہے اور جسکی وجہ سے خدام کو ہزار نیکیوں کا ثواب
 کرا مت فرمائے اور دین و دنیا کے کاموں میں تمہاری مدد کرے۔ حضرت امیر اور سیدہ دونوں نے ایک
 زبان عرض کیا ماں یا رسول اللہ بتلائے۔ سرور عالم نے فرمایا کہ ہر روز (صبح کو قبول صاحب ناسخ تطویر
 اور شام کو سونے وقت بقول صاحب وضعت الصفا) ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ
 سبحان اللہ پڑھا کر دو۔ اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین اور جناب سیدۃ النساء العالمین نے ان کلمات
 کا ہمیشہ ورد رکھا اور زندگی بھر کبھی ترک نہیں کیا۔ (۱)

روایت ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضرت علی مرتضیٰ سے بطور طنز کے کہا کہ آپ معدن علم و
 فضل اور شجاع ترین عرب ہیں اپنے ایک غریب کی لڑکی سے نکل کر ناکو نکر گوارہ کیا
 اگر آپ میری لڑکی سے نکاح کرتے تو میں اتنا جہیز دیتا کہ میرے گھر سے آپ کے گھر تک مال و اسباب کے لئے
 بیٹے دونوں کا سلسلہ بند ہجاتا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہماری نظر مال دنیا پر نہیں رہتی ہم اعمال صالحہ
 رضائے باری تعالیٰ پر نظر رکھتے ہیں۔

مختلف حالات ایک مرتبہ حضور سرور عالم اپنی قرۃ العین فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے۔ اثناء
 کلام میں جناب صدیقہ نے کہا کہ علی گھر میں کھانے پینے کی چیز نہیں ہے
 دیتے جہاں کچھ ہوا غریبوں اور فقیروں کو دے دیتے ہیں پیغمبر خدا نے خیال کیا کہ شاید فاطمہ کو علی کی
 شکایت منظور ہے پس آپ نے فرمایا اے فاطمہ! کیا علی ابن ابی طالب کا یہ فعل تم کو ناگوار معلوم ہوتا ہے
 اور تم کو اون کے فعل پر غصہ آتا ہے یا دیکھو کہ علی کا غصہ میرا غصہ ہے اور میرا غصہ خدا کا غصہ ہے
 جناب صدیقہ یہ سن کر سہم گئیں اور کہنے لگیں کہ میں خدا اور اس کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتی
 ہوں خدا ان بات سے بچائے جس سے خدا و رسول غضبناک ہوں۔

(۱) یہ کلمات شیعہ مسلمانوں میں تبیح فاطمہ کے نام سے مشہور ہیں اور عموماً شیعہ ان کلمات مبارک کو ہر زمانہ کے

بعد پڑھا کرتے ہیں۔ المولف

ایک جناب پیغمبر خدا حضرت خاتونِ جنت کے گھر تشریف لائے تو حیر کا پردہ دیکھا آپ نے اس کو لے کر فقرہ کہنے دیا۔ سیدہ نے کہا بابا جان! ریشمی لباس تو اپنے اپنی امت کی عورتوں پر جائز بتلایا ہے حضور نے جواب دیا ہاں نعم امت کی واسطے حلال ہے لیکن تمہارے واسطے مناسب نہیں ہے کیونکہ جو فضل و کمال تم کو حاصل ہے اوسکے واسطے خداوند کریم نے آخرۃ میں تمہارے لئے مسرتیں ہیبار کھی ہیں دنیا اولیات دنیا سے بہرہ مند ہونا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے (وسیلۃ النجات) امیر المومنین کے اون کے لئے بھائی جعفر ابن ابی طالب نے ایک کنیز بطور ہدیہ دی تھی اور وہ جناب معصومہ کی خدمت اور ملازمت میں رہا کرتی تھی ایک روز سیدہ نے دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ اوسکی گود میں سر رکھ جوئے امام کہہ رہے ہیں جناب نے ہر اے کہا اب ان کو کیا آپ کو اس کنیز کو طرفِ غیرت سے اپنے فرمایا نہیں؟ فاطمہ سیدہ عرض کیا کہ میں بابا جان کے پاس جانا چاہتی ہوں اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤں حضرت امیر نے کہا کہ مضائقہ نہیں جاؤ۔ ہو آؤ۔ اجازت پا کر آپ پیغمبر خدا کے گھر کو روانہ ہوئیں اور ہر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ تجھے سلام فرماتا ہے کہ فاطمہ علی کی نسبت کچھ کہنے آتی ہیں آپ اون کی شکایت قبول نہ کیجئے گا۔ یہ کہہ کر جبرئیل رخصت ہوئے اور جناب سیدہ پہنچیں رسول خدا نے فرمایا اے فاطمہ تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو واپس جاؤ اور علی سے عرض کرو کہ میں نے آپ کی رضا کو اختیار کیا جو آپ کی مرضی ہو اور سپر میں راضی ہوں خاتونِ جنت نے پیغمبر خدا کے حکم کی تعمیل کی اور مکان کو واپس آ کر حضرت امیر سے عرض کیا کہ اے علی آپ کے رضا پر میں راضی ہوں۔ امیر المومنین نے کہا اے فاطمہ تم میرے حبیبِ رسول اللہ کے پاس میری شکایت لے کر گئی تھیں واللہ پیغمبر خدا کی گرانی طبع مجھ کو سخت ناگوار ہے میں نے اس کنیز کو راہِ خدا میں آزاد کیا اور چار سو درم جو مجھ کو ملے ہیں وہ میں نے مسکینوں کو دئے۔ یہ کہہ کر لوگوں لٹدی کوازا اور درموں کو خیرات کر دیا اور پیغمبر خدا کے پاس روانہ ہوئے اور ہر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا بعد و دو سلام فرماتا ہے کہ علی سے کہو کہ میں نے اس کے صلہ میں کہ او شخص نے فاطمہ کی خوشی کے لئے کنیز کو آزاد کر دیا اور چار سو درم خیرات کئے بہشت و دوزخ اون کو عطا کیا جس وہ چاہیں بہشت میں داخل کریں اور جس کو چاہیں جہنم سے نجات لیں۔ (ناسخ التواریخ)

ایک مرتبہ حضور سرورِ عالم جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے اوس وقت وہ تنور میں روٹی پکا رہی تھیں اور آگ کی گرمی سے پسینہ جاری تھا اور جسم نازنین کو تکلیف پہنچ رہی تھی۔ فرطِ محبت سے پیغمبر خدا بھی روٹی پکانے میں اون کے شریک ہو گئے لیکن جو روٹی حضور پڑ توڑ پکاتے تھے۔ وہ تنور سے کچھ نکلتی تھی اور جناب معصومہ کے ہاتھ کی روٹی پک جاتی تھی۔ سیدہ کو بہت تعجب ہوا

کہ اس کا کیا سبب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ میرا معجزہ ہے کہ جو چیز میرے ہاتھ سے چھو جائیگی اس پر آگ اتر
نکمرے گی (معالج النبوة) جب پیغمبر خدا حضرت فاطمہ زہرا کو چکی پتے یا کھانا پکاتے یا گھر کے اور
کاموں میں محنت و مشقت کرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اے نور دیدہ! دنیا کی تلخی اور تکلیف و محنت
میں بیخ نہ کرو کیونکہ اس کا اجر جو آخرت میں ملے والا ہے وہ بہت شیریں اور آرام بخش ہے۔ آل محمد کو
دنیا سے کیا مطلب؟ آخرت کے واسطے خلق ہوئے ہیں اور دنیا اون کے غیر کے واسطے خلق ہوئی ہے۔ میں
نہیں چاہتا کہ میری اہلبیت دنیا کی چند روزہ نعمتوں سے لذت حاصل کریں۔

ایک روز حضور سرور کائنات نے دیکھا کہ سیدہ عالمیان لثمنیہ کا بہت موٹا لباس پہنے ہوئے ہیں
حضور اس لباس کو دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا اے نور چشم مشقت و زندگی دنیا پر صبر کرتا کہ ضلوعہ ند کریم
فرواے قیامت تجھ کو نعمتہائے ہستی عطا فرمائے۔

ولادت حضرت امام حسن
سنہ ہجری میں ماہ مبارک رمضان کی پندرہویں تاریخ کو حضرت
خاتونِ جنت فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔
یہی وہ فرزند ہے جس کا خلق زمانہ میں خلقِ حنی کے نام سے مشہور ہے اسما بنت عمیس کہتے ہیں کہ
حسن بن علی پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا تشریف لائے میں نے زرد کپڑے میں بچے کو لپیٹ کر آنحضرت کی گود میں
دیا حضور پر نور نے وہ زرد کپڑا علیحدہ کر دیا اور فرمایا کہ سفید کپڑا اوڑھاؤ۔ پس میں نے سفید کپڑا اس فرزند
کو اوڑھا کر حضور کی گود میں دیا آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی
اس کے بعد فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے تھے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ خدا بعد سلام و تہنیت کے
فرماتا ہے کہ علی کو تم سے وہی نسبت ہے جو مارون کو مومن سے تھی اس لئے تمہارے اس فرزند کا نام
شیر قرار دیا ہے جو حضرت مارون کے بیٹے کا نام تھا پس اس فرزند کا نام شیر اور زبان عربی میں حسن
ہے (ریایع المودۃ سیلیمان الحنفی) حضرت امام حسنؑ مبارک سے سینہ اقدس تک جناب رسالتآب
سے بہت مشابہ تھے اور اخلاق میں تو بالکل پیغمبر خدا کے نمونہ تھے۔

بچپن میں ایک مرتبہ آپ جناب پیغمبر خدا کی پشت مبارک پر سوار تھے ایک صحابی نے کہا کہ اے
شہنشاہ! کیا خوب تمہاری سواری ہے رسول اللہ نے کہا کہ سوار کیا اچھا ہے (آخرہ ترمذی السجوا)

۱۔ صاحب نوح عظیم علامہ ابن سعد کی طبقات کبریٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں عن عمران ابن سلیمان قال
قال رسول الله الحسن والحسين اسماء اهل الجنة حاسمت العرب بمحمد في الجاهلية يعني عمران بن
سلیمان نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ حسن اور حسین کے نام اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں اور عوب
میں قبل اسلام یہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ ۱۱۔ المؤلف

امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بعد حضرت حسن و محمد مسلمائوں کے امام و مادی ہیں اور آئمہ معصومین علیہم السلام میں آپ دوسرے امام ہیں۔ سترہ ہجری میں معاویہ ابن ابیوسفیان حاکم شام نے وفات سے آنحضرت کو زہر دلویا اور اوس کے اثر سے آپ شہید ہوئے حضرت امام حسینؑ نے آپ کی وصیت کے موافق معینہ خدائے پاس دفن کرنا چاہا لیکن اوس وقت کے عام مسلمانوں نے یہ گوارہ نہ کیا کہ نانا اہل فساد ایک جگہ امام فرمائیں چنانچہ جب جنازہ روضہ معینہ کی طرف لایا گیا تو مخالفین نے اوس کو تیر و کاشانہ بنایا جناب امام حسینؑ نے ناچار گورستان جنتہ البقیع میں لا کر اوس کو دفن کیا۔ (روضۃ الصفا وغیرہ) جناب رسالتآب نے فرمایا ہے من اجننی فلیجب حسنا فلیبلغ الناہل لغائب یعنی جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہو اوس کو لازم ہے کہ حسن ابن علیؑ سے بھی محبت رکھے جو شخص حاضر ہے اوس کو چاہئے کہ میرا یہ حکم اوس شخص کو پہنچا دے جو غائب ہے اور اس وقت حاضر نہیں ہے (دبیاع المودۃ)

غزوہ احد سترہ ہجری میں ابوسفیان پانچہزار مشرکین کی فوج لے کر نہایت بڑک و ہتھام سے جناب رسالتآب سے جنگ کرنے مکہ سے چلا اور کوہ احد کے قریب پہنچ کر جو مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے اوس نے اپنا لشکر ڈال دیا۔ جناب سرور کائنات یہ جہز سن کر ایک ہزار کی جمیعت لے کر مدینہ باہر نکلے لیکن اوس میں سے تین سو آدمی جو منافق تھے علیحدہ ہو گئے اور قریب سات سو کے مسلمان حضورؐ سرور عالم کے ہمراہ مشرکین کے مقابلہ میں پہنچے دوسرے دن سوال کی گیا رہیں تا یخ کو جانیں سے لشکر کی آراستگی ہو کر جنگ شروع ہوئی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے شیرانہ حملوں سے کفار پسپا ہوئے اور میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے قریب تھا کہ مسلمانوں کی پودی فتح ہو جائے لیکن جن تیر اندازوں کا رسالہ معینہ خدائے کوہ احد کے درہ پر متعین کیا تھا تاکہ اودھ سے کفار حملہ نہ کر سکیں اونھوں نے جو کفار کو بھاگتے اور مسلمانوں کو اون کا تعاقب کرتے دیکھا تو غلطی سے سمجھے کہ مسلمانوں کی بالکل فتح ہو گئی۔ یہ سمجھ کر غنیمت کی لالچ میں درہ چھوڑ کر وہ بھی کافروں کے پیچھے دوڑے اون کے انسر عبداللہ بن جبیر نے ہر چند اون کو روکا لیکن وہ نہ سمجھے خالد بن ولید کافروں کی فوج کا ایک دستہ لئے درہ کے اوسط طرف تھا اوس نے خالی موقع کو غنیمت سمجھا اور یکبارگی درہ کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اہل اسلام پر دفعتاً جو یہ حملہ پیچھے سے ہوا۔ تو گھبر گئے اور پریشان ہو کر جد ہر منہ اٹھا بھاگ نکلے۔ رسول اللہ ہر چند اون کو اور بعضوں کو قوت نام لے کر بچاؤں سے رہے مگر اوپر کچھ ایسی بدحواسی چھا گئی تھی کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور اپنی جان

کہ اس کا کیا سبب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ میرا معجزہ ہے کہ جو چیز میرے ہاتھ سے چھو جائیگی اس پر آگ اثر نہ کرے گی (معارف النبوة) جب پیغمبر خدا حضرت فاطمہ زہرا کو چکی پیتے یا کھانا پکاتے یا گھر کے اور کاموں میں محنت و مشقت کرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اے نور دیدہ! دنیا کی تلخی اور تکلیف و محنت نے میں میں بیخ نہ کر دیکھو نہ اس کا اجر جو آخرت میں ملنے والا ہے وہ بہت شیریں اور آرام بخش ہے۔ آل محمد کو دنیا سے کیا مطلب ہے آخرت کے واسطے خلق ہوئے ہیں اور دنیا اون کے غر کے واسطے خلق ہوئی ہے میں نہیں چاہتا کہ میری اہلیت دنیا کی چند روزہ نعمتوں سے لذت حاصل کریں۔

ایک روز حضور سرور کائنات نے دیکھا کہ سیدہ عالمیان پشمینہ کا بہت موٹا لباس پہنے ہوئے ہیں حضور اس لباس کو دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا اے نور چشم مشقت و رنجی دنیا پر صبر کرنا کہ خداوند کریم فردائے قیامت تجھ کو نعمتہائے بہشتی عطا فرمائے۔

ولادت حضرت ایاہم حسن سنہ ہجری میں ماہ مبارک رمضان کی چند صوبیں تاریخ کو حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔ یہی وہ فرزند ہے جس کا خلق زمانہ میں خلق حنی کے نام سے مشہور ہے اسماء بنت عمیس کہنے ہیں کہ حسن ابن علی پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا تشریف لائے میں نے زرد کپڑے میں بچے کو لپیٹ کر آنحضرت کی گود میں دیا حضور پر نور نے وہ زرد کپڑا اعلیٰ کر دیا اور فرمایا کہ سفید کپڑا اوڑھاؤ۔ پس میں نے سفید کپڑا اس فرزند کو اوڑھا کر حضور کی گود میں دیا اپنے اوس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اوس کے بعد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے تھے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ خدا بعد سلام و تہنیت کے فرماتا ہے کہ علی کو تم سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اس لئے تمہارے اس فرزند کا نام شبر قرار دیا ہے جو حضرت ہارون کے بیٹے کا نام تھا پس اس فرزند کا نام شبر اور زبان عربی میں حسن ہے (نیایح المودہ سیلیمان الخفی) حضرت امام حسنؑ مبارک سے سینہ اقدس تک جناب رسالتآب سے بہت مشابہ تھے اور اخلاق میں تو بالکل پیغمبر خدا کے نمونہ تھے۔

بچپن میں ایک مرتبہ آپ جناب پیغمبر خدا کی پشت مبارک پر سوار تھے ایک صحابی نے کہا کہ اے شہنشاہ کیا خوب تہنہری سوار ہی ہے رسول اللہ نے کہا کہ سوار کیا اچھا ہے (آخر خبر ترمذی البیہقی)

۱۔ صاحب فوج عظیم علامہ ابن سعد کی طبقات کبریٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں عن عمران ابن سلیمان قال قال رسول الله المحسن والحسين اسماء من اسماء اهل الجنة حاسمت العرب بمكة في الجاهلية يعني عمران ابن سليمان نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ حسن اور حسین کے نام اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں اور عرب میں قبل اسلام یہ نام کسی نے نہیں رکھے۔ ۱۱۔ المؤلف

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کے بعد حضرت حسن و مسلمانوں کے امام و مادی ہیں اور آئمہ معصومین علیہم السلام میں آپ دوسرے امام ہیں۔ سترہ ہجری میں معاویہ ابن ابوسفیان حاکم شام نے وفات سے آنحضرت کو زہر دلایا اور اوس کے اثر سے آپ شہید ہوئے حضرت امام حسینؑ نے آپ کی وصیت کے موافق پیغمبر خدا کے پاس من کرنا چاہا لیکن اوس وقت کے عام مسلمانوں نے یہ گواہ نہ کیا کہ نانا اہل فاسا ایک جگہ امام فرمائیں چنانچہ جب جنازہ روضہ پیغمبر کی طرف لایا گیا تو مخالفین نے اوس کو تیر و کاشانہ بنایا جناب امام حسینؑ نے ناچار گورستان بقیع میں لا کر اوس کو دفن کیا۔ (روضۃ الصفا وغیرہ) جناب رسالتاب نے فرمایا سے من اجنبی فلیحب حسنا فلیبلغ الشاہد لہ الخائب یعنی جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہو اوس کو لازم ہے کہ حسن ابن علیؑ سے بھی محبت رکھے جو شخص حاضر ہے اوس کو چاہئے کہ میرا یہ حکم اوس شخص کو پہنچا دے جو غائب ہے اور اس وقت حاضر نہیں ہے (دینایع المودۃ)

غزوہ احد سترہ ہجری میں ابوسفیان پانچزار مشرکین کی فوج لے کر نہایت نزکۃ اہتمام سے جناب رسالتاب سے جنگ کرنے مکہ سے چلا اور کوہ احد کے قریب پہنچ کر جو مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے اوس نے اپنا لشکر ٹال دیا۔ جناب سرور کائنات یہ جزئیں کر ایک ہزار کی جمیعت لے کر مدینہ باہر نکلے لیکن اوس میں سے تین سو آدمی جو منافق تھے علیحدہ ہو گئے اور قریب سات سو کے مسلمان حضورؐ سرور عالم کے ہمراہ مشرکین کے مقابلہ میں پہنچے دوسرے دن سوال کی گیارہویں تاریخ کو جانبین سے لشکر کی آراستگی ہو کر جنگ شروع ہوئی اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے شیرانہ حملوں سے کفار لپسا ہوئے اور میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے قریب تھا کہ مسلمانوں کی لہری فتح ہو جائے لیکن جن تیر اندازوں کا رسالہ پیغمبر خدا نے کوہ احد کے درہ پر متعین کیا تھا تاکہ او دھڑے کفار حملہ نہ کر سکیں انھوں نے جو کفار کو بھاگتے اور مسلمانوں کو اون کا تعاقب کرتے دیکھا تو غلطی سے سمجھے کہ مسلمانوں کی بالکل فتح ہو گئی۔ یہ سمجھ کر غنیمت کی لالچ میں درہ چھوڑ کر وہ بھی کافروں کے پیچھے دوڑے اون کے انسر عبد اللہ بن جبیر نے ہر چند اون کو روکا لیکن وہ نہ سمجھے خالد بن ولید کافروں کی فوج کا ایک دستہ لئے درہ کے او سطرف تھا اوس نے خالی موقع کو غنیمت سمجھا اور یکبارگی درہ کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اہل اسلام پر دھڑا جو یہ حملہ پیچھے سے ہوا۔ تو گھبر گئے اور پریشان ہو کر جد ہر منہ اٹھا بھاگ نکلے۔ رسول اللہؐ ہر چند اون کو اور بعضوں کو تو نام لے لے کر پکارتے رہے مگر اوپر کچھ ایسی بدحواسی چھا گئی تھی کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور اپنی جان

لے کر بھاگنا ہی قسمت سمجھا۔ اتنے میں پیغمبر خدا کے چچا حضرت حمزہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے (۱) اور پیغمبر خدا زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر پڑے۔ اودھر کفار نے یہ افواہ اڑادی کہ پیغمبر خدا قتل ہو گئے۔ یہ خبر وحشت اثر سن کر جو چند مسلمان ثابت قدم رہے بھی تھے وہ بھی بدحواس ہو کر بھاگ گئے اور اب بچر حضرت علیؑ اور ابو جہل اور سہل بن صنیف کے کوئی مسلمان میدان میں نہیں رہ گیا۔ (روضۃ الصفا)۔ حیو قوت یہ خبر اڑی اوس وقت حضرت امیر میدان جنگ میں مصروف بہ کارزار تھے۔ یہ خبر سنتے ہی لمحوں میں لیکر جب پیغمبر ہی نہ ہے تو ہماری زندگی کس کام کی۔ اس خیال سے آپ نہایت سختی کے ساتھ کافروں سے لڑتے اور مقتولین میں سرور کائنات کو دیکھتے ہوئے مشرکین کی صف میں گھس گئے اور اوس کو توڑ کر اوس طرف پونچے جہاں پیغمبر خدا زخمی کھڑے ہوئے تھے۔ پھر خدا علیؑ مرتضیٰ نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ حضور نے فرمایا اے علیؑ مسلمان کہاں گئے۔

علیؑ۔ اونھوں نے نقصن کیا اور بہاگ گئے۔ پیغمبر۔ تم نے اپنے بھائیوں کا ساتھ نہیں دیا۔ علیؑ۔ کیا ایمان لانے کے بعد بھی میں کافر ہو جاتا۔ میں تو آپ کا تابع رہا ہوں اور آپ ہی کی پیروی کرتا ہوں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہشام بن امیہ ایک دستہ فوج کالے کر پیغمبر خدا پر حملہ آور ہوا شیخ خدا نے بڑھ کر اوس کا کام تمام کر دیا اور اوس کے ہمراہی متفرق ہو گئے۔ پھر ایک دستہ فوج کا بشر بن مالک کی ماتحتی میں حضور سرور عالم کی طرف بڑھا اسد اللہ الغالب نے اوس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ کفار جناب پیغمبر خدا کے ساتھ صرف دو تین آدمیوں کو دیکھ کر موقع کو غنیمت سمجھتے تھے اور ٹوٹ ٹوٹ کر آنحضرت پر گرتے تھے لیکن شاہ مردان و شیر نریان علیؑ مرتضیٰ اول کو برابر پسپا کر دیتے تھے۔ جبریلؑ حضور کے پاس اوس وقت

(۱) صاحب روضۃ الصفا کہتے ہیں کہ ہندو اور معاویہ کا باپ جنگ میں حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس نے ہندہ نے ایک غلام سے حرب کا نام وحشی تھا یہ وہ وعدہ کیا کہ اگر تو ان تین آدمیوں یعنی محمدؐ و علیؑ و حمزہؓ میں سے کسی ایک کو بھی قتل کرے گا تو میں اس قدر مال و اسباب نعام میں دوں گی کہ تو آزاد ہو جائیگا۔ انعام کی طرح میں وحشی نے اس کو قبول کیا اور ایک پتھر کی آرٹیں اس قصد سے چھپ کر بیٹھا کہ وہاں سے جب وہ جبریلؑ کے پاس اپنا وار کرے اتفاقاً حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اور دھڑے گزرے اوس نے اچانک ان کی طرف حرب کیا اور وہ حرب اولیٰ نانی پر آ کر پشت کے طور پر نکل گیا زخمی ہوئے ہی حضرت حمزہؓ کی طرح اوس بد بخت پر چھپے لیکن وہ بھاگ گیا اور حضرت حمزہؓ نے گھوڑے سے گر کر شہادت پائی جب اوس نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ گر پڑے ہیں اور حرکت نہیں کرتے تو واپس آیا اور شکم مبارک کو چکر چکر بکھا اور نے خاکر ابو سفیان کی جود و ہندہ کو دیا اوس نے اوس جگر کو منہ میں رکھ کر خوب چبایا اور نکلن اچانک نکل کر اسکے آخروں کل دیا۔ اسی وجہ سے اوس کو ہندہ جگر خواہ کہتے ہیں۔

جب حضور سرور عالم کو ہندہ مادر معاویہ کی یہ شقاوت معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ حمزہ کے حمزہ بدن کس وجہ سے نہ نکل سکی کہ خدا کو یہ منظور نہ ہوا کہ حمزہ کا کوئی جزو اہل نار کے جوت یعنی شکم میں داخل ہو۔ اخر یہ احمد ریتا بیج المودۃ ۱۲۲ المولف

موجود تھے شیر خدائی دلاوری و جان نثاری و یکہلہ پیغمبر خدا سے کہنے لگے اے علی تو اس وقت آپ کی حمایت میں عجب کام کر رہے ہیں حضور پروردگار نے فرمایا کیوں نہیں میں اُن سے ہوں اور وہ مجھ سے ہیں جبریلؑ نے کہا وانا منکما اوی میں آپ دونوں سے ہوں۔ غرض بابا کی افتاد سے آخر مشرکین تنگ آگئے اور شیر خدا کی خون چکان تلوار کے سامنے آنے کی جرئت اُن میں باقی نہ رہی۔ اسیثناء میں پیغمبرؐ نے فرمایا اے علیؑ سنتے ہو تمہاری مع میں فرشتے کہہ رہے ہیں۔ لافٹے الاعلیٰ لا سیف الا ذوالفقار یہ سن کر پیغمبر خدا کے جان نثار بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی آنکھوں میں جوش مسرت سے آنسو بھرا آئے اور زبان پر کلمہ شکر جاری ہو گیا۔ اب حضرت عمر و عیز و اصحاب جو انتشار و اضطراب کی وجہ سے پہاڑ کے گوشوں میں چھپے ہوئے تھے۔ شیر خدا کی جانبازی و دلاوری اور کفار کی فی الجملہ ہزیمت دریافت کر کے ایک ایک دو آئے لگے۔ اور تھوڑی دیر میں ایک معتدبہ جماعت حضور سرور عالم کے گرد جمع ہو گئی۔ اور دھربو سفیان ایک نہایت بلند اونٹ پر سوار ہو کر دریافت حال کے لئے نکلا۔ حضور سرور عالم کے صحیح و سالم رہنے اور مسلمانوں کے پھر جمع ہو جانے سے اُس کو سخت تعجب ہوا امیر المومنینؑ کے شیرانہ حلوں سے کفار کی ہمت توست ہو ہی چکی تھی اب بوسفیان کے بھی رہی ہی جرئت جاتی رہی فوراً اپنے قیامگاہ کو واپس گیا اور وہاں سے کہلا بھیجا کہ آئندہ پھر تم سے مقابلہ کریں گے یہ پیغام پہنچ کر اپنی باقیماندہ سپاہ کے ساتھ مکہ کی طرف چل دیا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد پیغمبر خدا نے امیر المومنینؑ کا ہاتھ تھا کر تمام مسلمانوں کے سامنے فرمایا اے ابوجن مگر تمامی خلقت کے ایمان میزان کے ایک پلہ میں اور تمہارے روز اُحد کے اعمال دوسرے پلہ میں رکھے جائیں تو تمہارے ہی اعمال والا پلہ بھاری ہو گا تمام خلافت کے ایمان سے۔ خداوند کریم اور ملائکہ مقربین نے آج تمہارے اعمال پر فخر و مبارکات کیا اور شہادت اور اوس کی سب چیزیں تمہیں شوق کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے خوش اور راضی ہوا اور اس جانبازی کا صلہ مکو بر و قیامت الیاء ویکاکر انبیاء و رسل اور صدیق و شہید غبط کریں گے۔ (سراج المبین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی خبر جو میدان جنگ میں اور ہی تھی وہ فراریوں کی بدولت مدینہ منورہ تک پہنچی۔ جناب سیدہ طاہرہ علیہا السلام نے جو یہ خبر سنی تو تیاب ہو گئیں اور اوسی اضطراب میں روتی ہوئی گھر سے باہر نکل آئیں اور اُحد کی طرف روانہ ہوئیں۔ بعض محدثات مدینہ نے آپؐ کے گرد حلقہ کر لیا اور ہمراہ ہوئیں راستہ میں ایک عورت ملی اوس کا نام ہند تھا اور وہ ایک اونٹ پر اپنے مقتول عزیزوں کی لاشیں لئے ہوئے مدینہ کی طرف آرہی تھی۔ جناب سیدہ طاہرہ نے اوس سے اپنے پدر بزرگوار رسول مختار کا حال پوچھا ہند نے کہا۔ میں آپؐ پر قربان جاؤں۔ آپؐ کے بابا رسول اللہ خدا کے فضل سے ہجرت یہ ہیں۔ اور

میدان جنگ میں موجود ہیں۔ صدیقہؓ کی کیا حالت ہے؟ ہند آپ کے شوہر اہنبی کی قوت باند
 علی مرتضیٰ کے ہاتھ خدا نے فتح دی مشرکین سپاہ کو ہر جگہ تھے۔ آپ پھر اس حضور سرور عالم کے پاس
 تشریف لیجائیں۔ یہ خوش خبری سن کر جناب معصومہ کے جان میں جان آئی۔ ہند کو دھائے حیزر دیکھو چھا
 کہ اس اونٹ پر کیا لدا ہوا ہے۔ ہند سیری جان آپ پر فدا ہو۔ اس پر میرے شوہر اہنبی اور بیٹے کی
 لاشیں ہیں جو آپ کی والدہ ماجدہ کی نصرت میں کھار کے ہاتھوں میدان جنگ میں شہید اور رسول اللہ پر
 نصرت ہوئے۔ اگرچہ ایک عورت کے لئے شوہر اور بھائی اور بیٹے کا ایک دم سے مرجانا بہت بڑی
 مصیبت ہے لیکن جب خدا کے فضل سے پیغمبر خدا زندہ و سلامت ہیں اور ان کا سایہ ہمارے سر پر قائم ہے
 تو مجھے ان عزیزوں کے مرنے سے کچھ ہراس و غم نہیں ہے آخر ایک روز مرنا ضرور ہے موت کسی کو نہ چھوڑے
 گی پھر اس موت سے کون سی موت بہتر ہو سکتی ہے کہ جہاں میں رسول خدا کی نصرت میں نصیب ہوا
 شہادت ملے۔ خدا حضور سرور عالم کا سایہ ہمارے سر پر قائم رکھے جو ہمارے ماں باپ کے دیادہ پیغمبر
 و مہربان ہیں۔ جناب معصومہ نے اس مومنہ کے حق میں دعا کی اور اس کے ایمان پر تحمیں و
 آفرین فرمائی۔ اس کے بعد کوہ احد کی طرف روانہ ہوئیں۔ جب قریب پہنچیں اور سرور عالم نے سنا
 کہ حضرت معصومہ آ رہی ہیں تو میدان سے پہاڑ کے گوشہ میں تشریف لائے اور تمام اصحاب دہ سے
 اوجھر اوجھر ہٹ گئے۔ اتنے میں بضعۃ الرسول حضرت زہراؓ تشریف لائیں۔ پیغمبر خدا نے اٹھ کر استقبال
 کیا اور سینہ سے لگایا جناب سیدہ نے اپنے پد بزرگوار کو اس حال سے دیکھا کہ آپ زخمی ہیں اور دو
 دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں اور خون جاری ہے یہ حالت دیکھ کر آپ رونے لگیں۔ بیٹی کو روئے
 دیکھ کر پیغمبر خدا سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور آپ کے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ اپنے سیدہ کو تسلی دے کر فرمایا
 کہ فرزند خدا کا شکر کرو کہ تم نے میرے قل کی خبر سنی اور خدا کے فضل سے مجھے زندہ پایا۔ اس کے بعد
 شیر خدا علی مرتضیٰ پانی نے کر آئے اور جناب سیدہ نے زخم کو صاف اور خون کو پاک کیا اور ایک
 کڑا ریشمی کپڑے کا جلا کر اس کی راکھ زخم میں بھری جس سے خون کا بہنا موقوف ہوا جب اس کام
 سے فرغت ہوئی تو امیر المومنین نے اپنی تلوار جناب سیدہ کو صاف کرنے کے لئے دی۔ حضور سرور
 عالم نے فرمایا کہ اے غلام! اس تلوار کو لو۔ تمہارے شوہر نے اسلام کا حق ادا کر دیا۔ اور کفار قریش کو مار
 گرایا اور بالکل سپا کر دیا۔ اور اسلام کو قائم کر دیا۔ کتاب المغازی للواقفی میں ہے۔ صلے رسول اللہ
 علی قتلتہ اعداءہ ناھولاء شہید فقال ابو بکر یا رسول اللہ الیواخواننا اسلموا کما اسلمنا
 وجاهدوا کما جاهدنا قال بلے ولكن ھولاء لہما کلو من اجوہم شیئا ولا ادرے ما تخذون

بیکہ۔ فیکہ ابو بکر انالکاشون (ترجمہ) شہدائے احد پر پیغمبر خدا نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ میں اُن لوگوں پر (یعنی اُن کے) ایمان مرنے پر گماہ ہوں ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ ہمارے بھائی نہیں ہیں جس طرح ہم اسلام لائے اور ہم نے جہاد کیا اسی طرح انھوں نے بھی اسلام قبول کیا اور جہاد کیا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ ہاں لیکن اُن لوگوں نے اپنی محنت و مشقت کا صلہ لذات دُنیا سے کچھ نہ پایا اور معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا احداث (بدعتیں) کرو گے یہ سنکر ابو بکر روئے اور تعجب سے کہنے لگے کہ آپ کے بعد کیا ہم سے ایسے افعال سرزد ہوں گے شہدائی نماز و دُفن سے فراغت کر کے پیغمبر خدا و جناب سیدہ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔

ولادت امام حسین علیہ السلام ہجرت نبوی کے چوتھے سال یعنی سکہ میں ماہ شعبان دوسرا مینا عنایت فرمایا۔ یہ وہی فرزند ہے جس کی شجاعت کی تمام زمانہ میں دھوم ہے اور جس کی عظمت سخت سے سخت قلب کو بھی ہلا دیتی ہے۔ رسول اللہ کا وہ نواسہ یہی ہے جس نے اپنی اور اپنے بہتر اعز اور رضا کی جانوں کی قربانی چڑھا کر کفر میں دُوبتی ہوئی کشتی اسلام کو بچا لیا اور جان طلب اسلام میں اپنے مسیحائی دم سے ایک نازہ روح پھونک دی۔ آپ کی مدت حمل چھ ماہ ہے بجز حضرت یحییٰ بن زکریا اور حضرت حسین ابن علی علیہم السلام کے کوئی شش ماہ بچہ زندہ نہیں رہا جس وقت امام حسین پیدا ہوئے پیغمبر خدا نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور فرمایا کہ جبریل امین نے اگر خدا کی طرف سے بعد اسلام واقعات تہنیت مجھ کو خبر دی ہے کہ اس فرزند کا نام شبیر ہے۔ جو حضرت مارون علیہ السلام کے دوسرے فرزند کا نام تھا اور عربی زبان میں اس کا نام حسین ہے (نیاج المودۃ) حضرت حسین سینہ سے پاؤں تک رسول اللہ سے بہت مشابہ تھے۔ اسماء بنت عیس کہتی ہیں۔ کہ جب حسین کے کانوں میں پیغمبر خدا اذان و اقامت کہہ چکے تو اُن کو گود میں لے کر حضور سرور عالم روئے لگے میں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو خوشی کا وقت ہے آپ روئے کیوں ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس لود کے حال پر رہتا ہوں میں نے کہا کہ یہ بچہ تو ابھی پیدا ہوا ہے اور کسی قسم کا کوئی عارضہ بھی اس کو نہیں ہے سرور عالم نے فرمایا کہ میرے بعد اس کو میری اُمت کے اشقیائے نہایت ظلم و ستم سے قتل کریں گے۔ اور وہ ملائین میری شفاعت سے محروم نہیں گے (روضۃ الصفا)۔

۱۲۔ بعضوں نے پانچویں تاریخ ماہ شعبان کی بیان کی ہے۔
۱۳۔ کسی شاعر نے دولاں بنی زادوں یعنی حسین علیہما السلام کی تاریخ ولادت میں کیا خوب یہ شعر کہا ہے
شعر ہر دو فرزند کہ تصویر جمال جدا نہ ل نصف بالاحسن و نیمہ پائین شبیر صریح و

جناب سیدہ اپنے اس محصوم بچے کو اس طرح لوٹا دیا کرتی تھیں۔ انت شبیہ بابی :
 لست شیہما بجعلے۔ یعنی تو میرے باپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہے اور اپنے
 باپ علی کے مشابہ نہیں ہے زمانہ بچپن میں ایک روز پیغمبر خدا حضرت حسین کو اپنے دانے زانو پر اٹھائے
 صلیبی فرزند حضرت ابراہیم کو بائیں زانو پر لئے ہوئے بیٹھے پیار کر رہے تھے کہ جبرائیل نازل ہوئے وہ کہا
 کہ خدائے قہلے کی مصلحت نہیں ہے کہ یہ دونوں صاحبزادے ساتھ زندہ رہیں۔ پس ان دونوں
 میں سے ایک کو اختیار کیجئے اور دوسرے سے ہاتھ اوٹھائے حضور پروردگار نے حسین کو اختیار کیا
 اور ابراہیم کی موت گوارہ فرمائی اس کے تیسرے دن حضرت ابراہیم انتقال کر گئے۔ جب حسین
 ابن علی علیہما السلام پیغمبر خدا کے پاس آتے تھے تو حضور فرمایا کرتے تھے۔ اہلا ورجاء من فداک
 بابن ابیہم (روضۃ الصفا) شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینایح اللودۃ میں اس حدیث
 کو نقل کیا ہے جس کا سلسلہ سلمان فارسی یعنی اللہ عنہ پر ختم ہوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی کہتے
 ہیں کہ ایک روز میں حضرت ختمی مرتبت کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم نے
 ابن علی کو اپنی گود میں لئے ہوئے اون کی آنکھیں چوم رہے ہیں اور فرمادہ ہے ہیں کہ تو سید ابن سید اور
 امام ابن امام اور محبت ابن محبت ہے اور تو تو محبتوں کا باپ ہے جس میں سے نوان قائم ہے۔ حضرت
 حسین ابن علی ائمہ منصوص میں سے مسلمانوں کے تیسرے امام ہیں۔ آپ حضرت امام حسن علیہ السلام
 کے بعد درجہ امامت پر فائز ہوئے۔ دسویں محرم ۱۱۰ھ میں یزید بن معاویہ حاکم شام کے
 حکم سے کربلا میں مع اعدا ورفقا کے نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کئے گئے۔ اور وہیں فن ہوئے
 جناب سیدہ طاہرہ حسین علیہما السلام کو بہت چاہتی تھیں اور آپ کو یہ گوارہ نہ ہوتا تھا
 کہ نبی داوے نظروں سے اوجھل ہوں۔ ملا حسین واعظ کاشفی کتاب روضۃ الشہداء میں لکھتے
 ہیں کہ پیغمبر خدا مع امیر المؤمنین کے کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے اور مدینہ میں نہ تھے کہ ایک
 روز اتفاق سے حضرت امام حسین کہتے ہوئے گھر سے باہر نکل گئے اور ایک باغ میں پہنچے
 وہاں درختوں کی سیر کر رہے تھے کہ ایک یہودی صالح بن رفقہ نے اون کو دیکھا اور اپنے گھر لے جا کر
 چھپا رکھا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اس خیال میں رہیں کہ شاید باہر ہوں گے۔ لیکن جب ظہر
 کا وقت ہو گیا اور امام حسین گھر میں نہ آئے تو آپ سخت متروک و بیچین ہوئیں اور حالت اضطراب
 میں شرم مرتبہ دروازہ پر آئیں کہ کوئی ملے تو اس سے اپنے فرزند کا حال دریافت کریں۔ یا اوس کو
 تلاش کے لئے بھیجیں لیکن اتفاق سے کوئی نہ ملا۔ آخر گھر آکر حضرت امام حسن سے کہا کہ بٹا تھا کہ

بھائی خدا جانے کہاں چلے گئے ہیں میرا دل متفکر و پریشان ہے دبا ہر جا کرو کیسے تو حسین کہاں
 میں۔ مان کا حکم سنکر حضرت حسنؑ باہر نکلے اور اوہرا دہر دیکھتے ہوئے نخلستان میں پہنچے اور پکارتے
 جاتے تھے کہ اے حسین ابن علیؑ وقرۃ العین نبیؑ تم کہاں ہو۔ ناکاہ ایک ہرن دکھلائی دیا۔ اور اوس
 سائل کرنے کے لئے آپ کو ابھام ہوا پس آپ نے اوس سے پوچھا کہ اے ہرن میرے بھائی حسین کو
 تو نے دیکھا ہے۔ خدا کی قدرت سے وہ گویا ہو کہ اے نور چشم پیغمبر آپ کے بھائی کو صالح بن رقبہ
 یہودی پکڑ لے گیا ہے اور اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے۔ شہزادے حسنؑ صالح یہودی کے مکان پر گئے
 اور اوس کو آواز دی۔ صالح باہر نکلا اور پوچھا کہ کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی حسین کو
 جلد حاضر کر نہیں تو میں اپنی والدہ سے تیری شکایت کروں گا۔ اگر وہ بددعا کریں گی تو ایک بچی دی
 دوئے زمین پر باقی نہ رہیگا اور اپنے والد ماجد سے شکایت کروں گا تو وہ ایک یہودی کو باقی نہ
 رکھیں گے سب کو قتل کر ڈالیں گے اور پھر اپنے جد امجد سے تیری شکایت کروں گا۔ جو اگر خدا سے
 دعا کریں گے تو تمام یہودی فنا ہو جائیں گے۔ اوس یہودی نے پوچھا کہ آپ کی والدہ کون ہیں۔ آپ نے
 فرمایا میری مادہ گرامی ثمرہ نبوت و رسالت معدن علم و حکمت صدیقہ طاہرہ بتوں عذاب
 فاطمہ زہرا ہیں۔ صالح نے کہا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا تو حال معلوم ہوا اب یہہ فرمائیے کہ آپ کے
 والد ماجد کون ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار حبیدر کردار شاہ مردان و شیرین دان سید السیمن۔
 قاتل البشیرین علی ابن ابی طالب ہیں۔ صالح نے عرض کی کہ آپ کے والد ماجد کا نام بھی معلوم ہوا اب
 فرمائیے کہ آپ کے جد امجد کون ہیں۔ حضرت حسنؑ نے فرمایا کہ میرے جد نامدار رسول مختار سید المرسلین
 خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ شاہزادہ کے کلام سے وہ یہودی بہت
 متاثر ہوا اور عرض کی کہ اے جگر گوشہ رسول خدا میں اپنے اس فعل پر سخت نادم ہوں اور آپ کے
 برادر عالی قدر کو ابھی حاضر کرتا ہوں لیکن قبل اس کے آپ مجھے کلمہ شہادت تلغین فرمائیے حضرت
 اوس کو کلمہ پڑھایا وہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور گھر میں سے حضرت حسینؑ کو لے آیا اور ایک
 طبق دینار دونوں بنی زادوں پر نثار کئے حضرت حسنؑ نے اپنے بھائی حضرت حسینؑ کو لے کر گھر آئے جناب
 ہتیدہ طاہرہ نے دوڑ کر اون کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا۔ دوسرے دن اوس یہودی صالح نے بنی
 قوم کے مشورہ میں مسلمان کیا اور اون کو لے کر جناب معصومہ کے در دولت پر حاضر ہوا اور آتش
 پراپی پشانی رکھ کر اپنے قصور کی معافی کا خواستگار ہوا جناب صدیقہ نے فرمایا کہ میں نے معاف
 کیا لیکن فرزند علیؑ ہیں اون سے بھی اپنی خطا کو معاف کرانے۔ جب پیغمبر خدا اور علیؑ مرتضیٰ جہاد

واپس آئے تو صالح بن رقبہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت عرض کر کے غصہ کا طالب ہوا۔ حضرت امیرؑ نے بھی اوس کو معاف کیا اور فرمایا کہ یہ بچے حضرت پیغمبرؐ کے ہیں اوس نے بھی اپنی تفسیر معاف کر لے پس وہ حضرت حتمی مرتبتؑ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تمام کیفیت بیان کر کے طالب غصہ ہوا حضورؐ نے بھی اوس کا حضور معاف فرمایا اور کہا کہ اے صالح یہ بچے برگزیدگان خدا ہیں خدا کی درگاہ میں بھی توبہ کر اور طالب مغفرہ ہو۔ وہ مرد صالح جنگل کی طرف نکل گیا اور شترہ دن تک تضرع و زاری کے ساتھ توبہ و انابت کرتا رہا۔ بعد شترہ دن کے خداوند غفار نے حضور پر وحی فرمائی کہ صالح کو واپس بلا لو میں نے اوس کے گناہ کو بخش دیا۔ اور دوستوں کی فرد میں اوس کا نام داخل کر دیا۔ ابن ابی زیاد روایت ہے کہ ایک روز حضور سرور عالم ام المومنین عائشہؓ کے مکان سے نکل کر جناب صدیقہ طاہرہ کے دروازہ پر سے گذرے۔ وہاں حضرت حسینؑ کے رونے کی آواز سنی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ کیا تم کو نہیں معلوم کہ حسینؑ کے رونے سے مجھے بچپنی اور اذیت ہوتی ہے (ربنا بیع المودة) جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور سرور عالم اپنے دونوں نواسوں کو پیار کر رہے تھے کہ اتنے میں جبریلؑ ہیں نازل ہوئے اور بعد تحفہ درود و سلام کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ان فردندوں کو بہت چاہتے ہیں۔ خداوند کریم نے اُن کے باب میں ایک حکم جاری فرمایا ہے پس آپ تھنائے الہی پر صبر کیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے بھائی جبریلؑ۔ جبریلؑ نے کہا کہ آپ کے بڑے نواسہ حسنؑ زہر سے اور چھوٹے نواسہ جعفرؑ سے شہید کئے جائیں گے۔ یہ سن کر پیغمبر خداؐ اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ جبریلؑ نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا کہ خداوند کریم نے اس امر کو آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے یہی آپ اگر چاہیں کہ یہ مصائب آپ کے فردندوں پر سے مل جائیں تو خدا سے دعا کیجئے وہ قبول فرمائے گا اور اگر آپ یہ پسند فرمائیں کہ ان کے مصائب و شہادت آپ کی گنہگار امت کی شفاعت کا ذریعہ و حیرت نہیں تو ان پر راضی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کی شفاعت و نجات کو زیادہ پسند کرتا ہوں پس میں راضی ہوں کہ جو حکم حسینؑ پر ہوا ہے وہ برقرار ہے۔ روحی و روح العالمین لہم الغدا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفایں لکھتے ہیں۔ اخرج الترمذی و عبد اللہ ابن احمد فی زوائد السند مسلسلاً بالاسناد الاشراف ان النبیؐ اخذ سیدین و حسینؑ قال من اجنبتی و احب ہدین و ابابہما و ابہما کان معی فی مدحی یوم القیامۃ۔ یعنی ترمذی اور عبد اللہ ابن احمد نے زوائد السند میں ساتاں اشرف سے سلسلہ وار یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص مجھ سے

احمد ان دونوں سے اور ان دونوں کے باپ اور ماں سے محبت رکھے گا وہ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

ولادت حضرت زینب و ام کلثوم علیہما السلام

دو بیٹیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے جناب سیدہ طاہرہ علیہا السلام کو دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے کرامت فرمائیں مصنف طراز المذہب مظہری لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؑ جس وقت پیدا ہوئیں اس وقت حضرت ختمی مرتبت مدینہ منورہ میں تشریف نہیں رکھتے تھے بلکہ کسی سفر میں گئے ہوئے تھے۔ جناب سیدہ نے حضرت امیر المومنین سے کہلا بھیجا کہ بابا جان تو تشریف نہیں رکھتے آپ ہی اس لڑکی کا نام تجویز کیجئے حضرت علی مرتضیٰ نے جناب دیا کہ تمہارے والد پر میں سبقت نہیں کر سکتا عنقریب وہ آنے والے ہیں اس وقت تک صبر کرنا چاہئے۔ تین روز کے بعد حضور سرور کائنات واپس آئے اور حسب معمول سب سے پہلے جناب صدیقہ طاہرہ کے گھر تشریف لائے حضرت امیرؑ نے خبر دی کہ آپ کی دختر کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اور آپ کے انتظار میں ابھی اس کا نام نہیں رکھا گیا ہے اب آپ جو مناسب سمجھیں اسکا نام تجویز فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ اگرچہ فاطمہؑ کی اولاد میری اولاد ہے لیکن ان کے امور خداوند کریم سے بالخصوص متعلق ہیں اس لئے میں وحی کا منتظر ہوں اس اثنا میں جبریلؑ حاضر ہوئے اور کہا کہ خدا بعد در دو سلام فرماتا ہے کہ اس دختر کا نام زینبؑ رکھئے لوح محفوظ میں اس کا یہی نام لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد جبریلؑ کے چہرہ سے حزن و ملال کے آثار نمایاں ہوئے۔ پیغمبر خدا نے اس کا سبب پوچھا جبریلؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی دختر تمام عمر سخت مصائب میں مبتلا رہے گی حضور سرور عالم بھی یہ سن کر رونے لگے اس کے بعد حضرت خاتونِ حنبت کے پاس آئے۔ اور فرمایا اے فرزند اپنی بیٹی کو میرے پاس لاؤ سیدہ نے زینبؑ کو آنحضرتؐ کی گود میں دیا۔ آپ نے اس دختر کو لے کر سینہ مبارک سے لگایا اور کہا کہ اس کا نام زینبؑ ہے میں اپنی اُمت کے حاضر و غائب کے وصیت کرتا ہوں کہ اس دختر کی حرمت و عزت کا پاس و لحاظ رکھیں یہ بچی خدیجہ کبریٰ سے بہت مشابہ ہے یہ کہہ کر رسول اللہؐ رونے لگے۔ خاتونِ حنبت نے کہا کہ بابا جان آپ روتے کیوں ہیں حضورؐ نے جواب دیا اے فرزند میرے اور تیرے بعد اس دختر پر بڑے بڑے ظلم کئے جائیں گے۔ اور طرح طرح کی مصیبت میں یہ مبتلا کی جائیگی اور یہ بہت بھائی میں میری اُمت نابکار کے ہاتھوں سپر ہوں گی۔ جناب معصومہؑ یہ سن کر رونے لگیں اور پوچھا اے بابا جان اس دختر کے مصائب پر طُرن و گریہ کا کیا ثواب ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اے قرۃ العین جو شخص اس کے مصائب پر

میرے اہل علی کے اور علی کے دونوں بیٹوں کے کہ حسن اور حسین ہیں پس میں نے مدینہ میں آلہ مسجد بنائی اور مجھ کو مدینہ کے آنے میں اور مسجد کے بنانے میں کچھ اختیار نہ تھا۔ میں نہیں کرتا مگر وہ کام جس کا حکم آتا ہے اور نہیں جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے۔ قسم ہے خدا کی دروازوں کو نہ میں نے بند کیا ہے اور نہ میں نے کھولا ہے اور علی کو اندر میں نہیں لایا اور اس کو خدا ندر لایا ہے اس میں میں کیا کروں (کتاب مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب) محمد بن الحنفی لکھتے ہیں۔ اخرج النسائی عن سعید بن عابد قال سئل عن رجل لی ابن عمر قال عن علی فقال لا تشلنی لکن انظر الی مدین من بیوت رسول الله قال فانی انفضته قال بغضك الله یعنی اخراج کیا امام نسائی نے کہ سعید بن عابد نے کہا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر کے پاس آیا اور علی مرتضیٰ کی نسبت سوال کیا۔ ابن عمر نے جواب دیا مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تو خداون کے گھر کی طرف دیکھ کہ وہ رسول کے گھروں میں سے ایک گھر ہے جس سے اون کی آنحضرت کے ساتھ ہجرت گئی و کہتے ہیں ظاہر ہے اس نے کہا کہ میں علی سے عداوت رکھتا ہوں ابن عمر نے کہا کہ خدا تجھ سے دشمنی رکھے تو ایسے شخص کا دشمن ہے جو پیغمبر خدا کا محبوب ہے (وسیلۃ النجات۔ الصیۃ از الہ الخفا) علامہ سیوطی اپنی تفسیر و منشور میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آیہ وانی ہدایہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ یسبحلہ فیہا بالعدۃ و الاصل (یعنی ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنے نام کے بلند کئے جلتے اور ذکر کئے جاتے) کا حکم کیا صبح و شام اون میں خدا کے لئے تسبیح کرتا ہے سورہ نور پارہ ۱۸) نازل ہوئی تو حضرت سرور کائنات نے اصحاب کو سنائی ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ جن گھروں کا یہ شرف اللہ نے اس آیت میں ظاہر فرمایا ہے وہ کن کے گھر ہیں حضور نے جواب دیا کہ وہ انبیاء کے گھر ہیں۔ پس حضرت ابوبکر نے جناب معصومہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ گھر بھی اونہیں گھروں میں سے ہے جن کا ذکر اس آیت میں خدائے فرمایا ہے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ہاں اے ابوبکر۔ بلکہ یہ گھر خانہائے مذکورہ گھروں میں سے ہے جو اون میں سب سے بہتر و افضل ہیں (تفسیر و منشور سیوطی)

رازداری جب کبھی پیغمبر خدا کو کوئی مشورہ دیا میں کرنا ہوتا تھا تو میرے المؤمنین علی مرتضیٰ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور ایسے موقع پر کسی کو دماں آئے یا ہرنے کی اجازت نہیں

لے تعمیر و منشور کی عبارت ہے:۔ اخرج ابن مریۃ عن ابن جریۃ قال قال رسول الله هذه الامیۃ فی بیوت الله انما قال فی بیوت هذه یا رسول الله قال بیوت الامیۃ فقام الیہ ابو بکر فقال یا رسول الله هذه البیت منها و انما الخبیت علی وفاطرت قال نعم من افاضلہا۔ المولف

ہوتی تھی حتیٰ کہ ازواجِ پیغمبر بھی اوٹھادی جاتی تھیں مگر جناب سیدہ طاہرہ اور اون کے بچے نہیں اوٹھائے جاتے تھے اور اون کی حضوری و موجودگی میں مشورہ ہوا کرتا تھا۔

جناب فاطمہ الزہراء کا لقب زہرا اس وجہ سے ہوا کہ جب وہ معصومہ مہراب عبادت میں نماز میں مصروف ہوتی تھیں تو پیشانی مبارک سے نور ساطع ہوا

القاب فاطمہ

کرتا تھا اور اس کی روشنی سے تمام مدینہ منورہ ہوجایا کرتا تھا ساکنانِ مدینہ حیران ہو کر حضور سرور عالم کے پاس آتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یا حضرت یہ روشنی کیسی ہے تو آپ فرماتے تھے کہ فاطمہ نماز پڑھ رہی ہیں اور یہ روشنی اوس نور کی ہے جو اون کی پیشانی سے ساطع ہو رہا ہے۔ آپ کا لقب بتول بھی ہے

اور وہ اس وجہ سے ہوا کہ آپ نہایت زاہدہ اور دنیوی امور سے قطع کئے ہوئے تھیں ہر امر میں خوشنودی خداوند کریم اور رضائے باری تعالیٰ مد نظر رکھتی تھیں اور عورتوں کو جو نجاست مالا نہ و بزمانہ بچکی لاحق ہوتی ہے اوس سے آپ پاک و مبرا تھیں قال رسول اللہ انما سمیت فاطمۃ البتول لانہا تبتلت من

الحیض والنفس لان ذالک عیب فبناہ الابیاء او قال نقصا۔ یعنی فرمایا جناب سالتاب نے

کہ فاطمہ کا نام بتول اس وجہ سے ہے کہ حیض و نفاس اون کو لاحق نہیں ہوتا کیونکہ دخترانِ انبیاء کے لئے

یہ عیب یا نقص کی بات ہے (دینایع المودۃ) بوجہ طہارت و عصمت بمعاوایہ تطہیر آپ زاکیہ اور معصومہ کے القاب سے بھی معروف ہیں اور چونکہ آپ ہر محنت و بلا میں رضائے باری تعالیٰ پر راضی

رہتی تھیں اس وجہ سے آپ کو راضیہ و مرضیہ بھی کہتے ہیں۔ فی صحیح البخاری قال لنبی فاطمہ سیدۃ النساء

اہل الجنة یعنی صحیح بخاری (اور نیز دوسری کتب صحیح) میں ہے کہ حضور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہ زہرا

اہل جنت کی سیدہ سردار ہیں۔ مولوی محمد حسین الحنفی اپنی کتاب وسیلۃ النجات میں لکھتے ہیں

ان اکثر احادیث علی سبیل العموم مستفاد میشود کہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا و علیہا و علیہا السلام فضیلت

حتیٰ مریم مادر عیسیٰ و خدیجہ کبریٰ و عائشہ صدیقہ چنانچہ در مشکوٰۃ از حدیث روایت است کہ آنحضرت فرمودے

صدیقہ این فرشتہ است کہ پیش ازین بر زمین فرو دنیا مدہ و ستوری خواست از خدا تا زمین بیاید و بر من

سلام کند و خرہ رساند کہ فاطمہ سیدہ النساء بہشت است و ازانی و او دروایت است کہ بدرستیکہ رسولی آگفتہ

است کہ فاطمہ گوشت پاره اذن است پس برابر نمیکنم من گوشت پاره رسولی آج کہے را ہذا ما قال ملا

علی حنفی فی شوح الشکوٰۃ و مختار سبکی ہیں است۔ آپ محدثہ کے لقب سے بھی معروف ہیں اور یہ

لقب اس وجہ سے ہوا کہ ملائکہ آپ کے پاس آتے تھے اور کلام کیا کرتے تھے جس طرح حضرت مریم علیہا السلام کے

پاس آتے اور اون سے باتیں کیا کرتے تھے ایک مرتبہ خاتون جنت نے ملائکہ سے پوچھا کہ بی بی مریم کے سوا

کوئی اور یہی بھی تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ اے سیدہ سبی میم تو صرف اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کی سیدہ تھیں اور آپ تمام زمانوں کی عورتوں کی سردار ہیں (ناسخ التواریخ)
 عن عثمان بن حصین ان النبی عدا فاطمہ وھی مریضۃ فقال کیف انت یا بنیۃ قالت انی نوحیۃ مظل
 طعام اکلہ فقال یا بنیۃ لا توصلین انک ستیۃ لساء العالمین یعنی عمران بن حصین کہتے ہیں کہ
 فاطمہ بیمار تھیں پیغمبر خدا ان کی عیادت کو گئے اور پوچھا کہ اے فرزند تمہارا کیا حال ہے اونھوں نے
 کہا کہ میں بیمار ہوں اور از قلم غذا کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ہے حضور سرور عالم نے فرمایا اے قرۃ العین
 کیا تم اسپر راضی نہیں ہو کہ تم تمامی عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ کتاب الاصابہ

ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہ زنان عالم کی سردار اور میری میوہ دل
 اور میری روح ہے جب وہ عبادت خدا میں مشغول ہوتی ہے تو اس کا نور فرشتوں کو روشنی بخشتا ہے
 جس طرح ستارہ آسمان اہل زمین کو روشنی دیتے ہیں۔ کتاب الاصابہ میں ابن عباس اور ابی سعید
 خدری اور ابو ہریرہ اور حضرت علی سے یہ احادیث مروی ہیں کہ جناب رسالتاب نے فرمایا کہ فاطمہ
 میری پارہ ہجرت سیدۃ النساء و افضل النساء و خیر النساء ہے۔ شیخ الاسلام قسطنطین سلیمان الحنفی
 اپنی کتاب ینایع المودۃ میں اور سید علی ہمدانی کتاب مودۃ القرنی میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس قال
 قال رسول اللہ افضل رجال العالمین فی زمانی هذا علی افضل نساء الاولین والآخرین فاطمہ
 یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے زمانہ میں
 تمامی عالم کے مردوں سے علی ابن ابی طالب افضل ہیں اور جملہ زنان اولین و آخرین سے فاطمہ زہرا
 افضل ہیں۔ کنیت آپ کی أم المحسن و أم الحسین و أم المؤمن و أم الامیہ و أم ابیہا ہے۔

امور خانہ داری و دیگر حالات جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کینز جناب سیدہ
 رحمۃ الخ کے عطا فرمائی اور اس کا نام فضہ رکھا (۱) لیکن عدل کی پابندی یہ تھی کہ جناب سیدہ گھر
 کا کام ایک روز خود کرتی تھیں اور ایک روز فضہ کرتی تھی۔ گھر میں جھاڑو دیتے دیتے آپ کے کپڑے گرد و
 غبار میں اٹ جاتے تھے اور چکی پیستے پیستے ماتھ کی کھال نخل جاتی تھی لیکن زبان سے محض کلمہ تسکیر کے کوئی

۱۔ مناد بالیٰ مطالب میں ہے قال ابو ہریرۃ فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل اللہ علی رسولہ لما اتوا من
 عنہم اتباع و حرمون بک ترجوہا اذ عن قرابتک وابتک فاطمہ ابنتا یعنی طلبہ حمزہ بک یعنی زقاسن بک
 تجوہا افضل لام فلامیۃ یعنی فوہا صفا فلما انزلت ہذا الایۃ انزل رسول اللہ جاریۃ الیہا الخدمۃ و صا
 نۃ۔ المرف۔

کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ آپ سوت بھی اپنے ہاتھ سے کا تا کرتی تھیں اور اوس سے کپڑا بنوا کر اوس کا لباس
 مثل چادر وغیرہ کے تیار کرتی تھیں۔ سلمان فارسی کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت سیدہ کے
 گھر گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ جو میں رہی ہیں اور ان کے ہاتھ کی کھال چکی پیسنے سے چھل گئی ہے اور
 چکی کا ہتیرا خون سے سُرخ ہے اور حضرت حسینؑ بھوک سے بتیاب ہیں۔ میں نے کہا یا سیدہ! آپ
 کیوں اس قدر تکلیف اٹھاتی اور رحمت گوارہ کرتی ہیں آپ کی لونڈی فضہؓ تو موجود ہے اور رسول اللہؐ
 خدمت کے لئے آپ کو عنایت فرمائی ہے پھر آپ اوس سے کام کیوں نہیں لیتیں۔ سیدہ طاہرہ
 نے فرمایا کہ اے سلمان! فضہؓ بھی تو کینز خدا ہے کیا یہ بات انصاف سے بعید نہیں ہے کہ تمام کام وہ
 کرے اور میں آرام کروں آخر اوس کو بھی تو راحت کی ضرورت ہے۔ علاوہ اس کے بابا جان نے بھی
 حکم دیا ہے کہ گھر کا کام ایک روز میں کیا کروں اور ایک روز فضہؓ کیا کرے۔ کل وہ کام کر چکی ہے آج
 میری باری ہے سلمانؑ نے کہا یا سیدہ! میں آپ کے پر بزرگوار کا آزاد کردہ غلام ہوں مجھے جو عنایت
 کیجئے میں میںوں۔ آپ حسینؑ کو جب تک بھلائے جناب صدیقہؓ نے میری عرض قبول فرمائی اور میں نے
 جو میں دئے۔ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ گھر میں آئے اور پھر مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے حضورِ سرورِ
 عالم نے تبسم کا سبب پوچھا تو کہا کہ یا رسول اللہ! میں اس وقت گھر میں گیا تو دیکھا کہ فاطمہؓ چکی کے پاس
 خواب میں ہیں۔ اور حسینؑ اون کے سینہ پر سوتے ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا پس رہا ہے
 پیغمبر خداؐ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ابا الحسنؑ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ خداوند کریم نے زمین پر
 فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے کہ وہ آل محمدؐ کی خدمت کیا کریں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ پیغمبر خداؐ مع اصحاب
 مسجد میں رونق افروز میں اور نماز کا وقت قریب آگیا ہے لیکن بلالؓ اب تک نہیں آئے۔ حضور کو بلالؓ کا
 انتظار ہے کیونکہ اذن وہی دیا کرتے تھے بھڑکی دیر کے بعد بلالؓ حاضر ہوئے سرورِ عالم نے پوچھا کہ
 آج تم کہاں تھے جو مسجد آنے میں اس قدر دیر ہوئی بلالؓ نے عرض کیا کہ جناب سیدہ کے بیت الشرف پر
 حاضر ہوا تھا میں نے دیکھا کہ وہ چکی میں رہی ہیں اور دونوں صاحبزادے روتے ہیں۔ میں نے جناب
 معصومہؓ سے عرض کیا کہ یا سیدہ! آپ حسینؑ کو پہلاٹے میں آٹا میں دیتا ہوں اونھوں نے میری
 عرض قبول فرمائی اور میں نے باقی جو میں دئے۔ اسی وجہ سے حاضری میں دیر ہوئی۔ پیغمبر خداؐ نے
 فرمایا اے بلالؓ تم نے میرے پارہ جگر پر رحم کیا خدا تم پر رحم کرے (دنیایع المودۃ)

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ مجھ کو پیغمبر خداؐ نے سیدنا علیؑ مرتضیٰ کو بلالانے کا حکم دیا میں وہ
 دولت پر حاضر ہوا اور امیر المومنینؑ کو آواز دی لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا میں نے واپس آکر حضور پر نورؐ

دعا کرو تمہارا مطلب پورا ہو جائیگا۔ سیدہ نے نمازِ شام کے بعد خدا سے انگوٹھی کے لئے دعا کی ساتھ ہی غیبتِ آواز آئی کہ جو چیز تھے طلب کی ہے وہ تمہارے مصلے کے نیچے ہے اپنے جائناز اوٹھاؤ تو اس کے نیچے ایک انگوٹھی یا قوتِ بیش بہا کی ملی۔ آپ نے اس کو لے کر اونگلی میں پہن لیا۔ نماز و دعا سے فراغت کر کے جب آرام فرمایا تو خواب میں دیکھا کہ آپ بہشت میں ہیں اور وہاں تین محل ایسے خوبصورت بارون ہیں اول سے بہتر کوئی اور مکان بہشت میں نہیں ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ مکان کس کے ہیں تو ملائکہ نے جواب دیا کہ اے دختر محمد یہ مکان آپ ہی کے ہیں اس کے بعد آپ ایک مکان میں تشریف لے گئیں اور وہاں ایک تخت دیکھا کہ وہ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے اور اس طرف کا پایہ نہیں ہے آپ نے پوچھا کہ اس تخت کا چوتھا پایہ کیا ہوا اور انھوں نے جواب دیا کہ جس کا یہ تخت ہے اس نے خدا سے انگوٹھی طلب کی تھی۔ لہذا اس کے ایک پایہ کی انگوٹھی بنا کر اس کو دیدی گئی صبح کو جنابِ معصومہ نے یہ خواب پیغمبرِ خدا سے بیان کیا حضور نے فرمایا کہ اے آلِ عبدالمطلب! تمہارا حصہ دنیا میں نہیں ہے جو کچھ تمہارے نصیب میں ہے وہ آخرت میں ہے اور تمہاری جگہ بہشت ہے اس نیاے ناپائیدار کی خواہش مت کرو اس کے بعد حکم دیا کہ اس انگوٹھی کو مصلے کے نیچے رکھ دو۔ جنابِ سیدہ نے اس کو مصلے کے نیچے رکھ دیا۔ اور نمازِ فرصت کر کے جب آرام کیا تو اسی بہشت اور مکان کو خواب میں دیکھا آپ اندر گئیں تو تخت کے چاروں پائے دست دیکھے آپ نے پوچھا کہ اس کا پایہ کیونکر درست ہو گیا فرشتوں نے عرض کیا کہ مالکِ تخت نے انگوٹھی واپس کر دی اور اس کا پایہ پھر بنا دیا گیا (ناسخ التواریخ) ایک دن صبح کے وقت امیر نے سیدہ سے کہا کہ کچھ کھانے کو تودو۔ جنابِ سیدہ نے کہا کہ دروازے سے گھر میں کچھ کھانے کو نہیں ہے جنابِ علی مرتضیٰ نے کہا کہ تم نے مجھ سے اس کا ذکر اس وقت تک نہیں کیا اور تم کو معہ بچوں کی تکلیف ہوئی جنابِ معصومہ نے کہا کہ مجھے خدا سے شرم معلوم ہوئی کہ تم کو اس امر کی تکلیف دیتی جس پر تم مقتدر تھے۔ حضرت امیر یہ سن کر بہت شریف لے گئے اور گھر کے خراج کے لئے ایک دینار کسی سے قرض لیکر گھر کو واپس آئے تھے کہ راستہ میں مقدارِ اوٹے۔ اور بظاہر اون کے چہرہ سے پتہ مردگی نمایان تھی حضرت امیر نے حال پوچھا تو انھوں نے کہا کہ بھوکا ہوں اور بال بچے بھی بھوکے ہیں فکرِ معاش میں گھر سے نکلے ہوں۔ امیر المؤمنین نے وہ دینار جو قرض لائے تھے مقدارِ دو کو دیدیا اور خود مسجد چلے گئے۔ رسول اللہ کے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب کی نماز پڑھی نماز سے فراغت کر کے امیر المؤمنین کے ساتھ رسول اللہ جنابِ معصومہ کے گھر تشریف لائے وہ عبادتِ خدا میں مصروف تھیں پدربزرگ کو دیکھ کر تعظیماً مصلے سے اٹھیں اور استقبال بجا لائیں۔ سرورِ عالم نے اون کے سر پر شفقت سے

ہاتھ بھیر اور مزاج پُرسی کے بعد فرمایا کہ کچھ کھانا ہو تو لاؤ کہ میں بھوکا ہوں۔ آنحضرت کی فرمائش سے جناب الکیہ مترد ہو گئیں کیونکہ گھر میں تو کچھ تھا ہی نہیں۔ اسی حالت اضطراب میں مصطفیٰ کی جانب نظر پڑی تو دیکھا کہ وہاں ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ جا کر اوس کو اٹھایا اور پیغمبر خدا کے سامنے لا کر رکھ دیا حضور نے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا میں نے ایسا خوشبودار و خوش ذائقہ کھانا اس کے قبل کبھی نہیں دیکھا۔ جناب سیدہ نے کہا بابا جان یہ غذا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمائی ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا ہے حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا الحمد للہ علی احسانہ کہ اوس نے تم کو وہ رتبہ عطا کیا جو حضرت مریمؑ مادر عیسیٰ روح اللہ کو دیا تھا جو نبی اسرائیل کی عورتوں کی سردار تھیں اور جس طرح اون کو بہشتی غذا اور میوے عنایت فرماتا تھا اسی طرح تم کو بھی جنت سے کھانا بھیجا۔ اس کے بعد پیغمبر خدا نے اہلبیت کے ساتھ وہ کھانا نوش فرمایا اور خدا کا شکر بجا لائے (ناسخ التواریخ وینایع المودۃ بحوالہ حافظ الدمشقی) کتاب سیرۃ المحمدیہ اور تفسیر نیشاپوری کہ جابر انصاری سے روایت کی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جناب رسالت اب پر کئی روز بلا غذا کے گذر گئے تھے کہ یہ امر آپ پر بہت شاق ہوا حضور نے خانہ ازواج میں دورہ کیا مگر کچھ نہ پایا اس کے بعد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور کہا کہ اے نور نظر میں بھوکا ہوں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہو تو دو۔ صدیقہ طاہرہ نے نہایت حجالت سے عرض کیا کہ بابا جان اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے۔ یہ سن کر سرور عالم باہر تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک لڑکی نے گوشت اُڑ روٹیاں لا کر سیدہ کو دیں آپ نے ان کو ایک پیالہ میں چھپا کر رکھ دیا اور اگر تپہ خد معہ گھر بھر کے بھوکیں۔ لیکن کہا کہ یہ رسول اللہ کو کھلاؤں گی اور جنین سے فرمایا کہ جا کر اپنے نانا جان کو بلا لاؤ۔ جب حضورؐ عالم تشریف لائے تو سیدہ نے بجال مسرت کہا کہ بابا جان خدا نے یہ کھانا بھیج دیا ہے اور آپ کے لائق اوس کو نوش فرمائے حضور نے کہا کہ لاؤ بیٹی۔ جناب صدیقہ نے وہ کاسہ حاضر کیا تو وہ گوشت مروٹی بھرا ہوا تھا۔ سرور عالم اوس کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور خدا کا شکر کر کے پوچھا اے فرزند یہ معط و خوش ذائقہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔ سیدہ نے کہا کہ بابا جان یہہ رزق خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد اہلبیت ازواج کے ساتھ پیغمبر خدا نے اوس کو نوش فرمایا۔ ملا حسین واعظ کا شفی نے لکھا ہے کہ امام نجم الدین عمر نسفی اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ایک روز پیغمبر خدا حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور اون کو نہایت ضعیف و نحیف دیکھ کر پوچھا کہ اے فرزند تمہارا یہہ کیا حال ہے۔ معصومہ نے عرض کیا کہ بابا جان شکایت کی راہ سے نہیں بلکہ بطریق جواب عرض کرتی ہوں کہ آج

روز ہو چکے ہیں کہ گھر میں کھانے کا کچھ سامان نہیں ہے جسٹن اور حسین بھوک کے مارے بیتاب ہیں اور آج تو بایا جان ان بچوں نے ایسی بات کہی جس کو سن کر میرا قلب اولٹ گیا حضور نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے سیدہ نے کہا کہ آج انھوں نے کہا کہ اے اماں! اب تو بھوک کے مارے آنکھوں تلے اندھیرا آ رہا ہے کیا اور بھی کوئی بچہ ایسے ہیں جو تین تین دن یوں فاقہ سے بہتے ہیں۔ بابا جان اگر کوئی بندہ مناجات میں خدا سے شکایت کرے تو یہ گستاخی تو نہیں ہے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ نہیں بلکہ ایسی گستاخی کو خدا پسند کرتا ہے یہ سنکر جناب صدیقہ حجرہ میں تشریف لے گئیں اور دو رکعت نماز پڑھ کر بارگاہِ عزت و جلالت میں مناجات کرنے لگیں کہ خداوند! تو جانتا ہے کہ عورتوں کو پیغمبروں کے برابر قدرت و قوت نہیں ہوتی میرے پند رگوار کے اور تیرے درمیان اسرار میں جن کی وجہ سے اون کو تحمل کی قوت ہے میں اون اسرار کے تحمل کے طاقت نہیں رکھتی یا مجھ کو ایسی طاقت عطا فرما۔ یا اس محنت و تکلیف سے آسائش کراست کر۔ اسی طرح دعا کرتے کرتے حضرت معصومہ بیہوش ہو گئیں۔ پیغمبر خدا کے پاس جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اوٹھئے اور فاطمہ کی خبر لیجئے پھر اون کی مناجات سے تمام فرشتوں میں ایک غلغلہ مچ گیا ہے اور وہ سب جہنم ہو گئے ہیں۔ آنحضرت جلدی سے سیدہ کے پاس آئے اور سر مبارک اوٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا حضور کی خوشبو سے حضرت معصومہ کو ہوش آیا اور اوٹھ کر ادب سے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ پیغمبر خدا نے اون کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی خداوند! بھوک کی تکلیف سے فاطمہ کو نجات دے۔ حضور کی دعا سے پھر کبھی جناب صدیقہ طاہرہ کو بھوک کی شدت سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جناب سیدہ ظاہرہ کے گھر میں کچھ کھلے کوڑھتھا حضرت امیر المومنین ایک یہودی کے یہاں گئے اور اوس سے کچھ جو قرض طلب کئے اوس نے کہا کہ کوئی چیز گروی رکھئے تو جو دوں۔ آنحضرت نے جناب سیدہ کی چادر لیجا کر اوس کے پاس گرو دی۔ اور جو لاکر گھر میں لائے۔ اوس یہودی نے وہ چادر اپنے گھر میں ایک مقام پر رکھ دی اسی رات کو اوس کی زوجہ کسی ضرورت سے اٹھی تو اوس نے دیکھا کہ وہ کمرہ جس میں چادر رکھی تھی روشن ہے۔ اوس نے اپنے شوہر بلکہ گھر بھر کو جگایا اور کہا کہ دیکھو یہ روشنی کیسی ہے سب نے دیکھا کہ اوس چادر سے نور ساطع ہو رہا ہے جس سے تمام مکان میں روشنی پھیلی ہوئی ہے یہ دیکھ کر وہ یہودی گھر بھر کے ساتھ مسلمان ہو گیا (ناسخ التواریخ) مدینہ میں ایک یہودی کے یہاں شادی کی تقریب تھی اوس نے جناب سالتاب کی خدمت فیضِ رحمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ جناب سیدہ ہمارے یہاں محفلِ خواتین میں تشریف لاکر شرکت فرمائیں اور ہم کو عزت بخشیں آپ کی بندہ نوازی اور اخلاقِ کریمہ سے امید ہے کہ آپ اُن مغلطہ کو ہماری تقریب میں شریک ہونے کی اجازت دیں گے۔ پیغمبر خدا نے اخلاقاً

اوس کی عرض قبول فرمایا اور جناب معصومہ سے اوس کے یہاں جانے کو کہا۔ اومضوں نے کہا کہ مجھے تعمیل ارشاد میں کیا مدد ہے بہت اچھا جاؤں گی۔ اوس یہودی کی دراصل عرض اس دعوت دینے سے یہ تھی کہ دختر سعید غریب آدمی ہیں اون کے پاس نہ زیور ہے نہ عمدہ لباس ہے خراب خستہ کپڑے پہن کر ہماری عورتوں کی محفل میں انگلی تو اون کے عمدہ عمدہ لباس اور قیمتی زیورات دیکھ کر جھل و شرمندہ ہوں گی۔

خدا تو ہر شخص کی نیت اور دل کی بات سے آگاہ ہے اوس نے جبرئیل کو وحی کی کہ ہشتی خلتے لے کر پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو اور کہو کہ یہ لباس فاطمہ کے لئے ہے اس کو پہن کر یہودی کے یہاں دعوت میں جائیں جبرئیل حاضر ہوئے اور خلتے پیغمبر خدا کی خدمت میں پیش کر کے حال بیان کیا حضور نے وہ لباس جناب معصومہ کو عنایت کیا اور وہ اوس کو پہن دعوت میں تشریف لے گئیں۔ زمان یہود نے جو جناب سیدہ کو دیکھا تو بے خود ہو گئیں اور حضرت کے سامنے جھک کر قدموں کو بوسہ دیا۔ اور صدر مقام پر لے جا کر بیٹھایا جناب صدیقہ نے اثنائے کلام میں اون کو دین اسلام کی دعوت دی اور ہدایت فرمائی جس کو سن کر کئی عورتیں مسلمان ہو گئیں۔ (ناسخ التواریخ)

یہ لڑائی سیدہ جہری میں ہوئی۔ اوس کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ ابوسفیان کفار قریش کی ایک بڑی فوج لے کر پیغمبر خدا سے لڑنے آیا۔ مدینہ کے اطراف جو ان کے یہودی بھی اوس کے شریک ہو گئے جن سے اوسے بڑی تقویت پہونچی۔ حضور سرور عالم نے باہر نکل کر جنگ کرنا مناسب خیال نہ کیا اور مدینہ کی حفاظت کی غرض سے اوس کے گرد خندق کھدوائی تاکہ دشمن شہر میں حملہ کر کے داخل نہ ہو سکے۔ ابوسفیان نے مدینہ کے قریب پہونچ کر لشکر ڈال دیا۔ جناب سالتاب نے بھی مسلمانوں کو لے کر اوس کا مقابلہ کیا طرفین سے تیرا اندازی کیجاتی تھی مگر دست بدست جنگ کا موقع نہ ہوتا تھا۔ گو ابوسفیان پر غیظہ چاہتا تھا کہ پیغمبر خدا کے خیمہ پر حملہ ہو لیکن خندق درمیان میں حائل تھی اس وجہ سے کافروں کا بس نچلتا تھا آخر ایک روز عمرو بن عبدود ہتھیار لگا کر سفینی فوج سے مع چند سواروں کے بھلا اور مسلمانوں کی طرف چلا عمرو بن عبدود عرب کا نامی بہادر بہت شجاعت اور فنی سپہگری کے کمال میں لاثانی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ موزین لکھتے ہیں کہ ہزار آدمیوں سے وہ تنہا مقابلہ کرتا تھا ابوسفیان کی ہمت و قوت اوس کے دم سے وابستہ تھی۔ غرض عمرو نے خندق کے پاس پہونچ کر گھوڑے کو ایڑی دے چلائے کی طرح جھٹ کر کے خندق کو چھانڈ گیا۔ اوس کے ساتھی بھی جھٹ کر کے خندق کے اس پار آ گئے خندق کے پار پہونچنے ہی اسلامی فوج کے سامنے اگر عمرو نے مبارک طلب کیا۔ اوس کی سچائی کی دھمک تو سب پر کیا کافر کیا مسلمان بیٹھی ہوئی تھی مسلمانوں نے سر جھکا لئے اور کسی نے اوس کے مقابلہ کی جرأت نہ کی مگر شہیدان امیر موحسان علی بن ابی طالب کھڑے ہو گئے اور پیغمبر خدا سے اوس کے مقابلہ کے لئے میدان میں جانے کی اجازت مانگی۔ حضور نے فرمایا شہید اور چاہا کہ کوئی اور اٹھے لیکن کسی نے سر نہ اٹھایا۔ اوس نے کہا کہ میں عمرو بن عبدود نے پھر تیار کر کہا کہ اے مسلمانو تم میں سے جو شخص بہادر ہو اور اپنی جان کو عزیز نہ رکھتا ہو میرے مقابلہ کے لئے مسلمانوں نے پھر توجہ نہ کی لیکن امیر المؤمنین نے پھر کھڑے ہو کر رسول اللہ سے اجانت طلب کی حضور نے اوس کو پھر روکا اور چاہا کہ کوئی اور مسلمان ہمت کرے تیسری مرتبہ اوس نے مسلمانوں کو بزدلی سے نوبت نہ کر کہا کہ کیا تم میں کوئی مرنہ نہیں ہے جو میرے مقابلہ کو آئے۔ اسدا اللہ الغالب علی بن ابی طالب کو پہونچ کر

کے لئے اوس کے گرد خندق کھودی جا رہی تھی تاکہ مشرکین مکہ جو ابوسفیان کے تحت میں مسلمانوں پر چڑھائی کر کے آئے تھے مدینہ پر حملہ کر سکیں ایک روز حضرت خاتونِ جنت نے ایک ٹکڑا روٹی لاکر حضور سرورِ عالم کو دی اور کہا کہ میں نے بچوں کے لئے ایک روٹی پکائی تھی اوس میں سے ایک حصہ آپ کے لئے بھی لائی ہوں پیغمبرِ خدا نے اوس روٹی کو نوش فرمایا اور خدا کا شکر کر کے کہا کہ اے فرزندِ بہ پہلی غذا ہے جو آج تین دن کے بعد تیرے باپ کے مُنہ میں پڑی ہے (دینا بیع المودۃ)

اما ذلک وہی یفقیہین قریۃ من قرۃ الیہود کانت للنبیٰ بنہا و بین مدینۃ
عطاء فذک الرسول ثلثۃ ایام و بینہا و بین خیبر و بین مرحلۃ و فی شرح للمواقف ہا قریۃ

خیبر و قیل ہی بلدۃ لقرب لمدینۃ بنہا و بین خیبر و انہا من بلاد خیبر و فی المصباح انہا بلدۃ
بقرب مدینۃ النبی یومًا و یقال انہا من بلاد خیبر و بینہا و بین خیبر و دن مرحلۃ و فی الجمع انہا
قریۃ من قری الیہود بینہا و بین مدینۃ النبی یسما و بینہا و بین خیبر و دن مرحلۃ و ہی مما افاء اللہ
علیٰ رسولہ منصور و غیر منصور و کانت لرسول اللہ لانیۃ فحقھا و امیر المومنین لہ یکن معہا حد
فزال عنہا حکمہ العفیٰ لہما اسم الانفال فلما نزل فات ذال القرینۃ حقہ اے عطا فاطر فد کا عطا
رسول اللہ ایاہا و کانت ید فاطر الی ان توفیٰ رسول اللہ فاخذت من فاطر بالقہر والغلبۃ و وحد
ما علیٰ حد منہا جبل حد منہا عیش مصلوہ حد منہا دومة الجندل فی الجوف انتھی و ہکذا فی
الروایۃ الّتی رواہا ابن اسطی - (کتاب لمعۃ البضاء) یعنی ذک مواضعات یہودیوں سے ایک موضع

مابین یہی کھڑے ہو گئے اور پھر حضور سے اجازت کے خواہان ہوئے پیغمبرِ خدا نے جب دیکھا کہ ہجر امیر المومنین کے کوئی اور
مسلمان اوس کے مقابلہ کا نام ہی نہیں لیتا تو حضرت امیر کو اجازت دیکر اپنے ہاتھ سے اون کو آلاتِ حرب سے آراستہ کیا
اور فتح کی دعا کے بعد اوس کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ جس وقت شیرِ خدا جانے لگے تو پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ کل اسلام کل کفر کے
مقابلہ میں جا رہا ہے۔ امیر المومنین نے جا کر اوس کا مقابلہ کیا اور دیر تک دو بدل ہوئی رہی کہ اس اشاد میں عمرو بن
عبد ود کی تلوار حضرت امیر کے سرِ اقدس پر لگی اور آپ سخت زخمی ہو گئے۔ اسی حالت میں اپنے نہایت غیظ و غضب کے
ساتھ اوس پر تلوار کا دار کیا اور وہ مجروح ہو کر زمین پر گرا۔ حضرت نے فوراً اوس کا سر قلم کر دیا اور بے آواز بلند تکبیر
کہی پیغمبرِ خدا کو معلوم ہو گیا کہ علی علیہ السلام غالب آئے اور کافر مارا گیا آپ نے بھی تکبیر فرمائی اور سجدہ شکر ادا کیا
عمرو کے مائے جانے کے بعد اوس کے ساتھیوں نے شیرِ خدا کا مقابلہ کیا مگر آپ کی تلوار کے سامنے کوئی کیا ٹھہر سکتا
تھا۔ ان میں سے کچھ تو قتل ہوئے اور بعض بھاگ گئے۔ جنابِ نبیر نے عمرو بن عبد ود کا سر لاکر حضور سرورِ عالم کے
قدموں کے پاس ڈال دیا۔ اس غیر متوقع فتح کی جو خوشی مسلمانوں کو ہوئی وہ بیان سے باہر ہے ہر مسلمان کا بہ عالم
تھا کہ امیر المومنین پر تہنق ہوا جاتا تھا۔ اور ابوسفیان کو جو عمرو کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو بدھاس ہو گیا
ملا وہ اس کے یہودیوں اور مشرکوں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی۔ لاچار ابوسفیان اپنی فوج سے لے کر مکہ کو چلایا اور
مسلمانوں کو خدا نے امیر المومنین کے طفیل میں مشرکین کے شر سے نجات دی۔ اسی لڑائی کی فتح پر پیغمبرِ خدا نے

تھا جو پیغمبر خدا کے لئے مخصوص تھا۔ مابین فدک و مدینہ میں منزل کا اور مابین فدک و خیبر ایک منزل کے قریب فاصلہ تھا۔ شرح مواقف میں یہ ہے کہ وہ خیبر کے تعلقات میں سے قریب مدینہ درمیان مدینہ و خیبر کے ایک موضع تھا اور مابین اوس کے اور خیبر کے ایک منزل کا فاصلہ تھا اور وہ اوس جایدا میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا کو بطریق نے عطا فرمایا تھا اور مجمع میں لکھا ہے کہ فدک مواضع محمد میں سے ایک موضع تھا اور اوس کے اور مدینہ کے درمیان دو دن کا راستہ تھا اور اوس کے اور خیبر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ تھا اور وہ اوس جایدا میں سے ہے جو خدا نے رسول اللہ کو دی تھی اور وہ خاص رسول اللہ کی ملک تھی کیونکہ اوس کو بلا جنگ کے رسول اللہ اور امیر المومنین نے فتح کیا تھا اور اون کے سوا کوئی اور اون کا شریک نہ تھا اس لئے وہ فتنے یعنی غنیمت کفار کے حکم سے خارج تھا اور انفال کے نام سے موسوم تھا اور جب آیہ وات ذ القریۃ لحقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فدک فاطمہ کو عطا فرمایا اور وہ سیدہ کے قبضہ میں تاحیات پیغمبر رہا بعد آنحضرت کے وہ زبردستی اون سے لے لیا گیا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے اوس کے حدود یہ بتلائے ہیں۔ ایک طرف کو احد دوسری طرف عریش مصر تیسری طرف سیف البحر اور چوتھی جانب دومتہ الجندل یعنی جوف۔ ابن اسباط نے جو روایت کی ہے اوس میں یہی مذکور ہے۔ کتاب معجم البلدان مصنفہ یاقوت حموی میں (جو کہ اہل سنت کی کتب میں سے ہے) لکھا ہے "فدک قریۃ الیت و حجاز میان آن و مدینہ دور و زہ راہ است و بعضے گفته اند سہ روزہ۔ و ابی قریہ در سال ہجرت از راہ صلح نصف بدست آنحضرت آمدہ بود و در آن چہا آب روان و درخت ہائے خربا بسیار بود۔" تاریخ التواریخ میں ہے کہ فدک خیبر کے تحت میں تھا۔ اور اوس میں خرے کے باغ بہت تھے۔ الغرض خیبر کے قریب فدک ایک موضع تھا اور وہاں یہودی رہا کرتے تھے اور گرد و نواح کی تمام اراضی کو سون تک اسی موضع کے تحت میں یہودیوں کے قبضہ میں تھی۔ پیغمبر خدا نے ایک شخص کو اوس گاؤں میں بھیجا اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ اس اثنا میں حضور سرور عالم نے خیبر کو فتح فرمایا (۱) اور وہاں کے یہودیوں کو سخت فتن

ایلا مومنین کے شان میں فرمایا مبارک علیہم الخندق افضل من اعلیٰ الیوم القیامۃ یعنی بزدل جنگ خندق علی مرتضیٰ کی مدد میری تمام میری کمال ہے جو وہ قیامت تک کریں گے بہتر و افضل ہے (خلاصہ اردو مستطاب الصفا) المؤلف (۱) خیبر مدینہ سے ۸۰ کس کے فاصلہ پر ایک شہر تھا۔ وہاں یہودی آیا دتھے اون کے علاوہ اور یہودیوں کے قبیلہ جہانی مشرکوں کو مفسدہ پر داری کے سبب مدینہ اور اوس کے اطراف سے نکال لئے گئے تھے وہاں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ یہودی مشرکین کو ہمیشہ پیغمبر خدا سے لڑنے کو مدغلیا کرتے تھے اور جب وہ جنگ پر مستعد ہوتے تھے تو مسلمانوں کے خلاف اون کی مدد کیا کرتے تھے۔ اون کا تدارک کرنے کے لئے حضور سرور عالم نے شہر میں خیبر پر فوج کشی کی۔ اس شہر کے متعلق متعدد قلعے تھے منجملہ اون کے ایک قلعہ القوم تھا جو اپنی پائیداری اور استحکام کے لحاظ سے ناقابل فتح سمجھا جاتا تھا۔ یہ قلعہ چھاری

۳۹ شکست نصیب ہوئی۔ یہ خبر پا کر مذک کے یہودیوں کو سرکشی اور مقابلہ کی جرات ہوئی۔ پیغمبر خدا کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم کو آپ جنگ کرنا منظور نہیں ہے بلکہ ہماری استدعا یہ ہے کہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں ہم سے صلح کر لیں۔ جب یہ پیغام یہودیوں کی طرف سے آیا تو سرور کائنات نے اپنے جان نثار بھائی علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ مذک کو جاؤ اور وہاں کے یہودیوں کو ہدایت کرو کہ مسلمان ہو جائیں اگر وہ اس امر ہدایت کو قبول نہ کریں اور صلح کرنا چاہیں تو جس طرح تم کو مناسب معلوم ہو اون سے صلح کرو۔ امیر المومنین حسب الحکم مذک کی طرف روانہ ہوئے اور جب باغ مذک کے قریب پہنچے اور یہودیوں کو حضور کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ سب حاضر ہوئے۔ جناب میر نے اون کو اسلام کی دعوت فرمائی انھوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس تکلیف سے معاف

پرواقع تھا جہاں غنیم کے لئے فوج کاے جانا بہت مشکل تھا اور اس کے گرد ایک حندق بھی تھی۔ قلعے تو مسلمانوں نے فتح کر لئے لیکن یہ قلعہ کسی طرح فتح ہوتا تھا روز ایک ایک صحابی کو پیغمبر خدا علم و فوج دے کر اس کے فتح کرنے کو بھیجتے تھے لیکن سوائے ناکامی کے ساتھ واپس ہونیکے اور کوئی نیچہ نہ نکلتا تھا چنانچہ ایک روز حضرت عمر ابن خطابؓ کے حضور نے علم عطا فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ اور اس قلعہ کو فتح کرو۔ حضرت عمرؓ نے لیکن سپاہ کو واپس آئے اور علم حضور کے عطا کیا۔ دوسرے دن حضرت بکر ابن ابی قحافہؓ یہودیوں کے مقابل میں بھیجے گئے لیکن وہ بھی مقابلہ کی تاب لاسکے اور بھاگ آئے۔ تیسرے دن آنحضرتؐ پھر حضرت عمر کو فتح قلعہ پر مامور کیا لیکن اس روز بھی بجز فرار کے اون کا کچھ بس نہ چلا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالہ الخفا میں لکھی ہے کہ لما سئل الله ان خير فلما اذناه بعث عمر و بعث لسان محمد بنتم اوصى هم فقاتلوهم فلم يلبثوا هزوماً عروا محتاجفاء عيبتهم و عيبتهم ايضا كثر العمال اور اس میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ مشاذ لك رسول الله۔ یعنی جب رسول اللہ خیر مرثیہ لے گئے تو حضرت عمرؓ کو اور اون کے ساتھ بہت سے آدمیوں کو لڑنے کے لئے بھیجا پس فردا ہزیمت اٹھا کر حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں کے بھاگ آئے اور حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں کو اور وہ حضرت عمرؓ کو بزرگ لاکھتے تھے اس ہزیمت سے آنحضرتؐ کو ملال ہوا۔ حضرت علی مرتضیٰؑ کی آنکھیں اس زمانہ میں شوقینے ہوئے تھیں اس وجہ سے وہ جنگ میں حصہ نہ لے سکتے تھے جب یہودیوں کے مقابلہ میں ناکامی پر ناکامی بہت ہوئی تو حضور سرور عالمؐ نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دو گا جو کراغیر فرار سے خدا و رسولؐ کو وہ دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بغیر فتح کے ہرگز واپس نہ آئیگا۔ صحیح بخاری میں ہے وسلم وواقدي وخصايص امام نسائی وینابیع المودة سليمان الخنفي و تاریخ البو الفداء وروضة الصفا وغیره) دوسرے دن صبح کو پیغمبر خدا اپنے خیمہ سے برآمد ہوئے تمام مسلمان جمع تھے اور باوجودیکہ پہلے دن کا صلح کے تھے تاہم ہر شخص کو خصوصاً حضرت عمرؓ کو بہت تمنا تھی کہ علم مجھ کو ملے چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی ازالہ الخفا میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو کہا کرتے تھے کہ علی ابن ابی طالب کو تین ایسی فضیلتیں حاصل ہوئیں کہ اگر اون میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو تمہاری دولت سے زیادہ میں اس کو اچھا سمجھتا ایک اون کی تزویج فاطمہؓ کے ساتھ دوسری اون کی سکونت مسجد میں رسول اللہؐ کے ساتھ اور حلال ہونا اون کے لئے اس چیز کا جو حلال تھی رسول اللہؐ کے لئے تیسری عطا کیا جانا علم کا اور دوزخ فتح خیر الغرض پیغمبر خدا نے علی مرتضیٰؑ کو طلب کیا اور انکی آنکھوں میں اپنا لعاب بہن لگا دیا۔ آنکھیں ذرا اچھی ہوئیں آنحضرتؐ نے علم لشکر اون کو عطا کر کے قلعہ قموص کی فتح کا حکم دیا۔ حضرت مشککشا اسلام کے سپہ سالار بکر علم لئے ہوئے قلعہ کی طرف بڑھے اور ہرے حادث نامی ایک بہادر یہودی حسب معمول قلعہ سے نکل کر پیغمبر خدا کا مقابل ہوا آپ نے

فرمائے ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے اس کے سوا آپ جو فرمائیں ہم تعمیل کو حاضر ہیں۔ آخر گفت و شنید کے بعد یہ سب طے پایا کہ فدک کی آدھی زمین پیغمبر خدا کو یہودی نذر کر دیں۔ اور آدھی خود رکھیں۔ امیر المومنین نے پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا اور حضرت خیر البشر نے اس طرح صلح کو پسند و منظور فرمایا۔ صلح کے مطابق یہودیوں نے فدک کی نصف ارضی پیغمبر خدا کے نذر کر دی چونکہ بغیر لڑائی اور فوج اور بلا مسلمانوں کی محنت و مشقت کے یہ ارضی حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے وہ غنیمت کھار کے حکم سے خارج ہو کر بلا شرکت غیرے خاصۃً جناب سالمتاب صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک قرار پائی۔ (تاریخ البو الفدا۔ روضۃ الصفا۔ ابن خلدون۔ ابن اثیر۔ کتاب سفیفہ احمد ابو بکر بن عبد الغزیز۔ معارج النبوة ملاحقین کاشفی وغیرہ) بعد تسلیم ارضی یہودیوں نے عرض کیا کہ آپ تردد و کاشت کے لئے ارضی کسی کسی کو دیں گے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ ارضی ہم کو بطور اسامی کے دی جائے اور اس کا لگان چوبیس ہزار دروہروائے ستر ہزار (دینار سالانہ ہم دیا کریں گے پیغمبر خدا نے اس کو منظور فرمایا اور لگان مذکور مقرر کر کے زمین اور اس کے باغات کا انتظام اون کے سپرد فرمایا۔ (ناسخ التواریخ) یہ تمام معاملہ ختم ہو جانیکے بعد جبرئیل خدا کے حکم سے یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ وَاَتِذَا الْقُلُوبُ حَقَّتْ بِرَبِّهَا (سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵) یعنی اپنے قراتبدار کا حق ادا کیجئے۔ حضور سرور عالم نے پوچھا کہ وہ قراتبدار کون ہے جس کا حق ادا کرنے کا حکم خدا نے دیا ہے اور وہ حق کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا کہ قراتبدار آپ کی دختر اطہر فاطمہ الزہرا ہیں اور حق فدک ہے پس پیغمبر خدا نے فدک جناب سیدہ کو عطا فرمایا اور دستاویز لکھ دی کہ فدک خاص فاطمہ الزہرا کی ملک ہے۔ اور اس میں بحجز سیدہ اور اون کے

ایک اور اس کا سر قلم کرویا۔ یہی وہ بہادری یہودی تھا جس کے آگے مسلمانوں کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔ اور جو روز اون کو پکڑ دیا کرتا تھا۔ اس کے قتل سے مسلمانوں کو تقویت ہوئی۔ لیکن یہودیوں کو سخت اضطراب ہوا۔ حارث مقتول کے بھائی مرحب کی شجاعت و دلاوری کی بڑی دھوم تھی۔ اور قلعہ والوں کو اس کی قوت و طاقت پر بڑا بھروسہ تھا اب وہ اپنے بھائی حارث کا بدلہ لینے کے ارادہ سے نکل کر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کے مقابلہ میں آیا دونوں نے سے وار ہونے لگے۔ آخر شیر خدا نے غصہ میں آکر تلوار کا جوار کیا تو مرحب کے پیرنگ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر تار مار۔ اس کے بعد پے در پے چند بہادری اور مقابلہ میں آئے اور پیغمبر خدا کے قوت بازو کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اب یہودیوں پر سخت انتشار و اضطراب طاری ہوا اور حیدر کرار قلعہ کی طرف بڑھے اور جو یہودی سامنے آتا گیا اس کو قتل کرتے ہوئے چلے یہودیوں نے جو دیکھا کتاب کوئی بس نہیں چلتا تو بھاگ کر خندق کا پل اوٹھا دیا اور قلعہ کے اندر ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت علی جب تکرار خندق کے اس پار قلعہ کے دروازہ پر پہنچے لیکن دروازہ قلعہ کا بند ہو چکا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کے آہنی حلقے میں ہاتھ ڈال کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ قلعہ کا پھانک اوکھڑ کر آپ کے ہاتھ میں آ گیا۔ اور اس جھٹکے کے صدر سے تمام قلعہ ہل گیا۔ یہ پیغمبر معمولی قوت و شجاعت دیکھ کر قلعہ والے بدعاس ہو گئے اور لامار الامان کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب فتح کی پوری شان و شوکت سے قلعہ میں داخل

بچوں کے کسی کا حق نہیں ہے حضرت علی مرتضیٰ کا تب دستاویز تھے اور اوس پر آنحضرت نے حنین اور اُمّ امین کی گواہی کرا کے دستاویز جناب معصومہ کے حوالہ کر دی۔ (ناسخ التواریخ۔ روضۃ الصفا معارج النبوة وغیرہ) حافظ ابو نعیم نے ابوسعید خدری سے جو روایت لکھی ہے اوس کا بھی یہی مضمون ہے۔

الشیخ سلیمان الحنفی کتاب نیایع الودۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ فلما نزلت هذه الآية (وات ذا القربىٰ حقہ) قال رسول الله لفاطمۃ هذه ذک وهی عا لم یحجب علیہ بحیل لا رکاب هی لی مخلصۃ دون المسلمین قد جعلتها لک امرئ الله به فخذ بها لک ولولک یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ نے فاطمہ سے کہا کہ یہ ذک بلا فحش کشی اور مسلمانوں کی رحمت کے حاصل ہوا ہے اور وہ خاص میرے ملک سے اور اوس میں مسلمانوں کا حق نہیں ہے پس میں بحکم خدا یہ تم کو دیتا ہوں تم کو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے لے لو۔ محمد ابن خاوند شاہ (مورخ سنی المذہب) اپنی تاریخ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں۔ حضرت سالت لبویٰ ذک امیر المؤمنین علی را فرستاد و مصالحہ بردست امیر واقع شد بران پنج کہ امیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خاص از ان رسول الله باشد۔ پس جبرئیل فرود آمدہ گفت حق نقل میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ فرمود کہ خویشان کیا نند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط ذک را بدودہ و از آنجہ از آن خدا و رسول است و ذک ہم بدودہ و پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے او حجۃ نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ پیش ابو بکر آورد و گفت این کتاب رسول خداست کہ برائے من و جن و حسین نوشتہ است۔ علامہ سیوطی (عالم اہلسنت) تفسیر رد منشوریہ تحریر فرماتے ہیں۔ اخراج البزاز و ابو یعلیٰ وابن ابی قحاصہ و ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری رضی قال لما نزلت هذه الآية (وات ذا القربىٰ حقہ) قال رسول الله فاطمہ فاعطاها ذک و اخراج ابن مردویہ عن ابن عباس قال لما نزلت ذات ذا القربىٰ حقہ اقطع رسول الله فاطمہ ذک۔ یعنی اخراج کیا ہے بزاز و ابو یعلیٰ وابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے اور نیز ابن مردویہ نے ابن عباس سے کہ جب آیہ وات ذا القربىٰ حقہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فاطمہ کو بلا کر کدہ ادن کو دے دیا۔ ملا حسین واعظ کاشفی (اہلسنت) جواہر التفسیر میں لکھتے ہیں۔ در خبر است کہ چون این آیہ وات ذا القربىٰ حقہ۔ نازل شد رسول فاطمہ را بخواند و ذک را بوسے داد۔ و مدت حیات رسول در دست ہے بود و در تصرف و دخل آن در مصالح او و فرزندان او خرج میشد۔ چون رسول فوت شد از ویان گرفتند و چون طلب میراث پدر کرد گفتند ترا میراث نباشد کہ او گفت ما ترکناہ صدقہ آنچہ ما اور یہودیوں کو گرفتار کر کے ادن کا جائزہ لیا۔ بے شمار غنیمت ہاتھ آئی اور کل خیبر پر سہیزہ کا قبضہ و تسلط ہو گیا۔ اور یہودی جلا وطن کر دیئے گئے۔ (روضۃ الصفا وغیرہ) المؤلف۔

بگزاریم صدقہ بود۔^۱ فذک کے ساتھ یہودیوں نے اور جو مال و اسباب حضرت ختمی مرتبت کو نذر کیا تھا وہ بھی حضور نے جناب سیدۃ النساء کو مرحمت فرمایا۔ جناب معصومہ نے کہا کہ بابا جان میں نے یہ سب کچھ جو خدا نے مقرر فرمایا ہے وہ میں آپ کے نذر کرتی ہوں۔ حضرت خیر البشر نے فرمایا اے فرزندِ بیہ سب کچھ خدا خاص تمہارا اور تمہارے بچوں کا حق ہے تم اپنے قبض و تصرف میں رکھو۔ پس جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ الزہراء نے فذک پر قبضہ کر کے اوس کے انتظام و تحصیل و وصول کیلئے ایک کارندہ مقرر کر دیا۔ یہ کارندہ موضع فذک کا انتظام اور تحصیل و وصول کر کے جناب امیر المؤمنین کے پاس پیش کیا کرتا تھا جس میں سے جناب معصومہ اپنے گزر بھر کو لے کر باقی تمام روپیہ فقیروں اور محتاجوں کی حاجت روائی میں صرف فرمایا کرتی تھیں (ناسخ التواریخ) فذک کا حال مفصل و مشرح بدلائل عقلیہ و نقلیہ تفسیر لوامع التنزیل مصنف حجت الاسلام قبل الانام علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ میں ملاحظہ ہو جس میں احقاق حق میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہوا ہے۔ خذواہ اللہ عن الدین و اہلہ خیدا۔

پیغمبر خدا و خیر النساء کی ملاقات ہی کا طے شدہ دیگر حالات

جناب سالتمآب کا قاعدہ تھا کہ جب حضرت خیر النساء و فاطمہ زہرا خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور جناب معصومہ کا ہاتھ اپنے ماتھے میں لیکر پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے تھے اور جب حضور پیغمبر خدا جناب سیدہ کے گھر تشریف لیا کرتے تھے تو وہ خود دروازہ کھلا کرتی تھیں۔ اور استقبال کر کے صدر مقام پر بٹھاتی تھیں۔ جب حضرت خیر البشر علیہ السلام کو سفر درپیش ہوتا تھا۔ تو سب سے پہلے کے بعد حضرت خیر النساء سے ملتے تھے اور اونہیں کے گھر سے رخصت ہوا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے حضرت خاتونِ جنت کے گھر آکر اون سے ملتے تھے۔ اور قبولِ ام المؤمنین عائشہ جناب معصومہ کے گلوئے مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس میری نحت جگر فاطمہ سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مدارج النبوة - ینابیح المودة) ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر المؤمنین کو جو حصہ غنیمت سے ملا تھا وہ اونہوں نے جناب سیدۃ النساء کو دے دیا تھا۔ اسی عرصہ میں جناب رسالتآب سہ امیر المؤمنین کے کسی سفر میں تشریف لے گئے۔ حضرت خیر النساء فی اہل مال میں سے حضرت حسن و حضرت حسین علیہما السلام کے لئے چاندی کے کپڑے بنوائے اور ایک پروہ کپڑے کا دروازہ پر لٹکائے کے لئے تیار کیا۔ جب جناب سرور کائنات سفر سے واپس آئے۔ تو حسب دستور سب سے پہلے جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے وہاں دیکھا کہ دروازے پر پردہ پٹا ہوا ہے۔

اور دونوں فنا سے ہاتھوں میں کرے پہنچے تھے ہیں۔ پیغمبر خدا بغیر بیٹھے ہوئے واپس چلے گئے۔ جناب طاہرہ نے جو یہ دیکھا کہ خلافت عادت آج رسول اللہ ﷺ نہیں اور خدا تشریف لے گئے تو سمجھ گئیں کہ پردہ اور کٹروں کی وجہ سے حضور جلد چلے گئے۔ پس فورا پردہ اور کٹرے اتار کر حنین کے ہاتھ حضرت خیر البشر کے پاس پہنچ دیئے۔ اور کہلا بھیجا کہ جب آپ سفر میں تھے اس وقت میں نے یہ چیزیں بنوائی تھیں اب آپ جس طرح مناسب سمجھیں ان کو صرف کریں۔ جب دونوں فضا سے یہ چیزیں لے کر آنحضرت کے پاس آئے اور جناب معصومہ کا پیغام عرض کیا تو حضور پر فورے اون کو پیار سے اپنے زانو مبارک پر بٹھالیا اور کٹروں کو توڑ کر اون کے ٹکڑے اصحاب صفہ میں تقسیم کرنے۔ پر نے کا کپڑا طول میں زیادہ اور عرض میں کم تھا ایک ایک آدمی کی تہمد کے موافق اس کے ٹکڑے کر کے اس کو بھی تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ خدا فاطمہ پر رحم کرے اور اس پارچہ اور کڑوں کے عوض حنتی جلتے اور زیور عطا فرمائے (لمعة البیضاء۔ ینایع المودة) احمد و ابو داؤد نے یہ روایت ثوبان صحابی سے نقل کی ہے اور اس میں بجائے اصحاب صفہ میں تقسیم کر نیکی یہ مذکور ہے کہ پیغمبر خدا نے وہ چیزیں ثوبان کے ہاتھ بعض سخت محتاجوں کے گھر پر بھیج دیں اور فرمایا کہ مجھے اس کے بہت معلوم ہوتی ہے کہ میرے اہلبیت دنیا کی لذتوں سے بہرہ مند ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین ابو جناب سیدہ طاہرہ سے جناب پیغمبر خدا مباہرہ فرمایا ہے تھے کہ جناب امیر نے پوچھا یا رسول اللہ آپ فاطمہ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں یا مجھ کو۔ حضور سرور عالم نے فرمایا ہی احب منک وانت اعز لی، منھا ایضے میں فاطمہ کو تم سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور تم کو اون سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں (مراجع النبوة۔ روضۃ الاحباب) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب علی مرتضیٰ و جناب فاطمہ زہرا میں باہم ازراہ معاشرہ یہ بحث چھڑ گئی کہ پیغمبر خدا کس کو زیادہ چاہتے ہیں۔ جناب سیدہ کہتی تھیں کہ مجھ کو زیادہ چاہتے ہیں اور جناب امیر کہتے تھے کہ وہ مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اور دونوں بزرگوار اپنے اپنے فضائل بطور استدلال کے بیان فرماتے تھے۔ پس سرور عالم کی خدمت میں جبرئیل نازل ہوا اور بعد سلام و درود کے کہا کہ علی اور فاطمہ میں آپ کی محبت پر بحث ہو رہی ہے آپ اس کا تصفیہ فرمادیجئے۔ آنحضرت اون کے پاس تشریف لائے اور دونوں کے کلام سن کر جناب زہرا سے فرمایا کہ اے فاطمہ تم سے مجھے لطف فرزندہی اور علی سے مجھے شرف مردانگی حاصل ہوتا ہے اور علی بہ نسبت تمہارے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ جناب سیدہ نے کہا کہ قسم اس خدا کی جس نے آپ کو برگزیدہ کر کے امت کی ہدایت پر مقرر فرمایا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گی آپ کے اس کلام کی مقرر و معترف رہوں گی (ناسخ التواریخ) ایک روز حضرت رسالت پناہ قیامت کا ذکر

ملے اصحاب صدقہ لوگ کہلاتے تھے جو کہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے۔ اور بالکل غریب و غلس تھے اور پیغمبر خدا اون کے کینل رکھتے تھے۔ ۱۱ الولف

فرمایا ہے تھے۔ اثناء وعظ میں اپنے بیان کیا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے برہنہ اٹھیں گے جناب صدیقہ طاہرہ نے پوچھا بابا جان کیا میں بھی اسی طرح محشور ہوگئی۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ ہاں آفرزند! لیکن وہ عجب ہولناک وقت ہوگا سب نے اپنے حال میں پریشان ہوں گے اور لوگ تو درکنار خود پیمبرؐ کا یہ حالت ہوگی کہ خداوند تبارک و تعالیٰ کے خوف سے لرزان لڑائی لڑ رہے ہوں گے۔ ایسی حالت اضطراب و اندوہ میں کوئی کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھا سکے گا ہر شخص اپنے ہی حال میں مبتلا ہوگا۔ جناب معصومہ کو یہ سن کر بہت شرم معلوم ہوئی اور گھبرا کر کہا واسواتاہ (مائے افنوس)۔ پس جبریلؑ نازل ہوئے اور پیمبرؐ کے کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ فاطمہؑ سے کہئے کہ جب تجھ کو مجھ سے شرم آئی تو مجھے بھی اس سے حیا آئی ہے کہ قیامت کے دن تجھے برہنہ محشور کروں میں وعدہ کرتا ہوں کہ دو محلے فند کے اوس روز تجھ کو عطا کروں گا اور تو اون کو پہنے ہوئے عیشیائیگی۔ حضرت خاتونِ حبت نے اس بشارت کو سن کر سجدہ شکر کیا اور جب اس کا ذکر امیر المومنینؑ سے کیا تو اوصوں نے کہا کہ میرے بارہ میں بھی رسول اللہؐ سے پوچھ لیا ہوتا۔ جناب سید نے کہا کہ میں نے پوچھا تھا بابا جان نے فرمایا کہ علیؑ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ خداون کو برہنہ قیامت برہنہ محشور کرے۔ (ناسخ التواریخ) کتابت ہدایہ میں ابو جعفر احمد العقی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔ **وَاِنْ جِئْتُمْ مَوْعِدًا هُمْ اَجْمَعُونَ لَهَا سَبْعَةُ اَنْبِیَاءٍ اِکْلِ بَابِ نِیْنَمُ جَزْءُ مَقْصُومٍ**۔ تو جناب رسالتؐ اپنے بہت شدت سے گریہ فرمایا۔ آپ کے رونے سے اصحاب بھی رونے لگے لیکن اون کو رونے کی وجہ معلوم نہ تھی اور نہ پوچھ حشمت و عجب پیمبری کے ایسی حالت میں حضورؐ پر زور سے وجہ پوچھ سکتے تھے اور چونکہ یہ اون کو معلوم تھا کہ آنحضرتؐ جناب ہزار کو دیکھ کر خوش و فرحناک ہو جاتے ہیں اس لئے چند اصحاب جناب صدیقہ کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے اوس وقت وہ معصومہ جو سب ہی تھیں۔ اصحاب نے بعد سلام رسول اللہؐ کے رونے کا حال بیان کیا آپ یہ کیفیت سنتے ہی چٹکی چھوڑ کر فدا کھڑی ہو گئیں اور چادر پہچان کر کے باہر نکلیں اوس چادر مطہر میں بارہ پیوند لیف خرما کے لگے ہوئے تھے اور جا بجا سے وہ چاک چاک تھی مٹھان غلامی جو اوس چادر کو دیکھ کر رونے لگے اور افنوس کرنے لگے کہ قیصر و کسریٰ جامہ حیرت فزین نہیں اور تید الانبیاء کی بیٹی ایسی بھٹی پُرانی چادر اوٹھے۔ الغرض جب صدیقہ طاہرہ اپنے والد گرامی کے پاس پہنچیں تو عرض کی کہ اے بابا رسول اللہؐ سلمان کو میرے لباس پر تعجب ہوتا ہے۔ قسم اوس خط پاک کی کہ جس نے آپ کو پیمبری عطا فرمائی کہ پانچ سال بچے کے میرے اور علیؑ کے پاس ہجرا ایک پوست گوشت کے کچھ نہیں ہے کہ دن کو اوس پر اونٹ کو چارہ کھلایا جاتا ہے اور رات کو وہ ہمارے بچاؤ

۱۔ ترجمہ: چھتہ چہم ان نام کے لئے قرار کیا ہے کہ ہفت واہ دار دہرائے ہر واہ انہار اجزہ مقسوم

کے کام میں آتا ہے اور ایک تکیہ چمڑے کا ہے کہ جس میں خرے کے درخت کی چھال بھری ہوئی ہے ہم
اوس پر سر رکھ کر پڑھتے ہیں یہی سن کر سرور عالم نے سلمان سے فرمایا کہ اے سلمان اِنَّ اَنْبِيَا كُنِي خِيَلِ
التَّوَابِيَةِ يَمِينِ مِيرِي مِثْلِي سَبَقَتْ كَرْنِ وَالْوَلَوْنَ اَوْدَاغَتِ چلنے والوں میں سے ہے اس کے بعد حضرت نے
وہ دونوں آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ جناب معصومہ اول کو سن کر منہ کے بل زمین پر گر پڑیں اور فرماتے ہیں
الويل لہ الويل لمن خذل لناد (افسوس ہزار افسوس اوس شخص پر جسکی جگہ جہنم ہو) سلمان نے اول کو
سن کر کہا کہ کاش میں گو سفند ہوتا کہ لوگ مجھ کو فرج کر کے کھا جاتے اور میں دوزخ کے ذکر کو نہ سنتا۔
کہنے لگے کاش میری ماں عقیقہ ہوتی اور میں پیدا نہ ہوتا کہ دوزخ کا ذکر نہ سنتا۔ مقتدا نے کہا کہ
کاش میں مرغ بیابانی ہوتا کہ حساب عقاب کے محفوظ رہتا اور جہنم سے میرے کان آشا ہوتے۔ جناب
علی مرتضیٰ نے کہا کہ جہنم کے خوفناک ذکر سننے سے بہتر تھا کہ دندے مجھے پارہ پارہ کر کے کھا جاتے۔
یامیں پیدا ہی نہوتا۔ یہ کہہ کر آپ یونے اور کہنے لگے افسوس ہے سفر قیامت کی دمازی اور زادراہ کی
کو تاہی وکی پر۔ وائے ہے اون لوگوں پر جن کو جہنم اپنی طرف کھینچ لے گا اور اون کو رما نہ کرے گا۔ اور
اون کا شعار دودھا راتین ہوگا اور اون کے ہمراہی شیاطین ہوں گے (ناسخ التواریخ)

رضائے خدایہ رضائے فاطمہ

ایک دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت
صدیقہ کبرئے کا ہاتھ پکڑے تھے باہر تشریف لائے اور
فرمایا کہ جو بچا تنہا ہے البتہ جو نہیں بچا تنہا وہ بچان لے کہ یہ میری بیٹی فاطمہ میری پارہ جگر
ہے جس شخص نے اس کو ستایا اور کزدہ کیا اوس نے مجھے ستایا اور آزدہ کیا اور جس نے مجھ کو ستایا اور آزدہ
کیا اوس نے خدا کو ستایا اور آزدہ کیا اور جو شخص خدا کو ستائے اور آزدہ کرے وہ ملعون ہے۔ خدا لعنت
کرے فاطمہ کے ستانے والے پر تحقیق کہ فاطمہ کے غضب سے خدا غضبناک ہوتا ہے اور اوس کی رضا سے خدا
راضی ہوتا ہے (ناسخ التواریخ و مدارج النبوة و مناقب المودة) کنز العمال میں ملا علی قلی نے اس حدیث
کو اس طرح نقل کیا ہے۔ عن علی قال قال رسول الله لعاطمة ان الله يغضب بغضبك ويرضى لرضائك
(وابن الجار الايضاً) اور کتاب اصابع میں ہے اخبر ابن ابی عاصم عن عبد الله بن عمرو بن سالم المغيرة
سعد من اهل البيت عن علي بن النبی قال لعاطمة ان الله يغضب بغضبك ويرضى لرضائك۔

میرزا محمد بن معتمد خان بدخشان کتاب مفتاح النجاس لکھتے ہیں اخبر ابو جعفر والطبرانی نے
الکبیر والاکم وابو نعیم فی فضائل الصحابة وابن عساکر عن علی بن النبی قال لعاطمة
ان الله يغضب بغضبك ويرضى لرضائك۔ اور اسناد الغایہ میں یہ حدیث اس طرح منقول ہے

حدثنا حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب عن عمر بن علی عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن حسین بن علی عن علی ان النبی قال لفاطمة ان الله يعضب بفضلك ويرضی لوضائك۔ اور احکم نے مستدرک میں اس حدیث کو سلسلہ وار نقل کر کے لکھا ہے۔ ہذا حدیث صحیح الامتداد۔ اور شاہ عبدالحق کتاب مدارج النبوة میں لکھتے ہیں ”بصحت پیوستہ کہ پیغمبر فرمودہ فاطمہ بضعة منی من اذاها فقد اذانی ومن اغضبها فقد اغضی۔ وزیر آمدہ است ان الله يغضب بغضب فاطمہ ويرضی برضاها فتح انباری میں ابن حجر نے حدیث فاطمہ (ای فاطمہ) بضعة منی یردینی ما اربها ویؤذینی ما اذاها کی شرح میں لکھا ہے وفی الحدیث تحريم اذی من یتاذی النبی م بتأذیه لان اذی النبی حرام اتفاقا قلیلة وکثیرة وقد حزم بانه یؤذیه ما اذی فاطمہ فکل من وقع منه فی حق فاطمہ شیئ فتأذت به فهو یؤذی النبی بشهادة هذا الخبر الصحیح ولا شیئ اعظم من اذی الخ الا اذی علیها۔ انتہی۔ یعنی حدیث میں ہے کہ اوس شخص کو اذیت پہنچانا حرام ہے جس کی اذیت سے نبی کو اذیت ہوتی ہے کیونکہ نبی کو ایذا دینا حرام ہے بالاتفاق خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور یہ امر قطعی ہے کہ جو فاطمہ کی اذیت کا باعث ہو اوس سے نبی کو اذیت ہوتی ہے۔ پس ضرورہ شخص جس سے کوئی ایسا فعل فاطمہ کے حق میں سرزد ہو جس سے اون کو اذیت درج پہنچے اس حدیث صحیح کی شہادت سے پیغمبر خدا کو اذیت دیتا ہے اور کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ فاطمہ کو اذیت پہنچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا عظیمًا (سورہ احزاب پارہ ۲۲) یعنی جو لوگ خدا و رسول کو اذیت دیتے ہیں او پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور اون کے لئے سخت عذاب مقرر کیا گیا ہے صحیح بخاری میں ہے فاطمہ بضعة منی فمن اغضبها اغضی۔ اور صحیح مسلم میں ہے۔ انما فاطمہ بضعة منی یؤذینی من اذاها ولیس فی ما اسرها۔ اور ترمذی میں ہے انها بضعة منی یردینی من اذاها ویؤذینی ما اذاها۔ اور شفاء میں ہے انها بضعة منی یغضبی ما یغضبها۔ اور ترمذی وابن ماجہ میں ہے ان رسول الله قال لعنہ و فاطمہ والحسن والحسین انا حریلین عادیتم وسلم لمن سالمتم۔ اور شاہ عبدالحق مدارج النبوة میں لکھتے ہیں۔ پیغمبر خدا در شان ایں چہار کس (یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام) فرمود میں جنگی ام با کسیکہ جنگ کند ایشان را و صلح کندہ۔ ام با کسیکہ صلح کند با ایشان یعنی صحیح بخاری و مسلم و ترمذی و شفاء و ابن ماجہ و کتاب کثیر العمال و احبابہ و مفتاح النجا و اسد الغابہ و فتح الباری و مدارج النبوة میں ہے کہ رسول اللہ

۱۰۰ - زنگنه، آیت الله العظمی

نے فرمایا کہ فاطمہ میری بھینس ہے جو چیز یا جو شخص اوس کی اذیت و رنج کا باعث ہوتا ہے۔ وہ مجھ کو اذیت و رنج پہنچاتا ہے اور جس سے فاطمہ کو مسرت پہنچتی ہے اوس سے مجھ کو مسرت ہوتی ہے اور فاطمہ جس پر غضبناک ہوتی ہے اوس پر خدا غضبناک ہوتا ہے اور جس سے فاطمہ خوش ہوتی ہے اوس سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے بارہ میں حضور سرور کائنات نے فرمایا کہ جو شخص ان سے جنگ کرے اوس سے میں جنگ کر نیوالا ہوں اور جو شخص ان سے صلح کرے اوس سے میں صلح کرنے والا ہوں۔

طبرانی اور سیوطی (علمائے اہلسنت) لکھتے ہیں عن جابر قال خطبنا رسول اللہ ﷺ یقول یا ایہا الناس ہن ابغضنا اهل البيت حشره الله يوم القيامة یثوبوا یعنی جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو خطبہ میں یہہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیت سے بغض رکھے گا وہ بروز قیامت یہودی محسور ہوگا۔

مکہ فتح کر نیکے بعد جناب سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر
مباہلہ بانصار قوموں اور قبیلوں کو ہدایت نامے بھیج کر دین اسلام کی دعوت دی اور ان میں
سے بعضوں نے اسلام قبول کیا اور بعضوں نے بمصالحات طاعت قبول کی۔ منجملہ ان کے ایک قبیلہ
بنی بکران تھا اور اس قبیلہ والوں کا مذہب عیسائی تھا۔ جب پیغمبر خدا کا ہدایت نامہ ان کے پاس
پہنچا تو انھوں نے اپنے قبیلہ کے چودہ آدمی منتخب کئے اور تین علمائے مذہب عیسوی یعنی عبدالمسیح و سید
ابوالحارث کو ان کے ساتھ حضور سرور کائنات کی خدمت میں تحقیق مذہب کے لئے بھیجا۔ جب وہ دربار
نبوی میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اسلام کی دعوت
دی۔ استغفرت (نے کہا)۔ آپ ہمارے سید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔
پیغمبر خدا۔ (نے فرمایا) ہم حضرت عیسیٰ کو خدا کا بندہ اور پیغمبر کہتے ہیں۔ ان پر خدا وحی و احکام نازل
فرماتا تھا اور وہ امت کو ہدایت فرماتے اور احکام خدا پہنچاتے تھے۔ استغفرت پھر آپ ان کو
بندہ اور مخلوق خدا کیونکر کہتے ہیں حالانکہ کوئی بندہ بغیر آپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ پیغمبر خدا
اچھا بالفعل آپ لوگ شہر میں قیام کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ پھر اس امر میں گفتگو کی جائیگی۔

وہ لوگ اپنے فرودگاہ کو واپس گئے۔ دوسرے روز حضرت جبرائیلؑ کی خدمت میں جبرائیلؑ یہ بات لے کر نازل ہوئے ان مثل عیسیٰ عند اللہ مثل آدم خلقہ من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربک فلا تکن الممترین فمن حاجک فیہ من بعد لجاؤک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم و

ملہ استغفہ عیسائیوں کے بڑے پادری کو کہتے ہیں جس کو انگریزی میں بشپ کہتے ہیں۔ ۱۲ المولف

فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ لَكُمُ الْفِتْنَةُ ۚ فَلَئِمَّ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۚ
حضرت حاتم الانبیاء نے عیسائیوں کو طلب کیا اور یہ آیت اون کو سنائی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش سے زیادہ عجیب حضرت ابوالبشر آدم ؑ کی خلقت ہے کہ اون کو بلایا مان باپ کے خدائے پیدا کیا۔ خدا کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے جس کو جسطرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ بلا باپ کے پیدا ہوئے اس لئے وہ بندہ تھے بلکہ خدا تھے سخت جہالت اور بیوقوفی کی بات ہے۔

حقیر خدائے ہر چند اون کو سمجھایا لیکن اونھوں نے نہ مانا آخر حکم خدا کے بموجب اون سے فرمایا اگر تم سمجھانے سے نہیں مانتے تو اوہم تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور اپنی جان کے برابر عزیزوں کو لے کر باہم مباہلہ کریں یعنی خدا سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اوپر خدا کا غضب نازل ہو۔ نصاریٰ نے اس کو قبول کر لیا اور مباہلہ کے لئے دوسرا دن مقرر ہوا جب وہ لوگ اپنے قیامگاہ پر گئے تو اسقف نے کہا کہ اگر محمدؐ اپنے اہلبیت کو لے کر مباہلہ کرنے آئیں تو تم لوگ ہرگز مباہلہ نہ کرنا ورنہ عیسائیوں پر قہر خدا نازل ہو جائیگا اور اگر وہ اپنے اصحاب کو لے کر مباہلہ کرنے آئیں تو پھر مباہلہ کرنے میں کچھ خوف نہ کرنا کیونکہ اگر وہ درحقیقت پیغمبر ہیں تو اپنے اہلبیت کو لے کر مباہلہ کرنے آئیں گے ورنہ غیروں کو لائینگے دوسرے دن صبح کو جناب رسالت مآب نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور خیر النساء فاطمہ زہراء اور سید اشباب اہل الخیرہ حسن و حسین کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم کو لے کر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کو مجھے خدا نے حکم دیا ہے لہذا تم کو لے کر مباہلہ کے لئے چلتا ہوں جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا حضرات اہلبیت نے کہا سمعنا و اطعنا خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے ہم بسر و چشم حاضر ہیں اس کے بعد حضرت خیر البشر اٹھے اور حضرت حسن کو دلہنے ہاتھ کی اونچائی پکڑائی اور حضرت حسین کو بائیں چٹائی کو دیں لیا اور جناب سیدہ طاہرہ سے عقب میں چلنے کو فرمایا اور امیر المومنین کو اپنے آگے چلنے کا حکم دیا۔ اس شان سے یہ پختن پاک ہجرہ سے برآمد ہوئے پیغمبر خدائے فرمایا کہ اور کوئی ساتھ نہ آئے یہ کہہ کر اس مقام پر تشریف لائے جو مباہلہ کیلئے مقرر ہوا تھا اور وہ نصاریٰ اپنے علما کے ساتھ آچکے تھے اور انتظار میں تھے کہ خیرہ نبی علیہم الخیرہ و آلہہم السلام کو اس شان سے آتے دیکھ کر اون کے دل لرزنے لگے۔ لوگوں سے پوچھا کہ محمدؐ کے ساتھ یہ کون کون ہیں۔ اونھوں نے بتلایا کہ وہ مرد جو آگے ہیں حیدر کرار علی ابن ابی طالب رسول اللہ کے چچا زاد بھائی اور طاہرہ اور وہ بی بی جو برقع اوڑھے ہوئے پیغمبر خدا کے پیچھے ہیں اون کی دختر نیک اختر خاتون جنت فخر مریم دعا خیر النساء جناب فاطمہ الزہراء ہیں اور وہ دونوں معصوم بچے حضرت علی اور جناب سیدہ کے بیٹے اور پیغمبر خدا کے نواسے ہیں۔ ان چار شخصوں سے زیادہ پیغمبر خدا کا کوئی عزیز نہیں ہے یہ کیفیت معلوم

کر کے اور حالت دیکھ کر عیسائیوں کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوا اور استغفنے اون سے کہا کہ اگر محمد سچے بنی ہوئے تو اپنے خاص عزیزوں کو ایسے خطرناک موقع پر نہ لاتے اس کے علاوہ ان کی شان اور علامتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی چمنیر ہیں جن کے آنے کی بشارت انجیل میں ہے ان کی اورانی شان کہہ رہی ہے کہ اگر یہ سچا ہے اور دعا کریں تو خداوند کریم ہمارا کو اوس کی جگہ سے اٹھا کر لے۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے دناوزمین پر نیکیا اور عیسائیوں سے فرمایا کہ آؤ مباہلہ کرو۔ یہ دیکھ کر استغفنے اپنے رفیقوں سے کہا دیکھو یہ دعا کے لئے بھی اسی طرح ٹھکے ہیں جس طرح انبیا کا قاعدہ ہے تمام علامتیں کہہ رہی ہیں کہ یہی حق تعالیٰ تمہیں بھی جن کی خبر انبیا سے سابق ہے گئے ہیں ان سے مباہلہ کرنے میں ہماری خیر نہیں معلوم ہوتی بہتر ہے کہ صلح ہے ان سے صلح کر لو۔ باہم یہ باتیں کر کے نصارے حضور سرور عالم کے پاس آئے اور استغفنے کہا کہ ہم کو اس سے معاف رکھئے ہم مباہلہ نہیں کر سکتے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا اگر مباہلہ نہیں کرتے تو اسلام قبول کرو۔ اونہوں نے عرض کیا کہ ہم اس سے بھی معافی چاہتے ہیں ہم کو ہمارے آبائی دین پر سہنے دیجئے اس کے صد میں ہم جزیہ دیا کریں گے۔ حضور سرور عالم نے اون کی استدعا قبول فرمائی۔ اس کے بعد فیما بین یہ طے پایا کہ نصارے دہنوار چلتے سالانہ فی حلقہ قیمتی چالیس درم اور ضرورت کی وقت جنگی سلمان یعنی قہار اور گھوڑے مستعار دیا کریں گے اور اس کے عوض میں اہل اسلام اون کے امن و امان کے ضمان میں آئیں گے اور دشمنوں سے اون کی حفاظت کریں گے اور اون کے مذہبی مراسم میں اون کو آزادی دین گے اس معاہدہ پر فریقین نے دستخط کئے اور نصارے اپنے وطن کو صحیح سلامت واپس گئے (روضۃ الصفا مروج النبوة وغیرہ) سید علی ہمدانی جو علمائے عظام المہنت اور صوفیہ کرام میں اعلیٰ درجہ کے بزرگ اور حسب رائے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ولی کامل ہیں اپنی کتاب مودۃ القرابی میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور شیخ الاسلام سلیمان الحنفی نے اپنی کتاب ینایع المودۃ میں نقل کیا ہے کہ سعد بن وقاص صحابی کہتے ہیں لما نزلت هذه الآية ندع ابنائنا وانا نلکھ ونا نلکھ وانا نلکھ وانا نلکھ دعی رسول اللہ علیا وفاطمہ وحننا وحننا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی اور البوریاح غلام ام سلمہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم نے فرمایا۔ لوعلم الله قلنا ان في الارض عبادا اکرم من علی وفاطمہ والحسن والحسين لا رقی ان اباهل ہم ولكن امرنی بالمباہلة مع هؤلاء وهم افضل الخلق فقلت ہم النصاری۔ یعنی جب یہ مباہلہ نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے علی وفاطمہ وحن وحنین کو بلایا اور کہا خداوند اہی میرے طبیعت ہیں۔ اور البوریاح کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر خدا کے علم میں علی وفاطمہ وحن وحنین سے بزرگ تر کوئی بندہ روئے زمین پر ہوتا۔ تو اوس کو ساتھ لے کر مباہلہ کرنے کا حکم مجھ کو دیا جاتا۔

لیکن چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل و اکرم ہیں اس لئے اُن کو لے کر فضلے سے مبارک کرے کا حکم خدا نے مجھ کو دیا۔ اور اُن کی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہو گئے۔ اس آیت مجیدہ کی کلی و جزی تہتق فلسفیانہ پر قبلہ انام و کعبہ اسلام رئیس الملت والدین علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر جامع العلوم لوامع التنزیل میں مدلل و مشرح لکھ دی ہے ہر طالب حق جس کے ملاحظہ کے بعد باسرا حق تک پہنچ سکتا ہے۔ فجزاہ اللہ خیر جزاء المحسنین۔

نزول آیہ تطہیر سببی ام سلمہ کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراۃ پر مٹھ کر سنائی یعنی خداوند کریم نے اہلبیت سے عین کو اپنے لطف و کرم سے پاک و پاکیزہ اور گناہوں سے مبرا و معصوم کیا ہے۔ حضور سرور عالم یہ کہ آیہ کریمہ سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت علی و جناب فاطمہ و حسنین ؑ کو اپنے پاس طلب کیا اور امیر المؤمنین کو اپنے زانو کے پاس اور خاتونِ حُجَّت کو پشت کی طرف بٹھایا اور دونوں نواسوں کو گود میں لیا اور ایک چادر یا عبا اس طرح اوڑھی کہ پانچوں بزرگوار اس کے اندر آ گئے اور ہاتھ اوٹھا کر آیہ تطہیر کی تلاوت فرمائی اور مناجات کی کہ اے خالق آسمان و زمین دائے رب العالمین یہی (یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین و امیرے اہلبیت) ہیں جن کو تو نے اپنے لطف خاص سے عصمت طہارت کی عطا فرمائی اور ہر گناہ اور بُرائی سے پاک و مبرا فرمایا اور اپنے خاص بندوں میں شامل کیا تیرے اس لطف بے پایاں اور عنایت بیکران کا شکر ادا نہیں ہو سکتا انا حارب لمن جاربہم و سلم لمن سالمہم و عد لمن عادہم جو شخص اُن سے لڑائی لڑے اور پر خاش رکھے اُس سے میں لڑنے والا اور پر خاش رکھنے والا ہوں اور اُن کے دشمن کا میں دشمن ہوں اور جو شخص اُن سے صلح کرے اور دوستی رکھے اُس سے صلح کرنے والا اور اُس کا دوست ہوں۔ مناجات ختم کر کے حضور نے معہ اہلبیت کے سجدہ شکر ادا کیا۔ سببی ام سلمہ نے جو یہ شرف دیکھا تو اُس چادر یا عبا کا گوشہ پکڑ کر چاہا کہ خود بھی اُس میں داخل ہو جائیں۔ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا کہ اس شرف میں ہم اہلبیت کا کوئی شریک نہیں ہے یہ شرف ہمارے ہی لئے مخصوص ہے لیکن مطمئن رہو کہ تم خیر رہو اور تم سے ہدی کی توقع نہیں ہے۔ (تفسیر منشور و عینہ) جس روز سے یہ آیہ تطہیر نازل ہوئی پیغمبر خدا نے یہ معمول کر لیا کہ ہر صبح کی نماز کے وقت جناب سیدہ طاہرہ کے دروازہ پر آکر یہ فرماتے۔ السلام علیکم یا اهل البیت و رحمة اللہ وبرکاتہ انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس و یطہرکم تطہیراۃ۔ یعنی

اہل بیت تم پر سلام ہوا اور رحمت و برکت خدا انکو بے شک غلٹے تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک و پاکیزہ کیا ہے یہ آواز میں کر امیر المومنین گھر سے نکلتے اور سید المرسلین کے ہمراہ مسجد شریف لیجاتے تھے رکعت اہل تسنن مدارج النبوة ینابیع المودة - مشکوٰۃ شریف - روضۃ الصفا - وسیلۃ النجات اذالۃ الخفا -

سیرۃ المحمدیہ - اسعاف الراغبین - تفسیر سیبوی - تفسیر سیوطی - معالم التنزیل وغیرہ

سیرۃ المحمدیہ اور جامع ترمذی میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ اس آیہ مبارکہ کے نزول کے بعد چھ مہینہ اور بروائے نو مہینے تک پیغمبر خدا نماز فجر کے وقت جناب معصومہ کے دروازے پر آکر یہ فرماتے ہے - یا اہل بیت انما یرید اللہ لیدھب عنکم الجبس الخ (ایضاً تفسیر در منثور)

تحدیث و علمائے کرام اہلسنت احمد بن حنبل و مسلم و ترمذی و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن ابی حاتم و حکم و سیوطی وغیرہم نے حضرت ام المومنین عائشہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ ایک روز جناب پیغمبر خدا صبح کے وقت سیاہ کملی اوڑھے ہوئے آئے اون کے بعد امام حسن آئے آنحضرتؐ اون کو کملی میں داخل کر لیا پھر امام حسین آئے اون کو بھی تکلیم میں داخل کر لیا پھر سیدۃ النساء آئیں اون کو بھی وہ کملی اوڑھائی پھر امیر المومنین آئے اون کو بھی تکلیم میں داخل فرمایا۔ پھر حضور سرور عالم نے آیہ تطہیر تلاوت فرمائی۔ انھیں علمائے عظام نے اسی روایت کو ام المومنین ام سلمہ کی اسناد سے بھی لکھا ہے اور اوس میں اضافہ استقدر کیا ہے کہ سیدی ام سلمہ نے اوس تکلیم میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن حضور نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ تم خیر رہو۔ علامہ دولابی و بیہقی و ابن منذر و طبرانی نے ہی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ عطار بن رباح نے ام سلمہ رضی اللہ

عنها سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت حیز النساء نے مٹی کی مٹھی میں کھانا پکایا اور رسول اللہ کے پاس لائیں اوس روز حضور میرے گھر میں رولق افروز تھے۔ جب حضرت معصومہ کھانے کے آئیں تو پیغمبر خدا نے فرمایا اے نور چشم علیؑ اور حسینؑ کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ کھانا نوش کریں جب وہ حاضر ہوئے تو بختن پاک نے وہ کھانا تناول فرمایا اوس وقت چیرٹیل آیہ تطہیر لے کر نازل ہوئے حضور سرور عالم نے اپنی چادر میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو داخل کر کے کہا خداوند اہی میرے اہل بیت میں ان سے گناہوں کی ناپاکی کو دور رکھ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی آپ سے توسل رکھتی ہوں حضور نے کہا کہ تم خیر رہو (ایضاً تفسیر حسینی)

شیخ الاسلام قسطنطین سلیمان الخفی اپنی کتاب ینابیع المودة میں تحریر فرماتے ہیں فی رواية الحافظ جمال الدین الذرندی عن الحافظ ابن مردويه عن ام سلمة قالت کان جبیل فی الکساء معہم

کما قال الحسین رضی اللہ عنہم شعریٰ عن جبریل غلاما سادسا: ولنا الکعبة ثم الحرمین۔

قال المحب الطبري ان هذا الفعل منه صلى الله عليه وسلم مكره مرة في بيت ام سلمة ومرة في بيت فاطمة رضي الله عنهما كما جاء الحديث عن واثلہ بن الاسقع في رواية احمد في المناقب الطبري قال الشيعون السهمودي كلمة انما للمحصر تدل على ان ارادته تعالى مخصصة على تطهيرهم وتاكيد بالمفعول المطلق دليل على ان طهارتهم طهارة كاملة في اعلى مراتب الطهارة۔

یعنی حافظ جمال الدین زرندی نے حافظ ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ ام المومنین ام سلمہ نے کہا کہ تحت کساء جبریل الہیث کے ساتھ تھے چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے جو شعر فرمایا ہے اوس میں جبریل کے سادس یعنی چھٹے شخص تحت کساء ہونے کا ذکر کیا ہے۔ محب طبری کہتے ہیں کہ یہ امر یعنی رسول اللہ کا الہیث کے لئے دعائے طہارت عصمت کرنا اور آیہ تطہیر کا تلاوت کرنا دو مرتبہ آنحضرت سے ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اور ایک مرتبہ جناب زہرا علیہا السلام کے مکان میں۔ جیسا کہ حدیث واثلہ بن الاسقع سے ظاہر ہوتا ہے جس کو احمد نے مناقب میں اور طبرانی نے روایت کی ہے۔ شریف سہودی نے کہا ہے۔ کہ انما کا کلمہ حصر کے واسطے ہے اور یہ کلمہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند کریم کا ارادہ انہیں یعنی صرف الہیث کی تطہیر پر منحصر تھا اور مفعول مطلق سے اوس کی تاکید کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اون کی طہارت بدرجہ کمال و مراتب اعلیٰ (یعنی عصمت) ہے۔ علامہ سیوطی تفسیر درمنثور میں اور شیخ سلیمان الحنفی کتاب نیایح المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم ترمذی و طبرانی و بیہقی و حافظ البونیم و ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله خلق الخلق تسعين فجعلني في خيرهما فسمي بذلك قوله تعالى اصحاب اليمين اصحاب الشمال فانما من اصحاب اليمين وانا خير اصحاب اليمين ثم جعل اليمين اثلاثا فجعلني في خيرها اثلاثا فقال ذلك قوله تعالى اصحاب اليمين واثلاث المشقة والساقون السابقون اولئك المقربون فانما من السابقين وانا خير السابقين ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلني في خيرها قبيلة وذلك قوله تعالى جعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عند الله اتقوا فانما اتقوا ولد آدم واکرم عند الله ولا تغتر ثم جعل القبائل ميوتا فجعلني في خيرها ميوتا فلما قاله قل لئن انا ما يريد الله ليدفع عنكم الرجل هل البيت يطهرکم تطهیرا فانما واهلیتی مطہرین من الذنوب۔ یعنی جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ خداوند کریم نے خلق کو دو قسم پر پیدا کیا اور محمد کو اون دونوں میں سے بہتر قسم قرار دیا اور یہی مراد آیہ اصحاب الیمین و اصحاب الشمال سے ہے میں

اصحابِ یمن میں اور اون میں بھی سب سے بہتر ہوں پھر ان دو قسموں کو تین تین قسموں پر تقسیم کیا اور مجھے اون سب کی بہترین قسم میں قرار دیا اور یہی مراد اصحابِ المیمۃ و اصحابِ المشئمۃ الخ سے ہے پس میں سابقین میں سے ہوں اور حیزہ السابقین ہوں بعد ازاں ہر تین قسموں کو قبائل قرار دیا اور مجھ کو بہترین قبیلہ میں گردانا اور یہی مراد آیہ وجعلناکم شعوبا الخ سے ہے پس میں اولاد آدم میں خدا کے نزدیک سب سے اعلیٰ و اکرم ہوں اور یاد جو داس کے کچھ فخر نہیں کرتا بعد ازاں خدا نے قبائل میں گہر قرآن دئے اور بلحاظ گہر کے مجھے سب سے بہتر قرار دیا چنانچہ آیہ تطہیر اتماما یرید اللہ الخ سے یہی مراد ہے پس میں اور میرے اہلبیت گناہوں سے پاک و پاکیزہ یعنی معصوم ہیں۔

شاہ عبدالقادر صاحب فرزند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ مشہور روایتوں سے یوں ہے کہ اہلبیت حضرت فاطمہ اور حضرت مرتضیٰ اور حضرت حنین میں اس آیت مجیدہ تطہیر کے نکات عجیبہ محدود نہیں ہیں جن کو میں اس ذخیرہ میں درج کر سکوں تیسرے لوامع التنزیل میں حضور حجۃ الاسلام قبلہ نام علامہ البو تواب سید علی الحائری مجتہد پنجاب ظلتہ نے محققانہ پیرایہ میں مفصل حقائق عجیبہ و دقائق غریبہ اس آیت کے متعلق بیان کئے ہیں فاذبحوا البو ہریرہ سے روایت ہے کہ آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین نے زہد آل محمد کہی تین دن پے پے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ دواہ الشیخان (یعنی بخاری مسلم) ابن عباس ناقل ہیں کہ رسول اللہ اور اون کے اہل و عیال پر متواتر کئی راتیں بلا کھانے کے گزر جاتی تھیں اور اون کی غذا نان جو تھی۔ رواہ الترمذی۔

صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ آل محمد نے کہی پے پے نان جو بھی نہیں کھائی پیغمبر خدا اور اون کے اہلبیت پر یہ قلت معیشت اعتیاج و افلاس کی وجہ سے مجبوری و اضطراری نہ تھی۔ بلکہ اس کے اسباب اختیار ہی تھے۔ اور وہ یہ تھے کہ یہ حضرات ایثار و سخاوت فرمایا کرتے تھے اور سیر ہو کر کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور تکلیف ریاضت پسند کرتے تھے اور ان امور کو باری تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث جانتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت و اہلبیت چاہتے تو شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے جو اون کو اچھی طرح سے میسر تھی اور اس سے اون کے مراتب عالیہ میں کچھ نقص بھی نہ آسکتا تھا۔ لیکن اون کو تو یہ منظور تھا کہ امت کے لئے مثال قائم کریں تاکہ اگر کوئی شخص فقر و فاقہ کی مصیبت میں گرفتار ہو تو اون کے حالات و تکالیف یاد کر کے بیضرے نہ کرے اور ان مصائب کو فانی سمجھ کر خداوند کریم کی رضا پر نظر رکھے اور جن کو خدا نے صاحب

ثروت و مقدرت کیا ہے وہ اوس کا شکر اس طرح بجالائیں کہ اپنے محتاج و مفلس بھائیوں کی رعایت و اعانت کریں اور اُن سے بہ غُلج مروت پیش آئیں۔ تفسیر لوامع التفریل میں علیہ صرح حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام علامہ البوزار سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ نے شرح اور مدلل نہد آل محمد کا ذکر کیا ہے اور زہد کے ہر پہلو پر روشنی ڈال کر آل محمد ہی کو دہد حقیقی کا مظہر ثبوت

سخاوت جناب فاطمہ زہرا ایک روز جناب رسالت مآب نماز عصر پڑھ کر بیٹھے تھے۔

اوس کی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی پردیسی ہے اور نہایت مفلوک و پریشان حال ہے اوس نے آکر پیغمبر خدا کو سلام کیا اور کہا کہ یا نبی اللہ میں بھوکا ہوں۔ کھانا کھلاؤ مجھے اور برہمنہ ہوں کچھ لباس عنایت کیجئے اور فقیر ہوں۔ زاور راہ مرحمت فرمائے حضور نے فرمایا کہ اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے لیکن میں تجھے ایسا دروازہ بتائے دیتا ہوں جہاں سے کوئی سائل کہی نامواد نہیں پھرا۔ یہ کہہ کر بلال کو حکم دیا کہ اس شخص کو خاتونِ جنت کے دروازے پر پہنچا دو۔ بلال نے حکم کی تعمیل کی اور اوس کو حضرت خیر النساء کے دروازے پر پہنچا دیا۔ اس مرد غریب نے دروازہ پر پہنچ کر آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت النبوة و معدن الرسالة۔ ستیدہ عالمیان نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ کون ہے اوس نے عرض کی کہ میں ایک بڑا عرب ہوں زمانہ کی گردش نے بیوٹن کر دیا ہے اب یہ حالت پہنچی ہے کہ نہ کھانے کو میری پاس کوئی چیز ہے اور نہ پہننے کو لباس ہے زاور راہ سے بھی بالکل عاری ہوں۔ میں نے آپ کے والد ماجد حضرت خیر البشر سے اپنی حاجت و پریشانی بیان کی تھی اوغصوں نے آپ کے در دولت پر مجھے بھیج دیا ہے۔ اب آپ سے اے بنتِ پیغمبر سوال ہے کہ میں بہت بھوکا ہوں کچھ کھانا عنایت کیجئے اور پہننے کو میرے پاس لباس نہیں ہے کوئی کپڑا مرحمت فرمائے اور میرے حال زار پر رحم کر کے ادر راہ عطا کیجئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس وقت سائل نے یہ سوال کیا اوس وقت تین دن سے جناب معصومہ اور حضرت امیر اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقہ سے تھے گھر میں کچھ نہ تھا کہ فاقہ شکنی کرتے۔ مگر خود بھوکے رہنا اور دوسرے کو سیر کرنا اور خود فاقہ کرنا اور سائل کے سوال کو رد نہ کرنا یہ تو اس گھرانے کا خاص چلن ہے یہ کہہ کر ممکن تھا کہ جناب ستیدہ سوال کو سنتیں اور سائل کی حاجت روائی نہ کرتیں۔ آپ نے وہ چمڑا جہر دونوں نبی زاور سے حضرت حسنین سویا کر لئے تھے اوٹھا کر اوس فقیر کو دے دیا۔ اوس نے

کہا یا ستیدہ! میں بھوکا ہوں اس کو لے کر کیا کروں۔ جناب معصومہ کو حضرت سید الشہداء اُحد کی دختر بیبی فاطمہؑ نے بطور ہدیہ کے ایک گلوبند دیا تھا آپؑ نے وہ گلوبند گلے سے نکال کر اوس مردِ غریب کو بخش دیا اور فرمایا کہ اس کو بچکر اپنا کام چلائے۔ امید ہے کہ خدا اس سے بہتر تجھ کو عطا کرے گا۔ سائل نے وہ گلوبند لے لیا اور پھر مسجد میں پیغمبر خدا کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی صاحبزادی نے یہ گلوبند عطا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کو بچکر اپنا کام چلائے امید ہے کہ خدا تیری حاجت برائے گا حضور سرورِ عالمؐ فاقہ کشی میں خالقِ جنت کی یہ سخاوت دیکھ کر ابیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ جب فاطمہؑ دخترِ محمدؐ و ستیدہ دخترِ آدمؑ تجھ کو عطا کرے تو کیونکر تیری حاجت پوری اور شکل آسان نہو۔ عمار بن یاسرؓ نے اونٹ کو عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس گلوبند کو خرید لوں۔ حضور نے اجازت دی اور فرمایا کہ اگر اس کے خریدنے میں جن و بشر تمہارے شریک ہوں تو خدا اون پر کبھی عذاب نہ کرے گا۔ اجازت پا کر حضرت عمارؓ نے اوس فقیر سے پوچھا کہ اس گلوبند کی کیا قیمت لے گا اوس نے کہا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ مجھے پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت کھلاؤ اور ایک بردیمانی اوڑھنے کو اور ایک دینار (اشترنی) زادراہ کے لئے دوکے میں اپنے وطن جا کر بال بچوں سے ملوں۔ فتح جنبر کی غنیمت میں سے جو حصہ حضرت عمارؓ کو ملا تھا اوس میں سے کچھ اون کے پاس باقی تھا اونھوں نے کہا کہ میں اس گلوبند کے معاوضہ میں بیس اشترنی (دینار) اور دو سو روپیہ (درم) اور ایک بردیمانی دوں گا اور گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلا کر اور اپنے اونٹ پر سوار کر کے تجھ کو تیرے وطن روانہ کر دوں گا۔ فقیر حوصلہ سے زیادہ قیمت سن کر کہنے لگا کہ سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا چاہئے بسم اللہ گلوبند حاضر ہے لیجئے اور قیمت ادا فرمائیے عمارؓ یا سرمد اوس کو اپنے گھر لے گئے اور گیہوں کی روٹی اور گوشت کھلایا اور بردیمانی اور دینار و درم اور سواری کے لئے اپنا اونٹ دیا۔ فقیر ہم سب نے کریمِ خدا کی خدمت میں رخصت کے لئے حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے کھانا اور کپڑا بھی ملا اور میں غنی و مالدار بھی ہو گیا۔ یہ کہہ کر اوس نے دعا کی خداوند اسوایتیرے کوئی خدا لائقِ عبادت و پرش نہیں ہے تو ہی ہمارا رازق ہے اور جس کو جس قدر چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کو وہ نعمت عطا کر جو نہ کسی نے آنکھ سے دیکھی اور نہ کان سے سنی ہو۔ پیغمبر خدا نے اوس کی دعا پڑھ کر فرمائی او اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے اپنی کینزِ خاص فاطمہؑ زہرا کو یہ شرف اور نعمت عطا فرمائی ہے کہ اوس کا باپ میں ہوں جس کا مثل خدا نے پیدا نہیں کیا اور اوس کا شوہر علیؑ ہے جو میرے بعد تمام عالم کا سید و امام ہے (۱) اگر علیؑ نہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کھونہ تھا اور خدا نے

فاطمہ کو حسن و حسین ایسے دو فرزند عطا فرمائے جو جو انسان اہل بہشت کے سید و سرور ہیں۔ یہ کہہ کر حضور سلمان و مقداد و عمار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب فاطمہ زہرا دنیا سے رحلت کریں گی تو دفن کے بعد منکر و نکیر ان سے سوال کریں گے کہ تمہارا پروردگار کون ہے وہ جواب دیں گی کہ اللہ ربی یعنی پروردگار میرا خدا ہے پھر نکیر پوچھنے لگے کہ تمہارا نبی و پیغمبر کون ہے وہ کہیں گی کہ میرے باپ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نبی و پیغمبر ہیں پھر وہ سوال کریں گے کہ تمہارا ولی اور امام کون ہے وہ جواب دہی کہ یہ مرد (علی ابن ابی طالب) جو قبر کے کنارے کھڑے ہیں (اوس وقت علیؑ دفن کر نیکی بعد قبر کے پاس کھڑے ہوں گے) اس کے بعد سرور عالم نے فرمایا کہ فاطمہ کا اور فضل و شرف بیان کروں۔ خدا نے چند فرشتے مقرر فرمائے ہیں کہ وہ فاطمہ کی حفاظت کرتے ہیں اور خدمت بجالاتے ہیں۔ اور اوس پر اوس کے والد اور شوہر اور بیٹوں پر درود بھیجتے ہیں (وسیلۃ النجات مولوی محمد حسین خفی) جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے اوس نے گویا میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کی اور علیؑ کی زیارت مثل فاطمہ کی زیارت کے ہے اور فاطمہ کی زیارت بمنزلہ میری زیارت کے ہے اور شخص حسینؑ کی زیارت کرے اوس نے گویا علیؑ کی زیارت کی۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی اور سب اپنے اپنے گھر گئے عمار رحمہ نے اوس گلوبند کو مشک سے خوشبو کر کے اور لیک بردی بانی میں لپیٹ کر اپنے غلام سہمی سہم کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ کے پاس لے کر جا۔ میں نے تجھے معہ اس گلوبند اور بردی بانی کے حضور پر نور کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ سہم پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور گلوبند و بردی بانی پیش کر کے عرض کی کہ میرے مولے عمار بن یاسر نے مجھے معہ ان چیزوں کے حضور میں ہدیہ کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے معہ ان چیزوں کے فاطمہ کو بخشا۔ سہم گلوبند و بردی بانی لے کر جناب سیدہ عالمیاں کے بیت الشرف پر حاضر ہوا اور کیفیت عرض کی۔

هذا على محمد بن محمد بن وهومني بآمره هارون بن موسى الاندلاوني بعد ما سمعته في يوم الجمعة في هذا
على ليل المومنين سيد المسلمين هذا عيبة علي هذا بالي الذي اتى منه هذا الخي في الدنيا والاخرة وهذا معي في
النام الاعلى يعني موفق بن احمد خوارزمي في اس حديث كواخرج كيا به يحيى اور محاسبه اور ان دول شخصوں
نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ انھوں نے (ابن عباس) نے کہا کہ جناب رسالتا نے فرمایا کہ اے ام سلمہ یہ
علی ابن ابی طالب ہیں ان کا گوشت میرا گوشت اور ان کا خون میرا خون ہے اور ان کو مجھ سے وہی نسبت ہے
جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی صرف اس قدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اے ام سلمہ سن
لو اے گواہ ہو کہ علیؑ امیر المومنین اور سید المسلمین ہیں اور یہ میرے علم کے مخزن ہیں اور یہ میرے باب ہیں جو
میرے پاس آئینہ راستہ ہے (یعنی میرے علم کو لوگ علیؑ کے ذریعے حاصل کر سکیں گے) اور یہ دنیا و آخرت

جناب ہٹانے وہ گلو بند معہ بردیانی کے لے لیا اور سہم کو راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ سہم مہنسا اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ کیا مہترک یہ گلو بند ہے کہ اس کی بدولت بھوکے کو کھانا برہنہ کو کپڑا فقیر کو دولت ملی اور بندہ آزاد ہو گیا (ناسخ التواریخ) ایک مرتبہ امیر المومنین نے جناب صدیقہ کا پیرن چھہ درم پر گھر کے خج کی ضرورت سے فروخت کیا۔ زرخش نے کر گھر قشر لٹ لایا ہے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا مولیٰ شکستہ نے وہ درم اوس کو دیدیئے۔ ناگاہ ایک اعرابی ناقد لئے بھٹے آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس ناؤ کو خرید لیجئے۔ سید المسلمین نے جواب دیا کہ بھائی میرے پاس اس وقت روپیہ نہیں ہے اس لئے خریدنے میں تامل ہے اوس نے کہا کہ مجھے قیمت کی جلدی نہیں ہے پھر دیدیجیگا۔ حضرت امیر نے کہا کہ بہتر اؤ اوس ناؤ کو سودرم میں خرید لیا۔ اوس کو لے کر تھوڑی دور چلے گئے کہ ایک شخص ملاد اور اوس نے پوچھا کہ آپ اس ناؤ کو فروخت کریں گے آپ نے کہا کہ ہاں اوس نے ایک سو ساٹھ درم کو وہ ناؤ خرید لیا۔ اس کے بعد وہ اعرابی حاضر ہوا اور کہا کہ اب میرا روپیہ دیدیجئے آپ نے سودرم اوس کو دیدیئے اور باقی ساٹھ درم لا کر جناب معصومہ کو دئے۔ سیدہ نے پوچھا کہ یہ درم کہاں سے لئے آپ نے خرید و فروخت کا حال بیان کیا بعدہ جناب سالتاب کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی۔ سرور عالم نے فرمایا کہ علی وہ اعرابی تھا جس نے تمہارے ماتھ ناؤ فروخت کیا بلکہ وہ جبریلؑ تھے اور جس نے تم سے ناؤ خرید کیا وہ میکائیلؑ تھے اور وہ ناؤ وہ ہے جس پر روز قیامت فاطمہؑ خاتون محشر سوار ہو کر میدان حشر میں آئیں گی (جمع البحرین فی اولۃ الفرقین بحوالہ سیرۃ المحمدیہ و فتاویٰ لجلال الدین سیوطی) ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی اپنی آستین میں ایک سو سوار لے کر جناب رسالتاب کے سامنے آیا اور نہایت گستاخی و بے ادبی سے کہنے لگا کہ اے محمدؐ تم (معاذ اللہ) بڑے جادوگر اور جھوٹے ہو جو کہتے ہو کہ میں پیغمبر ہوں اور ہر سیاہ و سفید پر مسوخت ہوا ہوں اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے سبقتل اؤ جلد باز کہیں گے تو قسم لات دے دیتی کہ میں اس وقت تم کو قتل کر ڈالتا۔ عمر بن خطابؓ خدمت میں حاضر تھے اون کو اوس کی بیہودگی اور یادہ گوئی پر غصہ آیا اور انھوں نے چاہا کہ اس کو اس گستاخی کی سزا دیں۔ پیغمبر نے اون کو منع کیا اور فرمایا کہ نبی کے لئے حلم لازم ہے پھر اوس اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر بڑی مہربانی اور شفقت سے فرمایا کہ بھائی کیا تمہارے قبیلہ بنی سلیم کے یہی اخلاق ہیں کہ تم میرے گھر چڑھ کر آؤ اور میرے مرنے پر ایسی سخت اور غلیظ باتیں کہو قسم اوس خدا کی جس نے مجھے پیغمبر دی ہے کہ آسمان ہفتہ کے باشندوں میں میرا لقب احمد صادق مشہور ہے۔ اے عرب تو میری نصیحت کو سن اور دین اسلام قبول کر تا کہ آتش دوزخ سے تجھ کو نجات ملے اور تو ہمارا برادر دینی قرار پائے

میں میرے بھائی میں اور درجہ اعلیٰ میں میرے ساتھ ہیں۔ دینا بیع المودۃ شیخ سلیمان الحنفی (المولف)

وہ اعرابی حضور کا یہ کلام ہدایت القیام سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنی آستین سے سوسمار کو نکال کر زمین پر ڈال دیا اور کہنے لگا کہ لات وغری کی قسم میں تو کہی مسلمان ہونگا جب تک یہ سوسمار تمہاری پیغمبری گواہی نہ دیگی۔ سوسمار کو جاؤس نے چھوڑا تو وہ ایک طرف کو بھاگی۔ پیغمبر خدا نے فرمایا اے سوسمار۔ ٹہر۔ کہاں جاتی ہے۔ یہ سن کر وہ پلٹی اور آنحضرت کے قریب آکر چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے لگی۔ حضور نے اوس سے کہا کہ تباہیں کون ہوں۔ اوس نے نہایت فصاحت سے جواب دیا کہ آپ محمد

بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد منات ہیں۔ پھر سرور عالم نے اوس سے خطاب کیا کہ تو کس کی عبادت پر تیش کرتی ہے۔ اوس نے کہا کہ میرا معبود وہ خدا ہے بزرگ ہے جس نے گندم کو تنکا فٹ کیا اور جس نے حضرت ابراہیم کو نبوت دے کر خلیل کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور جس نے آپ کو تمامی صفت پر شرف دیا اور اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد اوس نے یہ پانچ شعر پڑھے

الا یا رسول اللہ انک صادق فبوركتم ہدیاء و بوركتم ہایا شریعت لنادین الخلیفۃ بعدہا
کہا کہ اے نبی برحق آپ سچے ہیں مبارک آپ میں مہدی و مادی برہمائے واسطے دین خلیفہ لائے آپ
عبدنا کما مثالی الحمیر الطوائعیا قیاخیر مدعو یا خیر مرسل الی الجنۃ الانس لیک داعیا
تدہو کجش ہمارے خدا تھے جب کبیر خدا کے جنے بنی میں سہوے اچھے ہیں آپ میں جنے حق کے سال اپنے ہیں بہتر
پڑے تھے گویا ہم رب کی عقل پر پھر رسل ہ بھیجے ہوئے سوئے جن ہو یا کون سہوے آپ میں اچھے بلا نیلے مگر
انیت برہان من اللہ واضح فاصحبت فینا صادق القول کیا فبوركتم فی الاحوال حیا و میتا
خدا سے لائے ہیں ان واضح ایسا آپ کہ جس سے ہم میں ہوئے صادق و زکی شہر میں پڑے نہ و مردہ مبارک کی کاسبب
و بوركتم مولود و بوركتم ناشیا + مبارک آپ کی پیدائش و نمونیکسر

یہ اشعار پڑھ کر سوسمار تو خاموش ہو گئی لیکن وہ اعرابی شہر ہو کر کہنے لگا سبحان اللہ ایک سوسمار جس کو میں جنگل سے پکڑ کر لایا اور جس کو نہ عقل ہے نہ شعور وہ تو اس طرح معرفت کا اظہار کرے اور خدا کی وحدانیت اور آپ کی نبوت کی شہادت دے اور میں انسان صاحب عقل و فہم ہو کر اپنے خدا و رسول کو نہ پہچانوں اور قرضائت میں پڑا رہوں۔ یا رسول اللہ ما تمہ بڑا مٹے تاکس میں آپ سے بیعت کروں میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ جل شانہ کے کوئی خدا اور معبود نہیں ہے اور محمدؐ اوس کے بندے اور رسول ہیں۔ جب وہ مسلمان ہو گیا تو پیغمبر خدا نے اصحاب کے حکم دیا کہ اس کو قرآن سکھاؤ۔ اعرابی نے قرآن و احکام دین سیکھے اس کے بعد اوس نے رضعت چاہی

ملہ ان اشعار کا اردو ترجمہ حکیم میر بادشاہ علی صنیاء رحمہ کی روانیت منظومہ سے لیا گیا ہے ۱۷

مرشد

بجائے کہ سر میں دھنیں ہے

حضرت سعد عالم نے اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ روپیہ پیسہ ہے۔ اوس نے کہا کہ میرے قبیلہ میں مجھ سے زیادہ کوئی مفلس و محتاج نہیں ہے۔ یہ سن کر رسالت پناہ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ جو شخص اس کو سواری کے لئے اونٹ لے گا۔ تو خدا اوس کو شتر جنتی عطا فرمائے گا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ میں اس کو ایسی سُرخ بالوں کی اونٹنی دیتا ہوں جو آٹھ مہینے کی گاہن ہے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اس کے عوض میں خداوند کریم جو ناقہ تم کو عطا فرمائے گا اوس کی بھی تعریف سن لو وہ ناقہ زر خالص کا ہوگا اور اوس کے چار پاؤں عنبر خالص کے ہوں گے اور بال اوس کے زعفران کے ہوں گے اور آنکھیں اوس کی یا قوت سُرخ کی ہوں گی اور گردن اوس کی زبرجد کی ہوں گی اور اوس کا کولہان سفید کا فوز خلد کا ہوگا اور ذوق اوس کا سچے موتی کا ہوگا اور ہاتھ اوس کی گوہر آبدار کی ہوں گی اور اوس پر ایک در سفید کا قبہ ہوگا کہ اوس کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر کا حال دکھلایا دیکھا تم اوس ناقہ پر سوار ہو گے اور وہ تم کو لے کر تمام غلہ میں پروا کرے گا اور میرا ایک گاہن جب اوس اعرابی کو ناقہ مل چکا تو حضور پر نور نے فرمایا کہ جو شخص اس کو علامہ دے گا خداوند کریم اوس کو تاج بہشتی پہنائے گا یہ سن کر امیر المومنین نے اپنا عمامہ اوس کو عنایت کیا۔ اُس کے بعد آنحضرت نے کہا کہ جو شخص اس کے لئے زاد راہ مہیا کرے میں ضامن ہوں کہ خدا اوس کو زاد تقویٰ عطا فرمائے گا۔ سلمان فارسی نے پوچھا یا رسول اللہ زاد تقویٰ کیا چیز ہے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ جب دنیا میں تمہارا دم واپسین ہوگا۔ اوس وقت خدا تمہاری زبان پر کلمہ توحید و ذکر پیغمبر جاری کرے گا اور تم مجھ سے اور میں تم سے ملاقات کروں گا۔ یہ سن کر سلمان فارسی اٹھے اور اس فکر میں پھلے کہ کچھ توشہ کی سبیل اوس اعرابی کے لئے کریں سب سے پہلے اہل بیت المومنین کے دروازے پر گئے لیکن اون سبہوں نے معذرت کر کے کہا کہ کچھ موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد سلمان نے خیال کیا کہ خیر النساء کے در دولت پر چلنا چاہئے وہیں سے کوئی صعدت توشہ کی پھلے گی۔ یہ سوچ کر بیت الشرف پر آئے اور سلام کر کے تمام کیفیت عرض کی خباں سیدہ نے کہا کہ بھائی بھئی آج میرے بچوں پر تیسرافاقہ ہے حسین بھوک سے روتے روتے ابھی سوئے ہیں۔ مگر خیر ایک ثواب کا کام نصیب ہوا ہے میں اوس کو رد نہیں کر سکتی۔ اور یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس گرور کھڑا اوس سے ایک صلہ بخا اور ایک صلہ حرام قرض لے کر آؤ۔ سلمان چادر اٹھ لے کر شمعون کے یہاں گئے اور کیفیت بیان کی اوس نے وہ چادر ہاتھ میں لے لی اور اوس کو اولٹ پلٹ کے دیکھنے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ اے سلمان۔ زہد اس کو

کہتے ہیں اور اسی زہد کی جزو قرینیت میں حضرت موسیٰ نے وحی ہے۔ اس کے بعد شمعون کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور ایک صانع خد اور ایک صانع خرمے سلمان کو دئے۔ سلمان نے لاکر خد سیدہ کی خدمت میں پیش کئے۔ جناب صدیقہ طاہرہ نے جو پیش کر روٹیاں پکائیں اور خرمے اور روٹیاں سلمان رو کو دیں اور کہا کہ بابا جان کے پاس لے جاؤ۔ سلمان نے کہا یا سیدہ! ہمیں سے کچھ روٹیاں بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں لے سلمان۔ یہ سب رضائے خدا کے لئے ہے اس میں سے کچھ لینا مناسب نہیں ہے۔ سلمان روٹیاں اور خرمے لے کر حضرت ختمی مرتبت کے پاس آئے۔ حضور نے پوچھا کہ یہ کہاں سے لائے۔ سلمان نے جواب دیا کہ جناب سیدہ کے یہاں سے لایا ہوں۔ حضور نے وہ نان و رطب اعرابی کو دئے رخصت کیا جب وہ اپنے قبیلہ میں پہونچا تو آواز دی کہ اے لوگو! اسلام قبول کرو اور کلمہ شہادت پڑھو۔ اس کے قبیلہ والے یہ سن کر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ تو یہ دین ہو گیا اور محمدؐ کا مذہب اختیار کر لیا جو (معاذ اللہ) جھوٹے اور ساحر ہیں۔ اس اعرابی نے کہا واللہ محمدؐ سچے پیغمبر خدا ہیں اور ان کا دین برحق ہے۔ تم لوگ مبت پرستی چھوڑو اور مسلمان ہو جاؤ تاکہ جہنم سے نجات پاؤ۔ اس کے بعد اس نے تمام واقعہ اپنا اور سوسمار کا بیان کیا اور کلام خدا ان لوگوں کو پڑھ کر منایا۔ خدا اس کے بیان میں کچھ ایسی تاثیر دی کہ اس کے قبیلہ کے چار ہزار آدمی اوسى روز مسلمان ہو گئے۔ اعرابی کا تو وہ حال ہوا اب پیغمبر خدا کا ذکر سنئے کہ خود آنحضرتؐ پر بھی اوس روز تفسیر رفاقہ تھا اعرابی کو رخصت کر کے اٹھے اور اپنے تحت جگر جناب معصومہ کے گھر تشریف لائے۔ جب دستور اوتھوں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور استقبال کر کے ہاتھوں کو چوما۔ رسالت پناہ نے دیکھا کہ بچوں کا چہرہ مبارک زرد ہے اور آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند مہربا یہ کیا حال ہے۔ حضرت بولنے عرض کی کہ بابا جان آج قیسرا دن ہے کہ گھر میں کچھ کھانے کو نہیں ہے۔ جنین بھوک سے رونے پڑے ہوئے ہیں۔ سرور عالم نے دونوں نواسوں کو جگا کر اپنے زانو پر بٹھایا اور ایک ہاتھ جناب فاطمہ زہرا کے گلے میں ڈالا اور ایک ہاتھ حضرت علیؑ کی گردن میں حائل کیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی آہی و ستیدی و مولائی! یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے ہر قسم کی بُرائی اور سبکدست کو دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ کر۔ دعا ختم ہونیکے بعد جناب سیدہ اوتھیں اور اپنے عبادت خانہ میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی بالآخر یہ تیرے پیغمبر محمدؐ مصطفیٰ اور تیرے پیغمبر کے وحی علیؑ رضی اور تیرے پیغمبر کے واسطے جسے

وحیثیں ہیں اور تین دن سے سبک کے ہیں اسی تو اپنے فضل و کرم سے مائدہ نازل کر جس طرح حضرت
 موسیٰ کی قوم کے لئے نازل فرمایا تھا یہ دعا بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک طبق موجود ہو گیا اور اس
 میں گرم اور خوشبودار کھانا تھا۔ حضرت بتول سجدہ شکر کر کے وہ کھانا پیغمبر خدا کے پاس لائیں
 حضرت علیؑ نے کہا اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ سرور کائنات نے فرمایا اے ابوالحسن یہ نہ
 پوچھو کہ کہاں سے یہ کھانا آیا۔ میں خدا کی حمد کرتا اور اس کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھ کو
 دنیا سے رحلت کرنے کے قبل دکھلادیا کہ میری دختر مثل مریم بنت عمران کے ہے کہ جب حضرت
 زکریاؑ مریم کے عبادت خانہ میں آتے تھے تو وہاں اون کے پاس عمدہ اور لطیف غذا دیکھتے تھے اور
 متحیر ہو کر پوچھتے تھے کہ اے مریم یہ نذوق تمہارے پاس کہاں سے آیا وہ کہتی تھیں۔ کہ خدا نے
 بھیجا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بھیجا روزی عطا کرتا ہے۔ اس کے بعد بختیں پاک نے وہ
 کھانا نوش فرمایا (ناسخ التواریخ) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ شاہ حبش نے ایک زرد وند
 قطیفہ حضور سرور عالم کی خدمت میں بطور تحفہ کے بھیجا اس میں تین ہزار اشغال زر خالص تھا
 آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ قطیفہ میں اس شخص کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔
 اور جس کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں سب اصحاب گردن بلند کر کے دیکھنے لگے کہ دیکھئے کون
 شخص اس صفت سے متصف نکلتا ہے۔ حضورؐ پر لوز نے فرمایا کہ علیؑ کہاں ہیں۔ عمار یا سرورؓ کو
 امیر المومنینؑ کو بلا لائے۔ آنحضرتؐ نے وہ قطیفہ اون کو عنایت فرمایا حضرت امیرؑ نے اس کو
 لے لیا اور دوسرے وقت اس کے ٹکڑے کر کے مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیے۔ دوسرے
 دن جب پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنے فرمایا علیؑ کل تم کو تین ہزار اشغال سونے
 کا مال ملا ہے لہذا کل نیم معہ مہاجرین و انصار کے تنہا اے یہاں نہا کر برین گے۔ امیر المومنینؑ نے
 دبے زبان سے بہت اچھا ٹوکہ دیا لیکن متردور ہے۔ دوسرے دن حضور سرور عالم اصحاب
 کو لے کر حضرت امیرؑ کے گھر تشریف لائے اور ذی الباب کیا۔ امیر المومنینؑ باہر نکلے لیکن حیا سے
 چہرہ پر پسینہ جاری تھا کیونکہ گھر میں کھانے کا کچھ سامان نہ تھا۔ عرض پیغمبر خدا معہ اصحاب کے
 تشریف فرما ہوئے اور امیر المومنینؑ اندر جناب سیدہ کے پاس گئے وہاں دیکھا تو ایک دیگ
 گرما گرم کھانے سے بھری ہوئی رکھی ہے اور اس میں سے نہایت لطیف خوشبو آرہی ہے۔
 اپنے اس میں ہاتھ لگایا تو اس قدر بھاری تھی کہ جناب سیدہ کی شرکت سے اس کو اوٹھا
 کر رسول اللہؐ کے سامنے لائے۔ بعد فرارغ طعام پیغمبر خدا صلعم اوٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور جناب

سیدہ سے پوچھا کہ یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا جناب معصومہ نے کہا کہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے حضور سرور عالم نے فرمایا۔
الحمد للہ کہ دنیا سے رحلت کر نیکی قبل خدا نے مجھے میری دختر کا یہ شرف دکھلایا جس طرح حضرت
فکر یا کو مریم بنت عمران کا شرف دکھلایا تھا۔ جناب سیدہ نے پوچھا کہ بابا جان میں افضل
ہوں یا مریمؑ حضور نے جواب دیا کہ تم اپنی قوم میں افضل و بہتر ہو اور مریمؑ اپنی قوم میں افضل
و بہتر تھیں۔ (ناسخ التواریخ)

نزول سورہ النبی ایک مرتبہ حضرت حسن و حضرت حسینؑ بیٹا ہو گئے۔ بیٹوں کی علالت

سے امیر المؤمنینؑ اور سیدۃ النساء العالمینؑ کو تردد و اضطراب ہوا
دونوں بزرگواروں نے شانی مطلق کی درگاہ میں رورو کر دعا مانگی خداوند ارحم الراحمین نے بچوں
کو شفا عطا فرما اور نذر مانی کہ جب دونوں بچے اچھے ہو جائیں گے تو تین روزے رکھیں گے اللہ نے
فضل کیا اور دونوں شہزادے صحت یاب ہوئے اور غسل صحت کیا۔ جناب امیرؑ اور حضرت سیدہ نے
نذر کے روزے شروع کئے والدین کے ساتھ صاحبزادوں نے بھی روزہ رکھا فضہ نے بھی اہلبیتؑ
کی تقلید کی۔ گھر بھر نے روزہ تو رکھا لیکن اوس روز گھر میں افطار کا کچھ سامان نہ تھا امیرؑ نے
فکر مناش میں باہر نکلے اور ایک یہودی کے یہاں سے کچھ گیہوں اجرت پر پیسے کو لاے اور جناب سیدہ
کو پیسے۔ اونھوں نے وہ گیہوں پیسے اور اوس کی اجرت جو ملی اوس کو منگوائے اور اون کو پیسے کر افطار
کے لئے لکھیے۔ اور دھر باری تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اون کا کرم و خدا ترسی سب پر ظاہر ہو پس ایک فقیر
نے دوازدہ پکا کردادی لے خاندان سخا و کرم اہلبیت رسول اکرمؐ میں ایک بوڑھا مسکین فاقہ سے
ہوں کئی دوازدوں پر میں نے سوال کیا مگر کہیں سے کچھ نہ ملا کہ میں فاقہ شکنی کرتا اب آپ کے دوازدے
پر آیا ہوں اللہ میری خبر لیجئے اور کھانا عنایت کیجئے یہ صدقہ سننے ہی اہلبیتؑ سے خبر متیاب ہو گئے۔
جناب امیرؑ اور حضرت سیدہ نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اوس سائل کو بخش دی صاحبزادوں نے بھی
اپنے حصہ کی روٹیاں فقیر کو دیں۔ فضہ نے جو یہ سخاوت و انثار اپنے سیدوں کی دیکھی تو اونھوں نے بھی
اپنے حصہ کی روٹی فقیر کو دیدی۔ فقیر اپنی چھوٹی خوشی و خوشی دعا میں دیتا اور تعریفیں کرتا ہوا چلا گیا اہلبیت
نے معہ فضہ کے پانی سے روزہ افطار کیا اور خدا کا شکر کہ عبادت میں مصروف ہو گئے دوسرے دن
بہر روزہ پر روزہ رکھ لیا کل کی طرح آج بھی امیر المؤمنینؑ گیہوں لائے اور سیدہ عالمیان نے پسینہ اوسکی
اجرت سے جو منگوائے اودان کو پیسے کر شام تک پانچ روٹیاں تیار کیں جب افطار کا وقت آیا تو نماز

پانچ روٹیاں تیار کیں جب افطار کا وقت آیا تو نماز

اپنے فراغت کر کے سجدہ شکر ادا کئے اور سب فطار کرنے بیٹھے ابھی نوالہ نہیں توڑا تھا کہ دروازے پر ایک یتیم نے آواز دی اے اہلبیت پیغمبر میں ایک کن یتیم ہوں میری خبر لینے کو دماں ہے ذباپ۔ اس یتیمی پر محتاج بھی ہوں آج مجھ کو تیسرا فاقہ ہے برائے خدا مجھ کو کچھ دیجئے کہ بھوک سے میرا دم لبوں پر ہے۔ یہ صدائے یتیمی اہلبیت کے دل بھر گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے سب نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی اٹھا کر اوس یتیم کو دیدی اور کہا کہ اگر ہمارے پاس کچھ اور سامان ہوتا تو ہم اور دیتے لیکن ہم شرمندہ ہیں کہ اس سے زیادہ گھریں کچھ موجود نہیں ہے۔ یہ ایشا کر کے سب گھر نے پانی سے وہ روزہ بھی افطار کیا اور خدا کا شکر کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے صبح کو پھر نئے روزہ رکھا اوس روز بھی جناب امیر محبت مزدوری کر کے بولائے جناب معصوم نے شام تک اون کو پس کر روٹیاں تیار کیں۔

تیسرا دن ہے کہ اہل بیت پیغمبر روزے پر روزہ رکھ رہے ہیں حالت قابل تصور ہے بیان میں نہیں آسکتی خصوصاً حسین جن کا سن چھ سات سال سے زیادہ کا نہیں ہے بھوک سے بہت نڈال ہیں۔ اس طرح کی سخاوت و عبادت خاص اہلبیت رسالت ہی کا کام ہے دوسرے کا بھلا کیا دل گردہ ہے جو خوشنودی خدا کے واسطے یہ محنت و مشقت اٹھائے۔ غرض شام ہوئی حسب معمول نماز و سجدہ شکر سے فراغت کر کے دسترخوان بچھایا گیا اور اہلبیت پیغمبر روزہ افطار کرنے بیٹھے۔ چاہتے تھے کہ نوالہ توڑیں کہ باہر سے صدائی کہ اے خاندان رسالت دمعد بن جو دو سخاوت! میں ایک عاجز و ناتواں قیدی ہوں اپنی قوم و قبیلہ سے جدا ملت و خواری کی مصیبت میں مبتلا ہوں آج چوتھا دن ہے۔ کہ ایک ماہ منہ میں نہیں ٹپا کئی روزہ دازوں پر میں نے سوال کیا مگر کہیں سے کچھ نہ پایا اب آپ کے دروازے پر آیا ہوں جہاں سے کوئی سائل کہی نامراد نہیں پھرا۔ بھوک سے میری جان جاتی ہے برائے خدا جنر لیجئے یہ درو بھری آواز من کر جناب علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہرا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور تیار ہو کر فرمایا کہ ہم کو تو بغیر خدا کے آج تیسرا ہی دن ہے اور اس غریب پر چوتھا فاقہ ہے یہ ہم سے زیادہ اس کھانے کا مستحق ہے یہ ہمارے اپنے اپنے سانس کی روٹی اٹھا کر اوس کو دے دی ہماری جائیں اور ہمارے ماں باپ اہلبیت پیغمبر پر فدا ہوں سبحان اللہ کیا ایشا ہے کہ شہزادوں نے بھی اپنے والدین کی طرح اپنی اپنی روٹی اوس سائل کو بخش دی۔ خدا نے بھی اپنے حصہ کی روٹی اوس کو دے دی اور سب نے پانی سے روزہ افطار کیا اور خدا کا شکر بجالائے۔ اور حسب دستور عبادت میں مصروف ہو گئے۔ صبح کو منجانب باری تعالیٰ جبرئیل کو حکم ہوا کہ لوح محفوظ سے سورہ ہل لے لے جس میں آل محمد کی لوح و کتاب ہے لے کر معہ ہشتی کھانے کے ہمارے حبیب پیغمبر محمد مصطفیٰ کی خدمت میں حاضر

ہوا اور بعد درود و سلام کے یہ سورہ پڑھ کر سناؤ اور اون کے اہلبیت کی عبادت و سخاوت کا ذکر خصوصاً حسین کا حال اون سے بیان کرو اور کہو کہ یہ طعام بہشتی لے کر فاطمہ و علی کے پاس جائے اور اون کے ساتھ نوش فرمائے جبریلؑ حکم پالتے ہی سورہ ہل لائے اور غذائے بہشتی لے کر حضرت خنی مرتب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل کیفیت عرض کی۔ اس سورہ میں ایفاء نذر کرنے اور مسکین و یتیم و اسیر کھانا کھلانے کا حال مذکور ہے اور حنبت کا بیان کیا گیا ہے لیکن چونکہ یہ سورہ خاص اہلبیت پیغمبر کی شان میں ہے اس لئے جناب فاطمہ زہرا صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے پاس و لحاظ سے باوجود حنبت و رضوان کے ذکر کے خداوند کریم نے حوروں کا ذکر نہیں فرمایا۔ غرض جبریلؑ سے یہ تمام واقعہ سن کر رسول اللہ بہت فرحناک و خوشحال ہوئے لیکن فاسوں کا حال سن کر رونے لگے جبریلؑ نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ حضرت جبرائیلؑ کے گھر قدم رنجہ فرمائے اور اون سے اور علی مرتضیٰ سے جدا جدا ہمارا سلام کہئے اور حسن و حسینؑ کو پیار کیجئے۔ اور یہ سورہ اون کو سنائے اور یہ نعمت جو خدا نے بھیجی ہے اپنی آل کے ساتھ تناول فرمائے حضور سرور عالم خدا کا یہ فضل و کرم دیکھ کر خوش خوش جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے وہاں دیکھا کہ دونوں نواسے صغف سے بہت نڈھال ہیں اور اون کے سر ٹٹنے حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ بیٹھی ہوئی ہیں پیغمبر خدا کو دیکھ کر سب خوش ہو گئے۔ اور تعظیم و استقبال کے لئے دوڑے پیغمبر خدا نے حسینؑ کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور سینہ سے لگایا جناب سیدہ اور حضرت امیر کو خدا کا درود و سلام پہنچایا اور سورہ ہل لائے کی تلاوت فرمائی۔ خدا کا یہ لطف احسان دیکھ کر اہلبیت سجدہ شکر ادا کیا اور سبے طعام بہشتی نوش فرمایا۔ علامہ زنجشیری (سنی المذنب) نے کشاف میں ابن عباس سے اس واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن و حسینؑ بیمار ہو گئے پیغمبر خدا معہ حضرت ابوبکر و عمرؓ کے اون کی عیادت کو تشریف لائے اور کہا کہ اے ابوالحسن اپنے فرزندوں کی صحت کے لئے نذر مانو تو بہتر ہے پس امیر المؤمنین اور سیدۃ العالمین اور فضہ نے تین تین روئے رکھنے کی منت مانی جب صابن جڑوں کو شفا ہوئی تو سب نے نذر کے روئے رکھے لیکن اون کے پاس افطار کا کچھ سامان نہ تھا۔ علی مرتضیٰؑ شمعون یہودی کے یہاں سے تین صلح جو قرض لائے اس میں سے ایک صلح جو جناب سیدہ نے پیس کر پانچ روٹیاں بچائیں جب پانچون آدمی یعنی جناب امیر اور سیدہ اور حسینؑ اور فضہؑ افطار کرنے بیٹھے تھیں کہ ایک سائل نے صدی السلام علیکم لے اہلبیت محمدؐ میں ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کچھ کھلاؤ خدا تم کو مایہ حنبت نصیب کے سبے اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں اوس کو دیدیں اور پانی سے افطار کر کے سو رہے دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور افطار کے وقت ایک تیمم نے سوال کیا اور سب نے اپنا کھانا اوس سے دیدیا اور پانی سے افطار کر لیا۔ تیسرے دن

پھر بعد رکھا اوس روز ایک قیدی نے افطار کے وقت سوال کیا اور سنے اپنا کھانا اوس کو بخش دیا۔ صبح کو امیر المومنین صاحبزادوں کو پیغمبر خدا کے پاس لگئے اوس وقت دونوں بنی زائدے بھوک کی شدت اور ضعف سے پڑیا کئے پھول کی طرح کانپ رہے تھے رسول اللہ ﷺ حالت دیکھ کر تیار ہو گئے اور پوچھا کہ یہ کیا حال ہے جے دیکھ کر میرے قلب کو صدمہ پہنچ رہا ہے پھر آپ حضرت علیؑ کے گھر گئے اور جناب معصومہؑ کو دیکھا کہ وہ عمارت عبادت میں ہیں اور حالت یہ ہے کہ شکم اقدس لٹت مبارک سے لگایا ہے اور آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں پیغمبر خدا کو یہ حالت دیکھ کر سخت ملال ہوا۔ فوراً جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا محمد خداوند کریم آپ کو آپ کے اہلیت کے بارے میں تہنیت دیتا ہے اور یہ آیت پڑھی **وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مَكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا** (سورہ ہل اتے) یعنی خدا کی محبت میں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں امام واحدی (سنی المذہب) نے بھی اس روایت کو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اسناد سے لکھا ہے اور نیز محی الدین العربی نے اپنی تفسیر میں اوس کو بیان کیا ہے۔ تفسیر نیشاپوری و بیضاوی و رازمی (المنشی) میں بھی سورہ ہل اتے کے نزول کا سبب یہی واقعہ بیان کیا ہے۔ شیخ سلیمان الحنفی نے علامہ حمونی کے حوالہ سے کتاب نیابیع المودۃ میں اس روایت کو نقل کیا ہے آخر روایت میں لکھتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا نے جناب سیدہ کو بایں حالت مصروف عبادت دیکھا تو فرمایا **وَاعْتَنَاهُ اللَّهُ اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ مِمَّنْ تَوَدَّ** جو عاقل بنط جبریلؑ فاختراہ ہل اتے علی الانسان حین من الدہس لہ یکن شیشا مذکور۔ الی آخر السورہ۔ یعنی فریاد ہے خداوند اہلیت محمدؐ بھوک سے مے جلتے ہیں پس جبریلؑ نازل ہوئے اور سورہ ہل اتے آخر تک پڑھ کر سنائی۔

مختلف حالات فضائل

ایک روز جناب خیر النساء اپنے پدر بزرگوار حضرت رسولؐ منار کے بیت الشرف میں تشریف لے گئیں حضور سرور

عالم نے حسب دستور تعظیم فرما کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد غصے کی لکڑی کی ایک چوڑی تختی عنایت فرمائی اور کہا کہ اس میں جو لکھا ہے اس کو یاد رکھو۔ خاتونِ حبیب نے جو اوس کو پڑھا تو اوس میں یہہ نضالِ حبج تھے۔ (۱) جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان لایا ہو۔ اوس کو لازم ہے کہ اپنے ہمسایہ اور پناہندہ کو ضرر و نقصان نہ پہنچائے۔ (۲) جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور سپر واجب ہے کہ اپنے ہمان کی بزرگداشت و خاطر داری کرے۔

(۳) جو شخص خدا کی ذات اور قیامت کا مقرر ہو اوس کو چاہئے کہ اچھی اور نیک بات منہ سے نکالے ورنہ زبان بند رکھے۔ (ناسخ التواریخ) ایک مرتبہ جناب رسالت پناہ نے حضرت سیدہ النساءؑ

اہل جنت کے فضائل میں بیان فرمایا کہ بروز قیامت جبریلؑ ایک ناقہ بہشتی لیکر فاطمہ الزہراؑ کی خدمت میں پہنچے گے کہ اوپر ریشمی جھول پڑی ہوگی اور اس کی ہمار موتیوں کی ہوگی اور پالان مرجان کا ہوگا سیدہ اوپر سوار ہوں گی اور ایک کھملا لکھ دہنیں اور بایں طرف جلوں ہونگے سواری کے گئے منادی ندا کرتا ہوگا کہ اے اہل محشر! اپنے اپنے جھبکا لو اور آنکھیں بند کر لو کہ لفظ المصطفیٰ دختر سیدہ دنیا خاتونؑ یوم النہر اجنب فاطمہ الزہراؑ حجت کو تشریف لیجا رہی ہیں جب سواری بہشت کے دروازے پر پہنچی تو وہ توقف فرمائیگی اور بہشت کی طرف نظر کریں گی۔ اس وقت منجانب باری تعالیٰ ندا آئے گی کہ اے فاطمہ بنت محمدؑ توقف کا کیا سبب ہے میں نے تجھ کو بہشت میں جائیگی اجازت دیدی ہے۔ خاتون محشر عرض کرے گی کہ اے میرے پروردگار میں جانتی ہوں کہ تو اپنے فضل و کرم سے آج کے روز میری قدر و منزلت کو ظاہر

صحیح البیاض

اوس وقت باری تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا کہ میرے تمام بندوں کی طرف نظر کر جس کے دل میں میری اور میرے ذریعہ اولاد کی محبت ہو اس کو جنت میں داخل کرو اس وقت خاتون جنت اپنے اور اپنی ذریعہ کے محبوب اور دوستوں کو اس مجمع حشر سے نکالے جنت میں داخل ہونے کا حکم دینگے وہ سب جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور دروازہ بہشت پر پہنچ کر جائینگے منجانب باری تعالیٰ آواز آئے گی کہ تم لوگوں کے حق میں میرے حبیب کی دختر نے شفاعت کی اور میں اس کو قبول کر کے تم کو جنت میں جائیگی اجازت دی اب تم لوگ بہشت میں کیوں نہیں جاتے۔ وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے بھتیجے والے پروردگار ہماری آرزو ہے کہ آج کے دن ہماری قدر و عزت کا اظہار فرمایا جائے پس خاتون عزوجل فرمائیگا کہ اے میرے دوستو اس مجمع میں سے جس جس شخص نے فاطمہؑ کی اور اس کی اولاد کی دوستی و مودت کی وجہ سے تمہارے ساتھ کوئی نیکی کی ہو اس کا نام لے کر لو اور جنت میں لے جاؤ۔ پس اس مجمع حشر میں بجز مشرکین و منافقین کے کوئی دخل جنت سے محروم نہ رہے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مجھ سے امیر المؤمنین نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت خدیجہ بنت جعفرؑ فاطمہؑ زہراؑ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ محزون ہیں اس حضرت نے پوچھا کہ اے نور چشم تمہارا رے حزن و ملال کا کیا سبب ہے انہوں نے عرض کیا بابا جان مجھ کو اس وقت محشر کا خیال آ گیا کہ اس روز لوگ برہنہ اپنی اپنی قبروں سے موقف میں حاضر کئے جائینگے اور ہر شخص اپنے اپنے حال میں مبتلا ہوگا۔ رسالت پناہ نے فرمایا کہ بیشک قیامت کا دن عجب ہولناک ہوگا مگر اے فاطمہؑ مجھ کو خدا کی

جانبے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ جب پہلے میں قبر سے اٹھایا جاؤں گا اور میرے بعد میرے چچہ
حضرت برہم خلیل اللہ اور اہل ان کے بعد تمہارے مٹو ہر علیؑ ابن ابی طالب قبر سے برآمد ہوں گے اور ان کے
بعد جبریلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تمہاری قبر پر آئیں گے اور سات قبہ لڑکے نصب کریں گے پھر
اسرافیلؑ تین نخلے نور کے لے کر حاضر ہوں گے اور آماد دیں گے کہ لے بنت محمدؑ اوٹھو اور سوختہ شتر
میں حاضر ہو پس تم بہ اطمینان قلب مستور اوٹھو گی اور اون خلیوں کو پہنچی پھر ایک فرشتہ نذوقائلؑ
قد کا ایک شتر لے کر حاضر ہوگا۔ جس پر ہودجِ ندین نصب ہوگا پس تم اوپر سوار ہوگی اور نذوقائلؑ
اوس کی ہار پکڑ کر ملیں گے ہزار سال ایک دھورین جلوں ہوں گی۔ حضرت مریمؑ بنت عمرانؑ اور حضرت
علیہؑ تمہارا استقبال کریں گی پھر تمہاری والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد ستر ہزار فرشتوں کو لے کر تم
سے ملاقات کریں گی پھر حضرت حمادہؑ آسیہ بنت مزاحمؑ تمہارا استقبال کر کے تمہارے ہمراہ ہوں گی
جب تمہاری سواری اوس مقام پر پہنچے گی جہاں اہل محشر جمع ہوئے تو منادی بچارے گا کہ لے
اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہؑ بنت محمدؑ گذر جائیں اوس وقت تمہاری جانب بھر حضرت برہم
او علیؑ ابن ابی طالب کے کوئی نہ دیکھے گا۔ بعد اس کے لے کا ایک منبر نصب کیا جائیگا کہ جس کے سات پایہ
ہوں گے اوس کے اطراف ملائکہ اور حدیث کھڑی ہوں گی اور تمہارے نزدیک حضرت حمادہؑ اور حضرت
آسیہؑ ہوں گی تم اوس منبر پر چلوں کر و گی۔ اوس کے بعد جبریلؑ آئیں گے اور کہیں گے کہ لے سیدہ اپنی
حاجت عرض کرو اوس وقت تم عرض کرو گی بار اہا میں حسنؑ و حسینؑ کو دیکھنا چاہتی ہوں پس تمہارے
دونوں فرزند حاضر ہوں گے اس طرح کہ حسینؑ کے گلے سے خون جاری ہوگا اور اوس وقت تم فریاد
کر و گی خداوند! ظالموں سے میرا انتقام لے۔ تمہاری فریاد سن کر خدا نے قہار غضبناک ہونگا۔ اور
اوس کے حکم سے تمہارے ساتھ تمہاری اولاد کے دشمنوں کو جہنم اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اس کے بعد
جبریلؑ پھر کہیں گے کہ لے سیدہ۔ اور جو حاجت ہو خدا سے طلب کرو اوس وقت تم کہو گی کہ لے
میرے پروردگار میرے اور میری اولاد کے دوستوں پر رحم فرما اور اہل ان کے گناہوں کو بخش دے
پس خداوند کریم تمہاری دعا کو قبول فرمائیگا اور وہ سب مغفورین تمہاری ملامت میں جنت کی
طرف روانہ ہوں گے جب تم وجہ جنت پر پہنچو گی تو بارہ ہزار حدیث استقبال کریں گی اور جب تم
جنت میں داخل ہو گی تو حضرت آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء تمہاری زیارت کو آئیں گے۔ خدا
فاطمہؑ زہراؑ نے عرض کیا بابا جان مجھے یہہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ بعد آپ کے میں زندہ رہوں
اور قیامت تک آپ سے نہ ملوں اور جبار ہوں۔ حضور سرور عالم نے فرمایا لے لے فریادیدہ اہل بیت میں

سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی۔ افسوس ہے اوس شخص پر جو تمہارے اوپر ظلم و ستم و عداوت کے اور خوشحال اوس شخص کا جو تمہاری نصرت کرے (ناسخ التوابیخ) شیخ سلیمان الحنفی نے حدیث متذکرہ کے کتاب بیایح الودۃ میں بلا اختصار یوں نقل کیا ہے۔ اذ کان یوم القیامۃ نادى منہ من جنان العرش یا اهل القیامۃ اغضوا البصائر لعلکم فاعلموا انکم فیما انتم فیہ من فضل لدی فیضی اللہ لبتی ورب الکعبہ ثم تقول اللهم اشغنی فین بکی علی مصیبتہ فتضعها اللہ فیہم۔ الحدیث یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ بروز قیامت بلقان عرش سے منادی نداؤں گا کہ اے اہل عرش انہیں بند کر دو کہ دختر سید الانبیاء فاطمہ زہرا حسین کا خون آلود کرتے ہوئے گذر جائیں۔ پس وہ عرش کو کہہ کر کہیں گی خدایا تو حیا را عادل ہے میرے اور اوس شخص کے درمیان فیصلہ کر جس نے میرے فردن کو قتل کیا۔ پس قسم خدا کی اللہ جل شانہ میری بیٹی کے موافق حکم نے گا پھر وہ کہیں گی اے میرے پروردگار جو شخص میرے حسین کی مصیبت پر رویا ہے اوس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما پس خداوند کریم فاطمہ کی شفاعت حسین کے رونیوالوں کے حق میں قبول فرمائے گا۔ ابواسحاق اسفرائینی نے بھی اس روایت کو نور العین فی مشہد الحسین میں بہ تغیر بعض الفاظ نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عید کا زمانہ قریب آ گیا، جنہیں ملنے اپنی مادر گرامی قدر جناب صدیقہ طاہرہ سے کہا کہ لوگوں نے اپنے اپنے بچوں کے لئے کپڑے بنوائے ہیں آپ نے ہمارے لئے نہیں بنوائے اماں جان ہکو بھی نئے کپڑے بنوادیجئے۔ جناب خیر النساء اپنی نود چشموں کی بھولی بھولی بائیں منکر ہنسی ناوردی پر غلین ہوئیں لیکن اون کے پہلانے کو کہہ دیا کہ بیٹے تمہارے کپڑے ددزی کے یہاں ہیں (۱) جب عید کی رات آئی تو ایک شخص نے جناب معصومہ کے دروازہ پر آکر آواز دی آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے اوس نے کہا کہ اہا جنزادوں کے کپڑے نیا کر کے لایا ہوں جناب سیدہ نے اس خیال سے کہ جناب سرور عالم نے پیچھے ہیں وہ کپڑے لے لے صبح کو جب حضور پر نور تشریف لائے اور کپڑوں کا ذکر ہوا تو حضور پیغمبر خدا نے بتلادیا کہ وہ کپڑے لانے والا ددزی نہ تھا بلکہ جبریل تھے چونکہ تم نے رکوں سے کہا تھا کہ کپڑے ددزی کے یہاں ہیں اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ تمہاری بات صرف بچوں کے پہلانے کی حد تک محدود رہے اوس نے جنتی لباس تمہارے بچوں کے لئے بھیج دئے۔ یہ سن کر جناب معصومہ سجدہ شکر بجالائیں۔ (۲)

(۱) دامن ہو کہ بچوں کے پہلانے کے لئے اگر کوئی بات خلاف واقعہ کہی جاوے تو وہ کلاب میں شرفا و عرفا و اہل نہیں ہے۔ ۱۲ الموالید

ایک مرتبہ حضرت خیر النساء علیہا السلام جو کہیں جناب سرور کائنات بیاری کا حال سن کر اون کے دیکھنے کو فرستیں۔
اُسے اوجھل پوچھا۔ سیدہ نے کہا کہ بابا جان کچھ کھانا ہوتا تو میں کھاتی مجھے مجھ کو معلوم ہوا ہی ہے۔ یہ
مٹکر حصہ اوٹھے اور طاق پہ سے ایک طبق اُتارا اور جناب سیدہ کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ اس کو نوش
کر و اس طبق میں مویز اور مدنی اور انگوڑ تھے۔ بسم اللہ کہہ کر خبثت پاک نے اُس کو نوش فرما کر شروع کیا
کہ اتنے میں ایک فیکر نے دروازے سے نڈا دی السلام علیکم مجھے کچھ کھانا عنایت کیجئے سرور عالمؑ
فرمایا اے شقی دور ہو۔ حضرت بتول نے کہا کہ بابا جان آپ مسائل کو جھڑکتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ
افیر نہیں ہے بلکہ شیطان ہے فیکر کی صودت بنا کر اس کھالے میں سے حصہ مانگنے آیا ہے اللہ یہ کھانا۔
بہشتی ہے جس سے خدا نے اسے محروم کیا ہے۔ (زائخ التواریخ)

علم و عباد

جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا وسلم علی ایہا علیہا السلام علم کا
پرویش پائی پیغمبر بھی وہ پیغمبر جو معرفت الہی اور مکام اخلاق کی ایسی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوا تھا۔
جس میں کسی فرائض و عبادت کی گنجائش ہی نہیں ہے اور جس کی تعلیم کے بعد قیامت تک کسی فرد تعلیم
کی ضرورت باقی ہے چنانچہ اسی مقدس معلم کی تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ جناب فاطمہ ابتدا ہی سے حسن
اخلاق کا نمونہ تھیں۔ (رکبن میں آپ کا کھیل خدا پرستی اور تقصیر قلب کی کوشش کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ کی
فطرت سلیمہ کا تقاضا یہی تھا کہ معمولی آدمیوں کی لڑکیوں کی طرح ہو و لعب و در میاں کھیلوں میں اوقات
جائیں کرتیں بچپن ہی سے آپ کو پیغمبر خدا نے وہ تعلیم دی کہ آخر میں عامی قوم کو حضرت عائشہ کے اس کلام
کی تصدیق کرنا پڑی کہ فاطمہ زہرا کے سوا محاسن اخلاق و سیرت و صداقت و سکینہ و عمار میں پیغمبر خدا کا مثل
کوئی نہیں ہے۔ ابتدائی سے علوم لدنیہ و احکام ربانیہ کی تعلیم حضور نے آپ کو دی جو وحی پیغمبر خدا پر نازل
ہوتی تھی وہ عموماً سب سے پہلے آپ کو معلوم ہو جاتی تھی۔ منقول ہے کہ نزول وحی کے وقت پیغمبر خدا کے
پاس اکثر حنین رہا کرتے تھے اور وحی کی آواز سن کر کہتے تھے اور جب اپنی والدہ کے پاس آتے تھے۔ تو یہاں
کہا کرتے تھے اور جب امیر المؤمنین گھر میں آتے تو جناب سیدہ سے وہ آیات سن کر تعجب سے پوچھتے کہ تمہیں ان آیات
کا علم کیونکر ہوا وہ کہتی تھیں کہ بابا جان پر جو وحی آئی تھی اُس کو تمہارے قرونڈے سن کر مجھ سے بیان
کیا ہے ایک روز جناب امیر گھر میں ایک مقام پر پوشیدہ بیٹھ گئے جب حضرت عامر بن منقر نے ان کا بیان کر کے
پاس سے وحی سن کر آئے اور جناب سیدہ سے بیان کرنا چاہا تو وہ ان کو روک گئی اور بیان نہ کر سکے جناب سیدہ
کو تعجب ہوا امام حسنؑ نے کہا اماں جان آپ تعجب کیوں ہمارے بزرگ سن رہے ہیں اون کے سوتے نے مجھے

روکتا ہے یہ شکر امیر المؤمنین باہر نکل آئے اور امام حسنؑ کو گود میں لے کر پیاد کیا۔ - احادیث صحیحہ سے
صحیح ثابت ہے کہ جناب سیدہ کو علم لدنیہ حاصل تھا۔ علیہ السلام ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ انما بیننا
العلم علی کتفہ والحسب والحقین حیوطة وفاطمة حلقہ۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے صاحب الفردوس
احمد بن عباسؓ کی بیان کی ہوئی حدیث میں اس قدر اضافہ ہے۔ - والاعلمین بعدی عمودہ یوزون۔
اعلم المحبین لنا والبعضین علیہ السلام کتاب ینایح المودۃ) یعنی ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے یہ حدیث
منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں میزان علم ہوں اور علیؓ اوس کے پرہ اور حسنؓ و حسینؓ اوس کی ڈھلیا
اور فاطمہؓ اوس کی علاقہ اور میرے بعد جو آئندہ پیدا ہوں گے وہ اوس کے عمود ہیں اور اس میزان میں ہمارے
دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ - فاطمہؓ متقی کی کتاب کنز العمال میں یہ حدیث
منقول ہے۔ - انی لکم ذرۃ وانکم ولادون علی الحوض عوضہ ما بین حنعا الی بصرہ فیہ عبد اللہ لکوا
من قدامان الذہب الغضہ فانظر لکیف تخلصونی فی الثقلین قبل ما الثقلان یا رسول اللہ فاما
لاکبر کتاب اللہ احد طرفہ فبید اللہ وطرفہ باید کہ تم کو ابہلن تزلو ولا تفلوا ولا اصغر عرقی
وافضال ینقر قاتحہ یرد علی الحوض وسالت لہما ذاک ربی فلا تفلدوہما فہلکوا ولا تفلدوہما
فانہما اعلم منکم۔ طبرانی نے یہ حدیث زید بن ارقم سے نقل کی ہے اور سید نور الدین مہمودی نے
جامعہ العتھرین میں بعد ذکر حدیث ثقلین کے حاکم کی کتاب مستدرک سے یہ نقل کی ہے۔ - واخذہ طبعاً
وذام فیہ عقیب قولہ افضل ینقر قاتحہ یرد علی الحوض سالت ربی ذالک لہم فلا تفلدوہما فہلکوا
ولا تقصروا عنہما فہلکوا ولا تفلدوہم فانہما اعلم منکم۔ - یعنی فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ میں تمہارا
پیش رو ہوں اور تم لوگ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے جو بے انتہا عرض ہے اور اوپر سوسنے
چاندی کے بے شمار پیلے ہوں گے۔ - دیکھو تم لوگ ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ اور سلوک میرے بعد کر گے
کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ثقلین سے آپ کی کیا مراد ہے حضورؐ نے جواب دیا کہ ثقل اکبر کتاب اللہ
ہے کہ اوس کا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک تمہارے ہاتھ میں ہے پس اوس کو تم مضبوط رکھو
چھ اوس کے احکام کی پورے طور پر تعمیل کرو تاکہ نفرتیں و کدورتیں میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور ثقل اصغر میری
عزت الہیہ (یعنی علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ و باقی ائمہ ہدی) میں اور یہ دونوں کبھی آپس میں جدا
نہیں رہیں گے اور ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے اور میں نے ان کے بارے میں
حکایت دعا کی ہے پس تم ان پر تھم نہ کرو اور ان کے اطاعت میں تعمیر و کوتاہی عمل میں نہ لگو ورنہ ہلاک
ہو جاؤ گے اور نہ ان کو کسی جہالت کی تعلیم ہو گی کہ تم کو کچھ دینا ہے۔

نَوَصَّلَ اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ ۝ سلمان فارسی نے اس دعا کیا کہ لیا وہ کہتے ہیں کہ میں ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کو جنہیں بخارا آتا تھا یہ دعا تعلیم کی اور وہ سب اس دعا کی محنت سے اچھے جناب فاطمہ الزہراؑ اس قدر عبادت خدا کیا کرتی تھیں کہ نماز میں گھڑے پہنے سے

عجبات

تھیں اور مومنین کے لئے دعا و خیر کیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت حسنؑ نے آپ کے تمام شب نماز پڑھتے اور مومنین و مومنات کے حق میں دعائے خیر کرتے دیکھ کر کہا کہ امان جان! آپ دوسروں کے لئے دعا کیا کرتی ہیں اور اپنی ذات کے لئے دعا نہیں مگر تھیں جناب محصورہ نے کہا کہ بیٹا! دوسروں کو اپنے نفس پر مقدم رکھنا چاہئے۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنے ہمسایہ کا کام پہلے کرے اوس کے بعد اپنا کام دیکھے (مابرج البتوة)۔ (ناسخ التواریخ) حسن بصری کہتے ہیں۔ ماکان فی ہذا الامة اعدا من فاطمہ کانت تقوم حق تقوم قدما۔ یعنی اس امت میں جناب فاطمہؑ سے زیادہ عبادت خدا کر نہیوالا کوئی نہیں ہوا آپ محراب عبادت میں اس قدر کھڑی رہا کرتی تھیں کہ پانچ گھنٹے مبارک متوم ہو جایا کرتے تھے۔ (ناسخ التواریخ) مناقب آل اہلبیت

غیرت

غیرت ایک شخص نے جناب سیدہ سے جھوٹ موٹ کہدیا کہ علی بن ابی طالبؑ کی دختر سے نکاح کر لیا ہے جناب سیدہ نے فرمایا کہ کیا یہ بات صحیح ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے خلافت نہیں عرض کیا اور تیری مرتبہ اپنے کلام کا اعادہ کیا۔ سیدہ کو اس سے نہایت غیرت معلوم ہوئی بعد غروب آفتاب جنین و ام کلثوم کو لے کر جناب پیغمبر خدا کے بیت الشرف میں تشریف لائیں۔ امیر المومنین جب باہر سے گھر میں آئے تو معلوم ہوا کہ متولہ فدا اپنے والد بزرگوار کے پاس گئی ہوئی ہیں۔ حضرت امیر کو جتنا سیدہ کا اس وقت نہ ملنا گران گذر لیکن حیا کی وجہ سے حضور سرور عالم کے پاس سے اون کو بکاد سکے مسجد میں جا کر نمازیں پڑھنا شروع کیں غاندوں سے فراغت کر کے تھوڑی مٹی جمع کی اور بطور تکیہ کے اوپر سر رکھ کر آرام کیا۔ سرور عالم نے جناب سیدہ کو مخزون دیکھا کہ اون کے چہرہ مبارک پر پانی چھڑکا اور خود مسجد میں تشریف لائے اور نمازیں مصروف ہوئے ہر دو رکعت کے بعد اپنے ہا کر تے تھے کہ خداوند فاطمہ کے حزن و ملال کو دور فرما۔ نماز سے فرصت کر کے گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب زہراؑ نے ابھی آرام نہیں کیا ہے اور چہرہ مبارک سے حزن ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اوٹھو اے عزیزہ اور حضرت حسن کو خود گود میں لے لیا جناب معصومہ نے حضرت حسینؑ کو گود میں لیا اور حضرت ام کلثوم کا ماتھ پکڑ لیا۔ اس مہیت سے سب اس مقام پر آئے جہاں امیر المومنین سو رہے تھے سرور عالم نے احسن کے پاؤں پر انابلے اقدس پکھڑ فرمایا قہا ابا تراب لینے لے ابوتراب اوٹھو اور ابوبکر و عمر و طلحہ کو بلا لاؤ۔ امیر المومنین خود اوجھڑا کر جنین و ام کلثوم کو بلا لائے۔

جب یہ حاضر ہوئے تو پیغمبرؐ نے امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم کو نہیں معلوم کہ فاطمہؑ میری پانچ جگہ ہے اور میں اوس سے ہوں جو شخص میرے انتقال کے بعد اوس کو ستائے تو میرا ہے کہ اوس نے اوس کو میری زندگی میں ستایا اور جس شخص نے اوس کو میری زندگی میں آدردہ کیا اوس نے جو بلا اوس کو میرے بعد آدردہ کیا حضرت امیرؑ نے عرض کیا کہ مجاہد آپ کا ارشاد دیا کہ حضورؐ نے پوچھا کہ کیا سبب ہو جو تم نے یہ کیا۔ امیر المومنینؑ نے کہا کہ خدا کی قسم کسی نے فاطمہؑ کو غلط خبر دی ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو یا علیؑ۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ خوش ہو گئیں اور اس طرح تہنم فرمایا کہ دندان مبارک کی چمک نمایان ہوئی۔ یہ باتیں سن کر حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و طلحہؓ کو بہت تعجب معلوم ہوا اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو اس وقت بلانے سے پیغمبرؐ کا کیا مقصود ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت امیرؑ کا ہاتھ اس طرح پکڑا کہ اون کی اونچلیوں میں اپنی اونچلیاں شبک کر دیں اور حضرت حسنؑ کو گود میں لے لیا اور حضرت حسینؑ کو امیر المومنینؑ نے اٹھالیا اور حضرت ام کلثومؑ کو جناب سیدہؑ نے گود میں لیا پیغمبرؐ خدا ان سب کو لے کر گھر میں تشریف لائے اور ایک قطیفہ بچھا کر اون کو لٹایا اور خدا کے سپرد کر کے اپنے گھر تشریف لے گئے اور باقی شب نماز میں بسر فرمائی۔ (۱)

آیہ موت و ثعلبی (تفاسیر اہلسنت) میں مذکور ہے اور احمد بن حنبل و ابن حاتم و الطبرانی و البغوی و الکلبی و الحاکم و الدیلمی و الطبری (علمائے اہلسنت) نے عبد اللہ بن عباسؓ سے اخراج کیا ہے عن ابن عباسؓ قال لما نزلت هذه الآية قالوا يا رسول الله من هؤلاء الذين امرنا الله تعالى بمجدهم قال علي بن ابي طالب و فاطمة و ابناهما۔ یعنی ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب یہ آیت موت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ جن لوگوں کی موت کا حکم خدا نے ہو دیا ہے وہ کون ہیں حضورؐ نے فرمایا وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور اون کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ شیخ سلیمان الحنفی اپنی کتاب بیابان البقیۃ میں اس طرح نقل کرتے ہیں۔ قال بطائیف حدیثی ابی عن جابر عن امیر المومنینؑ علیؑ اذا جمعت المهاجرون والانصار الى رسول الله فقالوا ان لك يا رسول الله موقفة ففقتك و فميتك من الوفور و هذه اموالنا مع دمائنا فاحكم فيها يا زاما جورا اعطامنا انت و امسك ما شئت من غير حرج۔ فأنزل الله تعالى عليه الروح الامين فقال يا محمد قل لا اسئلكم عليا

سنة صاحبنا مع التواضع في اس رعایت پر یہ ریمارک کیلئے کہ صاحب اصل لسانی نے اس رعایت کو اس وجہ سے قابل فہم نہیں خیال کیا کہ حضرت علیؑ سیدہ فاطمہؑ اور جناب فاطمہؑ سیدہ النساء ہیں ان کے درمیان کوئی ایسا امر واقع نہیں ہو سکتا جو محتاج اصلاح ہو۔ ۱۲ المولف

الا الموقوف في القرية فقال لما نقضوا ما حمل رسول الله على ترك ما عرضنا عليه الا انك لا تفتلنا على ما كنا
من بعد ان هو لا يفتلنا في جملته هذا ما عظم فانزل الله تعالى يقولون انك لا تفتلنا على الله كما
كانت يشاء الله يحتم على قلبك ومع الله الباطل هو الحق بكلامه انه علم بذات الصلوة فبعد عليهم النبي
فقال هل من حديث قالوا لا قال بضاعتنا اظلمنا فلو انزلنا على من لا يعلم هذه الآية فلو انزلنا انباء
هم فانزل الله تعالى وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات ويعلم ما تعملون .

(حاصل مطلب) یعنی ایک مرتبہ تمام اصحاب ہاجرین و انصار نے حاضر ہو کر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ
آپ بہت سے لوگوں کو نفقہ دیتے ہیں اور اس وجہ سے آپ کو عسرت و تکلیف پہنچتی ہے آپ ہمارے مال
مال کے مالک ہیں لہذا آپ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں غریبوں کو دیجیں اور جب چاہیں ہمارے چھوڑ
دیں پس یہ آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ہم اپنی رسالت کا اجر تم سے کچھ نہیں چاہتے بجز اس کے
کہ تم ہمارے قرا تباروں سے دوستی و محبت کرو جب رسول اللہ نے خدا کا یہ حکم مسلمانوں کو سنایا اور ان کے
پوچھنے پر حضور نے صراحت فرمادی کہ جن قرا تباروں کی محبت و دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علی و فاطمہ
و حسن و حسین ہیں تو جو لوگ منافق تھے باہم کہنے لگے کہ انھوں نے اپنی طرف سے یہ حکم گروہ کو سننا
دیا ہے تاکہ ہم ان کے بعد بھی اہلبیت کی اطاعت کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خبر دی کہ
یہ لوگ آپ پر بہت لنگھتے ہیں اور کیا یہ کریمہ ایمان یوں افری علی اللہ کذب الخ نازل فرمائی جب قوم نے
اس آیت کو سنا تو کہا یا رسول اللہ آپ صادق ہیں ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہیں اوس وقت یہ آیت
کریمہ نازل ہوئی وهو الذی تقبل التوبۃ الخ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور
اون کے گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اوس سے وہ واقف ہے۔ مولوی محمد حسین
الحنفی فرنگی محلی نے بھی روایت مذکورہ الصدر کو اپنی کتاب وسیلۃ النجاة میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے
بعد لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ وظہوم انہم مسئولون اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بروز قیامت تمام آدمیوں
سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سلوک کیا اور آیا اون کے حقوق
موالات کا حقہ بجالائے یا نہیں اور انکی اطاعت فرما بر داری کا جو حکم پیغمبر نے دیا تھا اوس کی تعمیل
کی یا نہیں۔ پس جو لوگ حکم رسول کے مطابق اون کی اطاعت و محبت بجالائے ہیں۔ وہ داخل جنت
ہوں گے اور جنہوں نے اون سے انحراف کیا ہے وہ عذاب و عذوب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ حاکم
نے مستدرک میں یہ حدیث بہ اسناد نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو
میرے بعد میرے اہلبیت کے حق میں بہتر ہو۔ فصل الخطاب میں امام اہلسنت ابو اسحاق ثعلبی

۱) اور تفسیر کبیر میں امام اہلسنت فخر الدین رازی نے بحوالہ تفسیر کشاف زرخشیری علامہ اہلسنت و ربنا بیع المودۃ
 الشیخ الاسلام سلیمان الجعفی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کا سلسلہ جریر بن عبداللہ بکلی صحابی پر
 منتہی ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے الامن متاع علی حب آل محمد مات شہیداً (یعنی آگاہ ہو
 آل محمد کی محبت پر جو مراد وہ شہید مرا) الامن متاع علی حب آل محمد مات مغفوراً (یعنی آگاہ ہو کہ جو شخص
 آل محمد کی محبت پر مراد وہ مغفور مرا) الامن متاع علی حب آل محمد فتحن قبرہ بابان من الجنة (یعنی آگاہ
 ہو کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مراد اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دئے گئے) الامن متاع علی
 حب آل محمد نثر ملک الموت بالجنة لئلا تنکیر (یعنی آگاہ ہو کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مراد اس کو
 ملک الموت اور پھر منکر و نکیر نے جنت کی بشارت دی) الامن متاع علی حب آل محمد یوفی الجنة کماترف
 العروس الی بیت و حجاب (یعنی آگاہ ہو کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مراد وہ پہنچتا ہے جنت میں حبس طرح
 واپن اپنے دولہا کے گھر پہنچتی ہے) الامن مات علی حب آل محمد جعل للہ ذوار قبرہ ملائکہ الرحمۃ (جو
 شخص مراد آل محمد کی محبت پر اللہ نے مقرر کیا اس کی قبر کی زیارت کرنیوالا ملائکہ رحمت کو) الامن مات
 علی بعض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوباً فی عینہ ایں من رحمۃ اللہ (یعنی خبردار ہو جاؤ کہ جو شخص
 آل محمد کے بغض پر مراد وہ قیامت کے دن اس حال سے آئیگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا
 ہوا ہوگا کہ یہ شخص خدا سے تعلق کی رحمت سے مایوس و محروم ہے) الامن متاع علی بعض آل محمد لہ شیم
 وایحۃ الجنة (یعنی خبردار ہو جاؤ کہ جو شخص آل محمد کے بغض پر مراد وہ ہرگز جنت کی خوشبودار سونگہے گا)
 علامہ زرخشیری نے بھی تفسیر کشاف میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور علامہ حموینی (اہلسنت) نے
 بھی اس حدیث کو بلفظہ اخلج کیا ہے۔ امام اہل سنت ابواسحاق ثعلبی نے اپنی اسناد سے حضرت
 امام علی رضا ابن حضرت امام موسیٰ کاظم سے اس طرح روایت کی ہے۔ قال حدثنی ابی قال حدث
 ابی قال حدثنی ابی قال حدثنی ابی علی بن الحسین قال حدثنی ابی الحسین بن علی قال حدثنی ابی
 علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ حرمت الجنة علی من ظلم اہلبیتی واذانی فی عاتقی۔ اس حد
 کا سلسلہ بذریعہ ائمہ معصومین کے حضرت علی پر منتہی ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب لتما تب فرمایا
 کہ حرام کر دی گئی ہے جنت اس شخص پر جس نے میرے اہلبیت پر ظلم کیا اور مجھ کو میری عزت کے پاک
 میں اذیت دی۔ سید علی ہمدانی شیخ المذہب کتاب مودۃ القربی میں روایت فرماتے ہیں عن زائد
 عن سلمان قال قال رسول اللہ یا سلمان من احب اظلم ابنتی فوفی الجنة معی من ابغضها فوفی
 فی النار یا سلمان فاطمہ تنفع فی مائۃ من المواطن الیس من تلك المواطن الموت و القبر و المیزان

والمحاسبہ لمن رضیت عند ابنتی فاطمہ رضیت عندہ ومن خشیته رضی عنہ ^{رضی عنہ} غصبت علیہ ابنتی فاطمہ
 غصبت علیہ ومن غصبت علیہ غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمها ویظلم بعلمها علیا ویل
 لمن یظلم ذریتہا وشیعتہا (ایضاً بیع المودۃ شیخ سلیمان الحنفی) یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ اے
 سلمان جو شخص میری دختر فاطمہ سے محبت رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا اور جو شخص اوس سے
 بغض رکھے وہ جہنم میں ہوگا۔ اے سلمان میرے تحت جگر فاطمہ کی محبت بہت سے موقعوں پر نفع
 پہنچاتی ہے جن میں سے آسان تر مواقع یہ ہیں موت و قبر و میزبان و محاسبہ۔ پس جس سے میری
 دختر فاطمہ راضی ہوئی اوس سے میں بھی راضی ہوا اور جس سے میں اصری ہوا اوس سے خدا راضی ہوا
 اور جس پر میری دختر غضبناک ہوئی اوس پر میں غضبناک ہوا اور جس پر میں غضبناک ہوا اوس پر خدا غضبناک
 ہوا۔ اے سلمان ویل ماضیوں سے اوس شخص پر جو ظلم کرے فاطمہ پر اور جو ظلم کرے اوس کے شوہر
 علی پر اور ویل ہے اوس شخص کے لئے جو اوس کی ذریت اور شیعوں پر ظلم کرے۔

فاصل کا بمبلی کتاب صواعق المحرقہ میں لکھتے ہیں یقولون (ای اہل السنۃ) من ترک المودۃ فی
 اہلبیت رسول اللہ فقد خانہ وقد قال تعالیٰ لا تخونوا اللہ ورسولہ ومن کفر اہلبیتہ فقد کفرہ
 ولقد اجماع افاد۔ فلا تعدل باہل البیت خلفاً + فاهل البیت ہم اہل المسیۃ
 فبعضہم من الانسان خسر + حقیقی وجہ عبادۃ۔ ویوجبون الصلوۃ علیہم فی اقصا
 یعنی اہل سنت کہتے ہیں کہ جس شخص نے اہلبیت پیغمبر کی مودت ترک کی اوس نے پیغمبر کے حق میں خیانت
 کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا و رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور جس شخص نے اہلبیت پیغمبر سے
 کراہت کی اوس نے خود پیغمبر سے کراہت کی۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ اہلبیت رسالت کو خلائق کے
 ساتھ برابر نہ کرو کیونکہ وہ سادات ہیں اون کے ساتھ بغض رکھنا حشران حقیقی ہے اور اون کے
 ساتھ محبت رکھنا عبادت ہے۔ اور نماز میں اہلبیت پر درود بھیجنا واجب جانتے ہیں۔ شیخ الملیل
 فرید الدین احمد بن محمد نیشاپوری عالم اہلسنت فرماتے ہیں من امن بحمد ولہد یومن باہلبیتہ
 فلیس بمومن۔ یعنی جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ پر ایمان لائے اور اون کے اہلبیت پر ایمان لائے
 وہ مومن نہیں ہے۔ امام اہلسنت فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ لما نزلت
 هذه الاية قيل يا رسول الله من قرأ بکتابک هؤلاء الذین وحیت علینا مودتہم فقال علی
 وفاطمہ وابناہما ثبت هؤلاء الاربعۃ اقارب النبی واذا ثبتت هذا واحببنا بکونوا۔
 مخصوصین بمزید التعظیم ویدل علیہ وجہ۔ الاول قوله تعالیٰ الا المودۃ القرۃ

و بعد الاستدلال بر ما سبق الثاني لا شك ان النبي كان يحب فاطمة عليهم قال فاطمة بضعة
منى يؤذي منى ما يؤذي بها وثبت بالنقل المتواتر عن محمد (وآله) وسلم انه كان يحب عليا والحسن
والحسين واذا ثبت ذلك وجب على كل لامة مثل لقوله واتبعوه لعلمكم بقصدن ولقوله تعالى
قليلذ الذين يخالفون عن امره ولقوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله و
لقوله سبحانه لقد كان لكم اسوة حسنة ^{لرسول الله} الثالث ان الدعاء للال من عظيم ولذا جعل
هذا الدعاء خاتمة لتشهد في الصلوة وهو قوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وارحم محمد وآل
محمد هذا التقدير لم يجب حتى غير الال كل ذلك يدل على ان حب آل محمد واجب -

یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابت دار ہیں جن کی محبت و دوستی ہمیں
واجب کی گئی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند (علیہم السلام) ہیں پس
ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابت دار ہیں (جن کا ذکر اس آیت میں ہے) اور جب یہ ثابت ہوا -
تو ان کا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا واجب ہوا اور اس امر پر کئی وجود دلالت کرتے ہیں -
اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قول الا المودقة في العرقي اور وجہ استدلال اسیرہ ہے جو سابق میں بیان
ہو چکی ہے - دوسرے یہ کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیغمبر خدا فاطمہ کو دوست رکھتے تھے - آنحضرت
نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے جو امر اوس کی اذیت کا باعث ہے اوس سے مجھ کو اذیت ہوتی
ہے پیغمبر خدا کی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ وہ علی و حسن و حسین سے بہت محبت رکھتے تھے
اور جب یہ ثابت ہے تو امت پر ان کی محبت واجب ہے عسیا کہ خدا فرماتا ہے واتبعوه لعلمكم
بقصدن یعنی متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ تم ہدایت پا جاؤ اور فیلحد والذین الخ یعنی پرہیز
کرو ان لوگوں سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور قل ان كنتم الخ یعنی اے پیغمبر ہمارے ان
لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی و متابعت کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت
کریے - اور لقد كان لكم اسوة حسنة ^{لرسول الله} یعنی اے لوگو! رسول اللہ کی پیروی تمہارے لئے بہتر ہے تیسرے
یہ کہ آل محمد کے واسطے دعا ایک مرتبہ عظیم ہے اور اسی واسطے اس دعا کو نماز میں خاتمہ شہد قرار
دیا ہے اور وہ یہ ہے اللهم صل على محمد وآل محمد وارحم محمد وآل محمد - اور یہ عظمت بجز آل محمد کے
کسی اور میں پائی نہیں جاتی پس یہ تمام امد دلالت کرتے ہیں کہ آل پیغمبر کی محبت واجب ہے
شیخ الاسلام سلیمان الحنفی کتاب نیایع المودة میں تحریر فرماتے ہیں - اخرج مرفق الخوارزمی
عن ابی محمد القاسم بن جعفر بن محمد بن عبد الله بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب

قال حدثني جعفر الصادق عن ابيه عن حدة عن الحسين قال سمعت جدي رسول الله يقول من احب ان يحيى ويموت مما في ويدخل الجنة التي وعدني ربي فليقول علياً ذوقه الطاهرين امة الهدى ومصابيح الدجى من بعد فانهم لن يخرجوك من باب الهدى الى باب الضلالة - يعني موفق خوارزمي نے اس حدیث کو اس طرح اخراج کیا ہے کہ ابو محمد قاسم نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ یہ سلسلہ اپنے آباء کے کرام کے حضرت امام حسینؑ سے نقل فرمائی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نانا پیغمبر خدا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص چاہے کہ اس کی زندگی اور موت مثل میری زندگی اور موت کے ہو تو اس کو چاہئے کہ ولایت اختیار کرے علی بن ابی طالب کی اور بعد اوں کے اوں کی ذریت طاہرہ کی کہ جو ہدایت کرنے والے اور تارکی ضلالت کو اپنے نور ہدایت سے دور کرنے والے امام ہیں اور وہ تم لوگوں کو باب ہدایت سے باب گمراہی کی طرف جانے نہ دیں گے۔ تفسیر نواسع التنزیل میں سرکار شریعت محمدیہ رحمۃ الاسلام علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہ نے بذیل تفسیر آیہ مبارکہ مذکورہ دلائل تحقیق کر دی ہے۔ فجزاه الله من الاسلام واهله خيراً

(سورة الزمر پارہ ۲۴)

نزول یثین اشکرت لیحبطن عمک

محمد بن علی بن شہر آشوب المازندرانی

بحوالہ صحیح الدارقطنی اپنی کتاب مناقب آل ابیطالب میں تحریر فرماتے ہیں۔ صحیح الدارقطنی ان رسول الله امر بقطع نص فقال للنص قد مته في الاسلام وتامره بالقطع فقال لو كانت ابنتي فاطمة صنعت فاطمة فخرت فنزل جبرئيل بقوله لئن اشكرت ليحبطن عمك فخرن رسول الله فنزل لو كان فيهما ائمة الا الله لفسدتا (سورة انبيا پارہ ۱۸) فتعجب النبي من ذلك فنزل جبرئيل وقال لئن فاطمة صنعت من قولك فهذا لايات لموافقتها الترضى - یعنی صحیح دارقطنی میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص پر چوری ثابت ہوئی۔ پیغمبر خدا نے حکم دیا کہ شرع کے موافق اس کا ہاتھ کاٹا جائے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کل میں اسی تھ سے آپ کے دست حق پرست پر معیت کی تھی اور آج آپ اوسے کے قطع کرنیکا حکم دیتے ہیں۔ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ حکام شرع کی تعمیل میں فضیلت و بزرگی کا لحاظ نہیں کیا جاسکتا اگر خود میری بیٹی ہوئی تو اوپر سے بھی تم شرع جاری کرتا جناب سیدہ نے جو اس کلام کو سنا تو آپ کو رنج ہوا۔ جبریلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے اس نے آیت الایہ اگر تم شریک کرو گے تو تمہارے اعمال جط کر دئے جائینگے اس آیت کو سنکر پیغمبر خدا کو طمانہ واپس خداوند کریم نے اپنے حبیب کی تسلی خاطر کے لئے یہ آیت نازل کی تو کہیں ہمما اللہ الایہ بجز خدا کے اگر کوئی خدا ہوتے تو یقیناً فساد و فحش ہوتا (سورة انبيا پارہ ۱۸) یہ سارے چیزیں

کو تعجب ہوا۔ پھر جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول چونکہ فاطمہ کو آپ کے قول سے ملال ہوا تھا اس واسطے خدا نے عالم میں ان آیات کو ان کی تسکین خاطر کے لئے نازل فرمایا۔ مقصود یہ ہے کہ اس قسم کا کلام جو کسی بشرط سے مشروط ہو قدر منزلت کے منافی نہیں ہوتا۔ اگر فاطمہ کے واسطے اپنے کلام مشروط کہا تو خود خدا نے اپنے واسطے بھی اسی قسم کا کلام ارشاد فرمایا۔

مسوات المہبت یا پیغمبر خدا
صاحب جواہر العقیدین یعنی علامہ مہودی سنی الذہب کتاب
مذکور میں تحریر فرماتے ہیں :- ان الله تعالى جعل اهليته
نبية مطابقة له في اشيائه كثيرة عند فخر الدين الرازي منها خمسة اشياء احدها السلام قال السلام عليك
ايها النبي رحمة الله وبركاته وقال الاهليته سلام على لبيك الثانية في الصلوة على النبي على الال
كله التشهد وغيره حيث لا تكون للصلوة عليه صلى الله عليه واله وسلم الصلاة التبر والالتفات في
الطهارة قال الله عز وجل طه اى طاهوما انزلنا عليك القرآن لتتقى الا تذكرك لمن يخفى وقال
لا هليته نبيه انما يريد الله ليزهبن عنك الرجس لبيك يطهركم تطهيرا والرابعة تحريم الصدقة
قال صلى الله عليه وسلم لا تحل الصدقة لمحمد ولا لاهل بيته قال الله عز وجل قل ان كنتم تحبون الله
فاتبعوني يحببكم الله وانا الهديته قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى (ربنا جع المودة)

یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب و پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت کو بہت
فضائل میں مطابق و مساوی قرار دیا ہے مگر ان کے پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت کی ہے۔
ایک سلام میں کہ خداوند کریم نے اپنے نبی کی نسبت فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ان کی
اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام علی آلہ البیت۔ دوسرے صلوات یعنی درود میں جیسا کہ تشہد وغیرہ میں ہے اور
بغیر آل کو شامل کئے درود ناقص ہے تیسرے طہارت میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب طہ یعنی اے
طاہر یا فرمایا اور ان کے اہلبیت کے لئے آیات طہیر نازل فرمائی۔ چوتھے تحریم صدقہ میں کہ جس طرح پیغمبر خدا
کے لئے صدقہ حرام فرمایا اسی طرح ان کی آل پر بھی صدقہ حرام کیا۔ پانچویں محبت و مودت میں کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا اے پیغمبر کہدو (امت سے) کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تا کہ خدا بھی تم سے
محبت کرے اور اہلبیت کے بارے میں فرمایا کہ اے پیغمبر کہدو (امت) کہ میں تم سے اپنی رسالت کا اجر بجز
اس کے اور کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قریب تباروں (یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین) سے دوستی و محبت کرو و مفصل
ملاحظہ فرمائیے **لوامع التنزیل** مصنفہ حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام علامہ ابو تراب السید علی الحائری محمّد
پنجاب مظاہر تعلقہ جس میں مدلل اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ مخزواہ اللہ عن الدین جزاء حسنہ

خواب

حضرت خالقون جنت نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ جناب سالمتاب اون کو اور علیٰ اون حسنین کو لے کر مدینہ سے باہر گئے ہیں اور ایک مقام پر جہان پانی اور درخت ہیں ایک بیٹھ کر خدیجہ کو اوس کو ذبح کیا اور کباب تیار کر کے سب نے کھائے اور سب مر گئے ہیں۔ جناب معصومہ یہہ خواب دیکھ کر چونک پڑیں اور بہت متردد ہوئیں لیکن پیغمبر خدا سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ صبح کو آنحضرت اون کے گھر تشریف لائے اور اون کو ایک سواری پر موعہ حضرت امیر اور حسنین کے بیرون مدینہ لے گئے اور ایک مقام شاداب و سایہ دار پر پہونچ کر ایک گوسفند خدیجہ اور اوس کو ذبح کر کے کباب بنائے جب سب نے اون کے کھانے کا ارادہ کیا تو جناب سیدہ روئے لگیں۔ سرور عالم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا کہ اے ابا۔ جو باتیں میں نے خواب میں دیکھی تھیں وہ سب اپنے کباب مجھے اس وجہ سے اضطراب و الم لاحق ہوا کہ کہیں آپ اور یہ سب انتقال نہ کر جائیں یہہ سنکر رسول اللہ اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھ کر مناجات کی فوراً جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ایک شیطان ہے کہ اوس کا نام دمار ہے اوس کا قاعدہ ہے کہ یومین کو ایسے پریشان خواب دکھلایا کرتا ہے اسی نے حضرت زہرا کو پریشان کرنے کے لئے یہہ خواب دکھلایا ہے۔ اگر سوتے وقت آدمی سورہ حماد سورہ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ قل اعوذ برب الناس اور سورہ قل ہو اللہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے تو اوس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اس کے بعد جبریل نے اوس شیطان کو حاضر کیا۔ آنحضرت نے پوچھا کہ تو ہی نے یہہ خواب پریشان فاطمہ کو دکھلایا تھا اوس نے کہا کہ ہاں حضور نے اوس پر تین مرتبہ تھوکا اور تین مقام پر اوس کو زخمی کر دیا۔ علی بن ابیہسم نے تفسیر میں آیہ مبارکہ انما الجنوی من الشیطان الذی کے نزول کا سبب سی واقعہ کو بیان کیا ہے۔ (ناسخ التواریخ)

جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی

خطاب با پیغمبر خدا

لا تعجلوا دعاء الرسول بینکم لعلکم بعضکم بعضا (سورہ نور پارہ ۱) یعنی اے لوگو اپنے امثال و اقربان کی طرح پیغمبر خدا کو نام لے کر نہ پکارا کرو بلکہ رسول اللہ کے لقب سے خطاب کیا کرو تو جناب سیدہ نے جو آنحضرت کو یا اباہ (یعنی اے ابا) کہہ کر خطاب کرتی تھیں مبتلا بت حکم ربانی چاہے یا اباہ کے یا رسول اللہ خطاب کرنا شروع کیا۔ دو مرتبہ اس طرح خطاب کرنے پر تو رسول اللہ نے کچھ نہیں فرمایا لیکن جب تیسری مرتبہ جناب معصومہ نے یا رسول اللہ کہہ کر خطاب کیا تو حضور سرور عالم کے چہرہ مبارک سے ناپسندیدگی اور کراہت کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا یا فاطمہ! یہہ حکم خداوندی ہوا ہے تمہارے لئے نہیں ہے اور نہ تمہاری اولاد کے لئے ہے تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ بلکہ یہہ حکم امت کے لئے ہے۔ تم حسب دستور مجھے یا اباہ (ابا) کہا کرو اس سے میرا لب فرحناک اور خدا راضی ہوتا ہے

(خلاصہ التفسیر و مناقب آل ابی طالب محمد بن علی بن شہر آشوب)

زیارت قبور جناب سیدہ عسبہ کے روز صبح کو شہد اکی قبروں کی زیارت کو جایا کرتی تھیں۔ اور حضرت حمزہ سید الشہد اکی قبر کے کنارے کھڑی ہو کر دعائے رحمت کیا کرتی تھیں۔

حجۃ الوداع حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنہ ہجری میں حج کا قصد فرمایا اور تمام قبائل کو جو مسلمان ہو چکے تھے اطلاع دی۔ اطراف و انکاف کے مسلمان حضور کے ہمراہ

چلنے کو حاضر ہوئے۔ امیر المومنین کو حضور نے اس سے پہلے تبلیغ رسالت و انشاءت اسلام کے لئے یمن بھیج دیا تھا چنانچہ آپ نے وہاں اس خوبی سے اسلام کی طرف لوگوں کو بلایا کہ ایک دن میں یہاں کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا جس کو من کر پیغمبر خدا نے سجدہ شکر ادا کیا اور تین بار فرمایا السلام علی ہمدان (ابن خلدون) ہلاہہ اس قبیلہ کے اور اہل یمن بھی جوق جوق مسلمان ہوئے۔ حضور پر پور نے حضرت امیر کو بھی اطلاع کی کہ میں حج کو جاتا ہوں تم کہ میں آکر مجھ سے ملو اور حج میں شریک ہو۔ چونکہ یہ حج پیغمبر خدا کا آخری حج تھا اور اسی وجہ سے حجۃ الوداع کے نام سے موسوم ہے اس لئے آنحضرت نے اس حج میں بہت اہتمام فرمایا کہ جہانک ممکن ہو کل اہل اسلام آپ کے ہمراہ چلیں تاکہ ادب و مناسک حج ادا کر کے احکام خدا کو مکمل دین اسلام میں اون کے بتلانے اور تعلیم دینے کا پورا موقع ملے۔ جناب صدیق طاہرہ فاطمہ الزہرا نے بھی اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حج کا ارادہ فرمایا۔ پیغمبر خدا نے اون کی روانگی کا خاص اہتمام کر کے سواری کے لئے ہودج تیار کر لئے اور اپنی نکل اندراج کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا جناب معصومہ کا قصد دریافت کر کے بہت سی مسلمان عورتیں ہمراہ چلنے کو تیار ہوئیں۔ جناب سیدہ کی سواری حضور سرور عالم کے ہمراہ ماہ ذیقعدہ سنہ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئی۔ اس سفر میں پیغمبر خدا کے ہمراہ اس قدر کثیر مجمع تھا کہ اس سے پہلے کسی نہیں ہوا تھا چنانچہ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ میں ہزار سے زیادہ مسلمانوں کی جمیعت آپ کے ہمراہ تھی جناب سالمتاب اون کو ادب و شریعت و مناسک حج تعلیم کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ بعد سعی کے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی ہنودہ احرام سے نکل کر حلال ہو جائے اور جس کے ساتھ ہدی ہنودہ احرام پر باقی ہے۔ خود حضور سرور عالم کے ساتھ قربانی تھی اس لئے آپ احرام پر قائم رہے۔ لیکن جناب سیدہ کے ساتھ قربانی نہ تھی اس لئے آپ نے احرام کو ختم کر دیا۔ اس عرصہ میں امیر المومنین اہل یمن کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ مکہ معظمہ میں پہونچ کر پیغمبر خدا کی ملاقات سے مشرف ہوئے حضور نے پوچھا یا علی تم نے احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ بار الہا جس نیت سے رسول اللہ نے احرام باندھا ہے اسی

نیت کے میں بھی احرام بابت ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے حج کا احرام باندھا ہے اور اپنے ساتھ قربانی لایا ہوں پس تم اپنی نیت پر قائم رہو اور قربانی میں میرے شریک ہو جاؤ اس کے بعد حضرت امیر نے جناب سیدہ کو رنگین لباس پہننے ہوئے دیکھ کر تعجب سے پوچھا کہ کیا تم نے احرام کو ختم کر دیا۔ آپ نے جوابے یا ہاں یا لا احسن! پیغمبر خدا نے بھی حکم دیا ہے (روضۃ الصفا) مکہ میں پہنچنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی فاذا فرغت فانصب لعل ربك فارغب یعنی جس وقت (حج سے) فراغت ہو جائے تو (علی کو اپنی جانشینی کے لئے) نصب کرو اور اپنے پروردگار کی طرف راعب ہو یا رجوع کرو (۱) اس آیت وانی ہدایہ میں حضرت علی کو جانشین مقرر کرنے کا حکم ہے اور حضور سرور کائنات کی رحلت کو نکاح بھی اشارہ ہے۔ آنحضرت کو اس امر میں تردد و اندیشہ ہوا کہ قوم اس رسالت کو مثل رسالت حکم مودت کے میرے نفس کی طرف منسوب کر کے میری مخالفت و تکذیب کرے گی (تفسیر درمنثور) تاہم آپ نے بروز عرفہ ناقہ نقوی پر سوار ہو کر قوم کی طرف خطاب کر کے اشارۃً فرمایا کہ ایہا الناس میرا زمانہ حلت قریب ہے میں منہاری ہدایت رہبری کے لئے تم میں دو ایسی گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں جو ایک دوسرے سے بزرگتر ہیں اگر تم ان کو اپنا ہادی بناؤ گے اور ان کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت۔ ان دونوں میں باہم کبھی جدائی نہ ہوگی یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے پس تم لوگ اس امر میں پوری احتیاط کرو کہ میرے بعد ان سے کیا سکو

ملہ اس آیت کے یہ معنی حضرات آئمہ اہلبیت پیغمبر کی تفسیر کے مطابق ہیں۔ چنانچہ تفسیر علی بن ابیہم میں حضرت امام جعفر صادق ؑ سے آیت مذکورہ کے یہی معنی مروی ہیں۔ اس آیت کے الفاظ خود بتلا ہے ہیں۔ کہ عبادت محتاج تفسیر ہے کیونکہ محض نظمی ترجمہ یہہ ہوتا ہے کہ جب فراغت ہو جا تو نصب کرو۔ اور اپنے پروردگار کی طرف راعب ہو۔ یہہ ترجمہ مطلب چیز نہیں ہے کیونکہ اس سے یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کام سے فراغت ہوئے کے بعد کیا نصب کرنے کا حکم ہے۔ لامحالہ یہہ ماننا پڑتا ہے کہ آیہ موصوفہ تفسیر و تشریح کی محتاج ہے۔ اہل اسلام میں دو قسم کی تفسیریں ہیں ایک تو وہ جو لفظ ربی آئمہ اہلبیت پیغمبر مروی ہیں اور دوسری وہ جو غیر آئمہ اہلبیت سے مروی ہیں۔

پیغمبر خدا کے اس حکم صریح اور متواتر کے لحاظ سے کہ قرآن و اہلبیت سے علم حاصل کرو اور ان سے منسک رکھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے ہم کو لازم ہے کہ جو تفسیر آئمہ اہلبیت پیغمبر نے نبلائی ہے اسی کو اصل اور واقعی مطلب سمجھیں علاوہ اس کے یہہ بھی ہے کہ اہل البیت اور علی بمافی البیت اسی لئے ہم نے آیہ موصوفہ کا ترجمہ اس طرح فعل کیا ہے لیکن ہم یہاں وہ تفسیر بھی لکھے دیتے ہیں جو علمائے کرام اہلبیت نے فرمائی ہے۔ تاکہ دونوں قسم کی تفسیریں پیش نظر ہونے سے ناظرین کو بلحاظ موقع و سیاق و احوال متعلقہ اس امر کی نسبت بطور حذر رائے قائم کرنے کا موقع ملے کہ آیہ مذکورہ کا دراصل کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ علامہ محمود بن عمر الزمخشری نے تفسیر کثافات میں اور دیگر معتمدین اہلبیت نے بھی اپنی تفسیروں میں وقت

کرتے ہو اور کس طرح پیش آتے ہو۔ چنانچہ صحیح ترمذی میں یہ حدیث اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الكوفي قال حدثنا زيد بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله الانصاري قال ايت رسول الله في حجة يوم عرفه وهو على ناقه القصوى فيصعد يقول يا ايها الناس ان تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا حذوا الله وعاتقوا اهل بيته۔

ملاوہ جابر انصاری کے ابو ذر والی سعد وزید ابن ارقم و حذیفہ بن اسید سے بھی حدیث مذکور نقل ہوئی ہے۔ الغرض اس کے بعد جناب سالمتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمد فرمایا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر حکم خدا کی تعمیل میں اس رسالت کو بالتصریح ادا کروں گا۔ اور حج سے فراغت کر کے حضور مدینہ منورہ سیدہ تمام مسلمانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔ اثنا عشر مرحلت میں جب جناب مہمومہ کی سوار خدیجہ کے قریب پہنچی تو آپ کو وہاں توقف فرمانا پڑا کیونکہ ۱۸ ذی الحجہ کو جب پیغمبر خدا اس مقام پر پہنچے تو یہ آیہ دانی ہایہ نازل ہوئی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فدا بلغت سالمة واللہ یصلک من الناس (سورہ مائدہ پارہ ۶) یعنی اے پیغمبر پہنچا دو اس امر (و یصلی علی) کو جو تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اگر تم ایسا نہ کرو گے تو کوئی تم پر پیغمبری کا کام ہی نہ کیا۔ لوگوں کے شر سے حذاتم کو محفوظ رکھے گا۔ (تفسیر کبیر فخر رازی و تفسیر مردنوشیوطی و تفسیر نیشاپوری و اسباب النزول امام ابو الحسن واحدی و کتاب مناقب ابن مردویہ) منجملہ ان سیر اہلسنت کے صرف دو تفسیروں کی عبارت ہم اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر مردنوشیوطی میں لکھتے ہیں۔ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر

کافہ کے تین منے نقل کئے ہیں۔ (۱) بقول ابن عباس جب نماز سے فراغت ہو جائے تو دعائیں مشغول ہو۔ (۲) بقول حسن بصری جب غزوہ (جہاد) سے فراغت ہو جائے تو عبادت میں مشغول ہو۔ (۳) بقول مجاہد جب نیا سے فراغت ہو جائے تو نماز میں مشغول ہو۔ علامہ موصوف یہ تین معنی بیان کر کے لکھتے ہیں کہ بعض افسیوں (شیعوں) نے روایت کی ہے کہ کافہ بکسر صا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ علی کو امامت پر نصب (قائم) کرو۔ المؤلف

صلیہ امام محدث جلال الدین سیوطی کی جلالت و عظمت علمائے اہلسنت میں یہ ہے کہ مولوی انوار اللہ حنفی حیدرآباد اپنی کتاب افادۃ الافہام میں لکھتے ہیں کہ امام شعرانی (امام اہلسنت) فرماتے ہیں کہ میں نے جلال الدین سیوطی کا لکھا ہوا نسخہ کا کافہ دیکھا ہے جو کسی ایسے شخص کے جواب میں انھوں نے لکھا تھا کہ جس نے اون سے حاکم وقت سننے اپنی سفارش کر لی چاہی تھی اور اس میں امام سیوطی نے یہ لکھا تھا کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں اولیٰ احادیث کی تصحیح کے لئے حاضر ہوا کرتا ہوں جن کو محدثین ضعیف بتلاتے ہیں چنانچہ اب تک پیغمبر مرثیہ میں آنحضرت کی خدمت میں بحالت بیداری حاضر ہو کر فیضیاب ہو چکا ہوں اگر مجھے اس کا حوت نہ ہوتا کہ حاکم کے پاس جانے سے میری حضور نبوی خدمت نبوی میں فرق آجائے گا تو میں ضرور جا کر سفارش کر دیتا۔ ۱۲ المؤلف

حوالی سید خدای قال قلت هذا الاية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك على رسول الله
 صلعم يوم غد يرخم علي ابن ابی طالب الخرج ابن مرويه عن ابن مسعود قال كنا نقرأ على عهد رسول الله
 صلعم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت سالته والله
 يعصمك من الناس۔ یعنی ابن ابی حاتم وابن مرويه وابن عساکر نے ابی سید خدای سے اخراج کیا ہے
 کہ اونھوں نے یعنی ابی سید خدای نے بیان کیا کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك
 پیغمبر خدا پر روز غدیر خم حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس سے نازل ہوئی ابن مرويه نے ابن مسعود سے
 اخراج کیا ہے کہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ کے زمانہ میں ہم لوگ (یعنی اصحاب پیغمبر)
 اس آیت شریفہ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولی
 للمؤمنین وان لم تفعل فما بلغت سالته والله يعصمك من الناس۔ یعنی اے پیغمبر مسلمانوں کو یہ حکم
 پہنچا دو اور ہدایت کرو کہ علی مؤمنین کے مولیٰ ہیں اگر تم نے اس امر کی تبلیغ نہ کی تو گویا تم نے پیغمبر
 کا کام ہی نہ کیا تم اس کی کچھ پرواہ نہ کرو کہ لوگ تمہاری تکذیب کرینگے یا تم کو ضرر پہنچا ئینگے۔ اون کے
 شر سے خداتم کو محفوظ رکھینگا۔ (۲) مخیر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت دانی ہدایہ کی نسبت تحریر
 فرماتے ہیں۔ نزلت الاية في فضل علي بن ابي طالب عليه السلام ولما نزلت هذه الاية اخذ بيده وقال
 من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فليقه عمر فقال هيا لك يا ابن ابی
 طالب اصحب مولای ومولی کل مؤمن ومومنة۔ وهو قول ابن عباس والبراء بن عازب وعمر بن
 یعنی یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے چنانچہ جب آیت موصوفہ نازل ہوئی
 تو پیغمبر خدا نے علی ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولی ہوں علی اوس کے مولی ہیں خلیا
 دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس کے جو علی سے دشمنی کرے پیغمبر خدا کے اس شاکو کو بعد میں خطاب
 اوسو ملے اور کہا کہ مبارک ہو آپ میری اور کل مؤمنین و منات کے مولیٰ و حاکم ہوئے یہ قول ابن عباس و براء بن
 عازب و محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی پیغمبر خدا نے خم غدیر پر توقف فرمایا اور حکم کیا کہ مسلمان
 پھر جائیں اور جو لوگ آئے بڑھ گئے ہیں واپس بلا لئے جائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں اون کا انتظار کیا جائے
 اس مقام پر صاحب روضة الصفا اسی المذہب تاریخ مذکور میں لکھتے ہیں ”راقم حروف گوید کہ محصل الخ
 در کتاب اعلام الورع در بیع الابرار حدیث باب مسطورہ و مذکور شدہ آیت کہ حضرت مقدس نبوی در وقت
 مراجعت از کہ چوں غدیر خم رسید فرمود تا زیر درختان ان موضع را صفا و داند و دالانہائے شتران را صبح کرد
 برزبر یک گیر نہاد و دناخواہ با شارت آنحضرت بلال مؤذن مذاکرہ الصلوۃ جامعہ و ہر علیتے مذاکرہ

حی علی خیر العمل خلق مجتمع کشتہ رسول اللہ بر بالائے ان پالانہا برآمد و علی نیز بہ امران سرور بر آن موضع آمد
در پہلوئے راست او با استاد و حضرت ختمی پناہ زبان نجستہ بشکر و سپاس حضرت عزت کثود و خلائیق
را نصیحت فرمود و از مرگ خویش ایشان را خبر دادہ فرمود کہ مرا بعد از باقی میخوانند و زود باشد کہ اجابت کنم و
از میان شما بیرون روم و در میان شما دو چیز میگذارم کہ اگر دست بر آن گمراہ نشوید و آن چیز کتاب حدیث است
و حضرت من این ہر دو انیکہ دیگر جدا نشوند تا بر لب حوض کوثر بمن رسند انکاه فرمود کہ اے گمراہ مردم کمیت است
بشما از نفہائے شما مجموعہ جواب دادند کہ خداے غرور جل و رسول او فرمود کہ ہر کہ من بد و اولی ام از نفس او علی
بد و اولی است از نفس او و دست علی را گرفتہ از پالانہائے شتر برداشت چنانچہ قدم امیر بر سر زانوی سچنبر
رسید و فرمود ہر کہ من مولائے اویم علی مولائے دوست بار خدا یا دوست دانا را کہ او را دوست دارد و
دشمن دارا را کہ او را دشمن دارد و یاری دہ آئکس را کہ او را یاری دہد و مخدول گردان آئکس را کہ او را مخدول
دارد و فروگذار پس فرود آمد و در خیمہ خاص نشست و فرمود کہ امیر المؤمنین علی در خیمہ دیگر بنشینید بعد
از ان طبقات خلائیق را امر کرد کہ خیمہ علی رفتند و زبان بہ تمہیت آنحضرت کشادند و چون مردم ازین
امرفارغ شدند اہمات بفرمودہ خواجہ کائنات نزد علی رفتہ اورا تہنیت گفتند از جلد اصحاب عمر بن
المخطاب گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی مولائے من و مولائے جمیع مؤمنین و مومنات
و شیخ عبدالحق محدث اہلسنت و دلبوی اپنی کتاب مدارج النبوة میں اس طرح فرماتے ہیں "درائشائے
مراجعت چون پیغمبر خدا بمنزل غدیر خم رسید..... فرمود گویا مرا با آن عالم خواندند و من اجابت
نمودم بدانید کہ من در میان شما دو امر عظیم میگذارم یکی از دیگرے بزرگتر است قرآن و اہلبیت من پیہد
و اختیار میکنند کہ بعد از من بہ این دو امر چگونہ سلوک خواہد کرد و رعایت حقوق آنها کچہ کیفیت خواہید نمود
... الخ و فرمود خدا مولائے من و من مولائے جمیع مومنانم بعد از ان دست علی را بگرفت و فرمود اللہم
من کننت مولاء فعلی مولاء حسن داود انکیہ من مولائے اویم پس علی مولائے دوست حسن داودا دوست
ہر کسی را کہ دوست دارد علی را و دشمن دار کسی را کہ دشمن دارد علی را و یاری دہ کسی را کہ یاری دہد علی را
فروگذار و یاری دہ کسی را کہ فروگذار و یاری ندہد علی را و بگردان حق را با علی ہر سو کہ بگرد و آمدہ است
کہ ملاقات کرد علی را عمرہ بعد ازین حکایات و گفت گو اسندہ باش و شاد باش اے پسر ابیطالب کہ
صبح کردی و شام کردی و گشتی مولائے ہر مومن مرد و زن - انحضرت جب سب مسلمان جمع ہوئے
و آنحضرت کے حکم سے میدان میں صفای کی گئی اور اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا گیا بلال نے اذان
دی حی علی خیر العمل اور حضور سرور عالم منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضرت علی ابن ابی طالب اپنے

پہلو میں دہائی طرف کھڑا کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر پیغمبر خدا نے جو خطبہ فرمایا ہے اوس کو فریقین کے علماء کرام نے کسی قدر لفظی تفاوت کے ساتھ نقل کیا ہے مجملہ کتب شیعہ کے یہ خطبہ تلخ التواریخ میں منقول ہے لیکن وہ خطبہ بہت طویل ہے اس لئے ہم یہ خطبہ سید شہاب الدین رحمہ اللہ کے تذکار علماء اہلسنت کی کتاب توفیق صنیع الدلائل علی ترجیح الفضائل سے لکھتے ہیں جو مختصر بھی ہے اور معنائی تلخ التواریخ کے مندرجہ خطبہ سے متحد بھی ہے۔

الحمد لله على الاشارة في نفسي وبلائه في عترتي واهل بيتي استعينه على
خطبہ سیدہ نكبات الدنيا ومويعات الآخرة واشهد ان لا اله الا الله الواحد القادر

العهد لم يتخذ صاحبة ولا ولد أو لاشريك ولا عملاً واني عبد من عبيدك ارسلىني برسالة الى جميع خلقك ليصلك من هالك عن بنية ويحيي من حي عن بنية واصطفاني على العالمين من الاولين والاخرين واعطاني مفاتيح خزائنه ووكد على عجزائه واستودعني سره وامتدني قابضه له فانما العاقب وانما العاقبة ولا قوة الا بالله اتقوا الله ايها الناس حتى تقتلوا منكم لا تتم مسلكوا واعلم ان الله بكل شئ محيط ولان يسكن من بيتكم يكذب على نبيك منهم مثا الله ان تقول على الله الا الحق وانطق بامر الله الصلوات اؤمروا بما امرت ولا اؤمروا الا الله وسيدنا ظلموا اي منقلب فيقبلون - فقام اليه عتبة بن الصامت فقال ومتى ذاك يا رسول الله ومن هو الذي عرفناهم لخذلهم - قال قد استعد النامس يومهم وسيظهرن لكم اذا بلغت النفس منى ههنا ولولما الى خلقه فقال عتبة اذا كان ذلك فالى من يا رسول الله - فقال عليكم بالسمع والطاعة للساقيين من عترتي والآخرين من نبوتي فانهم يصيدونكم عن النفي ويدعونكم الى الخير وهم اهل الحق ومعدن الصدق يحبون فيكم الكتاب السنة ويحبونكم الا الحاد والبدعة ويقعون بالحق على الباطل لا يميلون مع الجاهل ايها الناس خلقتي وخلق اهل بيتي من طينة لم يخلق منها غيري فانا اهل من ابتداء من خلقه فلما خلقنا نوقد بنورنا كل ظلمة واجبي بناكل طينة - كثر قال هو لا اختيار امتي وحملة على خزائنه سرى وسادة اهل الارض الداعون الى الحق المحبسون بالصدق غيرنا كين ولا مرتابين ولا ناكسين لا ناكين هؤلاء الهداة المهتدون والاعنة الراشدون المهتدون من جاهدنا بطاعتهم ولا يتهم والنصال من عدل منهم وجاء في بعدنا وهم جهم ايمان وبغضهم تفارقهم الا بئس القوم وعوى الاحكام الواثقة بهم ثم الاعمال الصالحة وهم وصية الله في الاولين والاخرين ولا ارضى التي اقسمة الله بها اذ يقول واقول الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيباً ثم قد بكم الى جهم فقال قل لا اسئلكم عليكم عليه اجراً الا المودة في القربى هم الذين اذيعوا

منہم الرحمن وظهر من الخضر الصادقون انما انطقوا العالمون اذا اسئلوا الحافظون لما استودعوا جمعت
 فيهم الخلال لعشر لم تجميع الاف عترتي واهل بيتي الحلم والعلم والنبوة والنبيل الساحة والشجاعة و
 الصدق والظلمة والعفاف والحكم فم كلمة التقوى ووسيلة الهدى والجنة العظمى والعروة الوثقى
 مما اطيءكم عن قول ربكم وعن قول ربى ما امرتكم الا من كنت مولا فغلب مولا اللهم وال من
 والاہ وعاد من علاہ وانصر من نصرہ واخذل من خذله اوحى الى ربى فيه ثلثا انه سيدا المسلمين
 وامام الميرة المتقين وقائد الغر المحجلين وقد بلغت عن ربى ما اموت واستودعهم الله فيكم و
 استغفر الله لى ولكم۔ (۱) ترجمہ میں خدائے تعالیٰ کی حمد اور نعمتوں کے سبب کرتا ہوں جو
 مجھ میں پائی جاتی ہیں اور اس امتحان و بلا کی وجہ سے جو میری عترت اہلبیت پر ہونے والی ہیں
 اور دنیا کے ناگوار مصائب اور روز آخرت کے ہمالک پر میں اس سے مدد چاہتا ہوں اور میں
 گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور وہی واحد و احد و فرد و صمد ہے
 اور اپنے لئے اس نے کوئی زوجہ یا فرزند یا شریک یا سہارا نہیں قرار دیا ہے اور میں اس کے بندوں
 میں سے ایک بندہ ہوں کہ اس نے مجھے پیغمبری کے لئے جمیع مخلوقات پر بھیجا ہے تاکہ جو لوگ ہونے
 والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ ہلاک ہوں اور جو نجات پانے والے ہیں وہ ایک حجت کے ساتھ نجات
 پائیں مجھ کو خداوند کریم نے تمام عالم کے اولین و آخرین پر برگزیدہ فرمایا ہے اور اپنے خزانوں کی
 کنجیاں مجھے عطا کی ہیں اور اپنے عزائم کو مجھ پر موکد کیا ہے اور اپنا راز میرے سپرد فرمایا ہے اور میری
 مدد کی ہے اس وجہ سے مجھے اس کی بصیرت حاصل ہوئی ہے۔ میں آفاذ کرنے والا اور میں ہی ہوتا
 پر پہنچانے والا ہوں بجز خدائے برتر کے کوئی ذریعہ قوت کا نہیں ہے۔ اے لوگو خدا سے ڈرو جو
 حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو مگر یہ کہ حالت اسلام میں۔ اور نکو معلوم ہو کہ خدا تمام چیزوں پر احاطہ
 کئے ہوئے ہے۔ اور قریشیہ کہ میرے بعد کچھ قومیں ہوں گی جو جھوٹی باتیں میری طرف منسوب
 کریں گی اور لوگ ان کے جھوٹ کو قبول کر لیں گے حالانکہ محاذ اللہ جو میں خدا کی طرف سے سوائے
 امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالوں اور سوائے امر راست کے اس کے حکم کے خلاف کچھ اور کہوں اور
 سوائے اس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے میں تمہیں کوئی اور حکم دوں اور بجز خدا کی طرف کے اور
 کسی چیز کی طرف میں تم کو نہیں بلاتا اور جو لوگ ظالم ہیں وہ بہت جلد جان لیں گے کہ ان کی جگہ
 اللہ عیسیٰ مورخ جان دیون پورٹ نے خلافت پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام ”ایسی پانی
 دینی کیلینٹ“ ہے اس رسالہ میں اس نے پیغمبر خدا کے خطبہ غدیر خم کو انگریزی میں نقل کیا ہے۔
 جس کا مضمون تقریباً یہی ہے۔ ۱۲ المولف

بازگشت کیا ہے۔ (یہاں تک پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ) عبادۃ بن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا کیا رسول اللہ یہ کہہ ہوگا اور وہ کون لوگ ہیں اون کو ہمیں بھیجنا دیکھئے تاکہ ہم اون سے مدد کریں۔ سرور عالم نے فرمایا کہ یہ کچھ لوگ ہیں جو ابتدا ہی سے میرے دشمن ہیں اور جب میری جان (حلق ملک کی طرف اشارہ کر کے) یہاں تک پہنچے گی اوس وقت ظاہر ہوں گے۔ عبادہ نے کہا کہ جب ایسا وقت آئے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں۔ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کی پیروی کرنا جو میری عمرت میں سب سے سبقت کر نیوالے ہیں اور میری پیغمبری کا علم لینے والے ہیں اور وہی یقیناً تم کو گمراہی سے باز رکھیں گے اور نیکی کی طرف دعوت کریں گے اور یہی اہل حق اور معدن صدق ہیں۔ کتاب و سنت کو تم لوگوں میں زندہ رکھیں گے اور الحاد و بدعت سے تم کو بچائیں گے اور حق کے ذریعہ سے اہل باطل کو پست کریں گے اور کسی جاہل کی طرف میدان نہ کریں گے۔ لے لوگو خدا نے مجھ کو اور میری اہلیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا اور اوس سے کسی عزیز کو پیدا نہیں کیا۔ ہم اول وہ لوگ ہیں کہ جن کی سب سے پہلے طینت ہوئی اور جب خدا ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے دوسرے اوس نے ہزار بار کی کوشش کیا اور ہمارے سب سے ہر طینت کو حیات عطا فرمائی۔ پھر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ (میری اہلیت) بہترین امت ہیں اور میرے علم کے حامل اور میرے اسرار کے خازن ہیں اور تمام اہل ارض کے سرور ہیں اور حق کی طرف دعوت کرنے والے اور راستی کے ساتھ خبر دینے والے ہیں اون کو کہی شک پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی ریب ان کو عارض ہوتا ہے۔ یہ راہ خدا میں کہی پیچھے نہیں ہٹتے اور خدا کے عہد کو نہیں توڑتے یہ وہ مادی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اور ائمہ راشدین ہیں جو شخص ان کی اطاعت و ولایت کو لے جوئے میرے پاس آئے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جو ان کی عداوت لے کر میرے پاس آئے وہی گمراہ۔ ان کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے یہی میرے اہلیت ہدایت کرنے والے امام اور احکام خدا کی مضبوط رسیاں ہیں۔ انہیں کے ذریعہ سے اعمال صالحہ کامل ہوتے ہیں اور یہی اولین و آخرین میں وصیت اللہ ہیں اور یہی وہ ارحام ہیں جنکی قسم خدا نے قرآن مجید میں اوس مقام پر یاد دلایا ہے جہاں فرماتا ہے **وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا** پھر ان کی محبت کی تم کو اللہ نے دعوت دی اور فرمایا **قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ إِجْرًا** المودة فی القرآن یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدا نے ہر عیب و نجاست کو دور کر کے طیب و طاهر کیا ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جب گویا ہوتے ہیں تو نہایت راستگو ہوتے ہیں اور جب اون سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو اوس وقت بڑے عالم ہیں اور جب کوئی چیز ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو یہ اوس کے بڑے حافظ

ہی میرے اہلبیت میں دس خصلتیں ایسی ہیں کہ سوائے اون کے اور کسی میں وہ جمع نہیں ہیں۔ حکمِ علم، بنوۃ، شرافت، سخاوت، شجاعت، صداقت، طہارت، عفت، قضا، یہہ لوگ کلمہ تقویٰ اور وسیلہ ہدایت ہیں اور حجتہ العظمیٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں یہہ لوگ بموجب ارشاد خدا تمہارے حاکم ہیں۔ او میں پروردگار کے حکم سے مکتوبِ بجز اس کے کوئی حکم نہیں دیتا ہوں کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علیٰ مولیٰ خدا یا دوست رکھ اس کو جوادوں کو دوست رکھے اور دشمنی کر اس سے جو اون سے عداوت رکھے اور مدد کر اس کی جوادوں کی مدد کرے اور ذلیل و خوار کر اس کو جوادوں کو ذلیل کرے اے لوگو خدا نے مجھ پر تین مرتبہ وحی نازل فرمائی کہ علی سید المسالین و امام الخیرۃ المتقین و قائد العز المحجلین میں جس امر پر میں بجانب خدا مامور ہوا تھا میں نے اس کی تبلیغ کر دی۔ تم لوگوں میں میں اُن کو (اہلبیت) کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔

مفضل دیکھو تفسیر جامع العلوم لوامع التنزیل مصنفہ حجتہ الاسلام رئیس الملت والدين صدر المحققین علامہ البزباب السید علی الحائری مجتہد پنجاب دام ظلہ جس میں محققانہ طور پر کافی روشنی اس میں ڈالی گئی۔ خطبہ تمام کر کے پیغمبر خدا ممبر سے نیچے تشریف لائے مسلمانوں نے بہ ایمائے حضرت است پناہ امیر المومنین علی بن ابی طالب کو تہنیت و مبارک باد دینا شروع کی ہر شخص انت مولائی و مولی المومنین چلا چلا کر کہنے لگا۔ سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطاب جناب امیر کے پاس ادائے تہنیت کے لئے آئے اور کہا یحییٰ یا علی اصبح مولائی و مولی کل مؤمن و مؤمنہ (تفسیر کبیر رازی تفسیر ثعلبی حلیۃ الاولیاء مناقب حافظ ابن مردویہ۔ مارج النبوة۔ مسند احمد ابن حنبل۔ حبیب السیر۔ صواعق مہرۃ۔

تاریخ الخلفاء۔ روضۃ الصفا وغیرہ کتب المہنت) جب مرد تہنیت ادا کر چکے تو ازواجِ رسول نے حکم پیغمبر حضرت علی کو مبارکباد دی (معاہ النبوة۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی و سیرۃ محمد بن اسحاق روضۃ الصفا وغیرہ کتب اہل سنت) حسان بن ثابت نے جو دربار نبوت کے ملک الشعراء تھے اس ولیمہ دی کہ تہنیت میں قصیدہ نظم کیا اور وہیں مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ عمرو عاص نے بھی امیر المومنین کی مدح میں اشعار کہے۔ لیکن آخر زمانہ میں حضرت امام حسن کے ہاتھ فروخت کر ڈالے حضرت علی کی ولیمہ دی کے اعلان کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج کے دن ہم نے تمہارا

مذہب میں لفظ مولیٰ بمعنی آقا و ناصر و دوست و غلام متعمل ہوتا ہے۔ اور بلحاظ موقع و محل اس کے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اہلسنت اس حدیث میں لفظ مولیٰ بمعنی دوست خیال کرتے ہیں اور شیعہ اس کے معنی آقا و حاکم سمجھتے ہیں۔ المولف

دین کو کامل اور پیرانی نعمتوں کو تمام کر دیا اور ہم تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوئے (ابو
خدری اور جابر انصاری راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور سرور عالم نے فرمایا اللہ
علیٰ احوال الدین واتمام النعمة ورضا الرب برسالتي وولاية علي ابن ابی طالب بعدی (۱)

اعلان مولائیت وادائے تہنیت کے بعد پیغمبر خدام نے غدیر خم سے کوچ فرمایا اور معہ جناب س
طاہرہ کے بخیر و عافیت مدینہ منورہ پہنچے۔ واضح ہو کہ پیغمبر خدا کا بمقام غدیر خم اٹھارہ
ذیحجہ کو حضرت علی ابن ابی طالب کی نسبت حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه الخ فرمانا سنی وشیعہ
کتب صحاح (حدیث و تاریخ) میں مذکور و منقول ہے اور اس کے صحیح اور متواتر ہونے کا اقرار فقہ
کے محدثین و مؤرخین کو ہے۔ چنانچہ ہم ناظرین کی واقفیت اور سلیمین کی انبساط خاطر کی غرض
منجملہ علماء کرام اہلسنت کے صرف تین علمائے اجل کے اقوال لکھ کر حدیث موصوف کے
طرق منجملہ ایک سو کئی طریقوں کے مع اسناد و وجوہات شیخ الاسلام قسطنطنیہ سلیمان الحنفی النقیب
کی (جو علماء اہلسنت میں مستند اور مشایخ صوفیہ میں جلیل القدر سمجھے جاتے ہیں) کتاب مستط
ینایع الودعة سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک روایت اور کتاب مذکور سے لکھ کر اس کت
پہلے حصہ کو ختم کریں گے۔ (۱) شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب تاریخ

میں حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه کی نسبت لکھتے ہیں:-
حدیث صحیح است روایت کردہ اند جلعے ترمذی و نسائی و احمد و طرق او کثیر است و روایت
اند جمعی کثیر از صحابہ و گواہی دادند بدان مر علی را در وقتیکہ نزاع کردہ شد باوے در ایام خلاو
ہے۔ و بسیارے از اسانید وے صحاح و حسان است۔ و التفات نیت بقول کیسکہ سخر
است و صحت ہے و نہ بقول بعضے کہ گفته اند روایت وال من والاه موضوع است زیرا کہ
است از طرق متعدده کہ تصحیح کردہ است از افہبی و غیر وے و کذا اقال النبی ابن محبوب فی
المحرقة۔ (۲) امام محمد غزالی اپنی کتاب سر العالمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ و اجمعت الجماع

لہ یہ واقعہ ۱۸ ذیحجہ سنہ ہجری کا ہے اسی کے یادگار میں ہر سال اٹھارویں ذیحجہ کو شیعہ مسلمان
ہیں جو عید غدیر کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ المولف

(۲) اس عبارت کو امام غزالی سے جو اہلسنت میں حجت الاسلام کہلاتے ہیں نسبت دینے میں عوام کو
جوگھا اس لئے ہم نیز من نفسی عوام بتلاتے ہیں کہ علامہ ذہبی اہلسنت مینزان الاعتدال میں خود سر العالم
قصد حسن بن صباح کو نقل کیا ہے اور سبط ابن جوزی (عالم اہلسنت) نے تذکرہ خواص الابرار میں خاص
عبارت کو سر العالمین سے نقل کیا ہے اور اس قول کو غزالی کی طرف منسوب فرمایا ہے گمانی رمی الجم
المولف۔

الحديث في يوم عدي بضم بافتاق الجميع وهو يقول من كنت مولاه فعلي مولاه فقال عمر ابن الخطاب
يخرج لك يا ابا الحسن اصيبت مولائي ومولى كل مؤمن مؤمنة فخذ تسليم ورضي وتحكيم ثم بعد ذلك
غلبا لهوى الحب لرياسته وحمل عمود الخلافة وعقود النبوة وحفقات الهوى في تعقته الوايات و
اشبال اذحام الخيول وفتح الامصار وسقاهم كأس الهوى ففهمهم الى الخلافة فعادوا الى خلاف
الاول فبذره وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس ما يشترون - يعني جمهور نے حدیث
غدير خم کی صحت پر اجماع کیا ہے اور یہ اتفاق مان لیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا کہ جس کا
میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں اور عمر ابن الخطاب نے یہ کہہ کر کہ مبارک ہو آپ کو یا علی
کہ آپ کو ایسی حالتیں صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولیٰ قرار پائے علی کی
خلافت اور رسول اللہ کے استخلاف کو مان لیا اور او سپر راضی ہو گئے اور علی کو حاکم سمجھ لیا مگر
بعد اس کے ریاست و حکومت کی خواہش نے اون لوگوں پر غلبہ کیا ریاست کے حاصل کرنے
اور خلافت کا نشان گاڑنے اور علم کے پیروں کا ہوا میں اوڑنے اور ہوا کا بیروں سے پٹنے اور
جلوس میں سواروں کے چلنے اور گھوڑوں کی ٹاپوکی مثل جال کے معلوم ہونے اور ملکوں کے فتح ہونے
کے خیالات نے اون لوگوں کو ہوائے نفسانی کا جام پلا کر مدحوش کر دیا اور خلیفہ بنا دیا اور وہ کہ
خلافت اول کی طرف لوٹ گئے اور عہد مبارک کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض میں اونے
چیز کو خرید اپس کیا بری چیز ان لوگوں نے خریدی (ماخوذ از سراج المبیین) ۳- یوسف سبط
ابن الجوزی اپنی کتاب تذکرہ خواص الامة فی معرفۃ الائمة میں فرماتے ہیں - اتفق علماء السیران
قصۃ الغدير کانت بعد رجوع النبی ۴ من حجة الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجة جمع الصحا
وکا ثمان مائة وعشرين ایفا وقال من كنت مولاه فعلي مولاه الحديث نص ۵ علی ذالک بصریح
العبارة دون التلویح والاشارة وذكر ابو اسحاق الثعلبی فی تفسیرہ باسنادہ ان النبی لما قال ذالک
طار فی الاقطار وشاع فی البلاد والامصار ویلیغ ذالک الحارث بن نعمان الفهري و اتاه علی
نانة له فاناحها علی باب المسجد فلقمها و اجاء فدخل المسجد فجتبا ینیک رسول الله صلعم
فقال یا محمد انک امرتنا ان لا اله الا الله وانک رسول الله فقبلنا منک ذالک ثم
لرتوض بهذا حتى رفعت بضبعی ابن عمک وفضلته علی الناس قلت من كنت مولاه فعلى مولاه
فخذ اشئ منک او من الله فقلنا فقال رسول الله صلی الله علیه (والله) وسلم وقد حمرت
عنياه والله الذی لا اله الا هو انه من الله وليس منی قالها ثلاثا فقام الحارث وهو یقول اللهم

ان کان ما بقول محمد حقاً فارسل علينا بحجارة من السماء اول وقتنا بعذاب الیم۔ قال فوالله ما بلغ ناقته حتى رماه الله بحجارة من السماء فوقع على هامته فتخرج من دبره ومات وانزل الله تعالى سال سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع (پارہ ۲۹ سورہ معارج) حاصل مطلب یہ ہے کہ تمام علمائے سیر نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ قصہ ہذیر خم حجۃ الوداع واپسی میں ۱۸ ذی الحجہ کو وقوع پذیر ہوا جبکہ ایک لاکھ بیس ہزار صحابی جمع تھے۔ پیغمبر خدا نے صاف و صریح الفاظ میں بلا کسی اشارہ و کنایہ کے فرمایا کہ جس کا میں موٹے ہوں علیٰ اوس کے مولا ہیں۔ اور ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں مو اسناد کے بیان کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا نے یہ حدیث صریح بیان کی اور اطراف و اکناف میں اوس کی شہرت ہوئی اور تمام امصار و بلاد میں وہ شائع ہو گئی اور حاکم بن یحییٰ فہرہی تک پہنچی تو وہ اپنے ناقد پر سوار ہو کر مدینہ منورہ میں آیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر ٹھہر کر اونٹ کے پیر باندھ دئے اور مسجد میں داخل ہو کر حضور سرور عالم کے سامنے دوڑا نہ بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ یا محمدؐ آپ نے حکم دیا کہ لا الہ الا اللہ کہو اور مجھ کو رسول اللہ سمجھو ہم نے آپ کے حکم کو قبول کیا اور اوس کی تعمیل کی لیکن آپ نے اوس پر قناعت نہ کی اور اپنے چچا کے بیٹے کے بازو بلند کر کے اوس کو سب آدمیوں پر فضیلت دی اور کہا کہ جس کا میں موٹے ہوں علیٰ اوس کے موٹے ہیں کیا اپنے یہ بات اپنے دل سے کہی ہے یا منجانب خدا اپنے بیان کی ہے۔ یہ سن کر جناب رسالت مآب کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور آپ نے فرمایا کہ متم اوس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ یہ حکم میری طرف سے نہیں ہے بلکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ خدا کی طرف سے اور اوس کے حکم سے کہلے ہے (اس کلام کا حضور پر پورے تین مرتبہ اعادہ فرمایا) یہ سن کر وہ اونٹ کھڑا ہوا اپنے ناقد کی طرف چلا کہ خدا یا جو محمدؐ کہتے ہیں وہ اگر سچ ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر نازل کر اور مجھے سخت عذاب میں مبتلا کر ابھی وہ اپنے ناقد تک نہیں پہنچا تھا کہ خدا نے آسمان سے پتھر برسائے کہ سر پر گرے اور دبر سے نکل گئے اور وہ اوس وقت مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لا سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع ۵ علامہ ابوالسعود نے بھی اپنی تفسیر میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے مفصل تحقیق اس کی براہین عقلیہ و دلائل نقلیہ تفسیر جامع العلوم لوامع التنزيل اور کتاب ہفت نصاب رسالت الغدیر میں حضور حجۃ الاسلام نایب امام علیہ السلام علامہ البزرباہ السید علی الحائری قبلہ مجتہد پنجاب مدظلہ نے کر دی ہے فہرہ الخیر جزاء الخنین۔

طرق حدیث من کنت مولا فعلى مولا

۱۔ احمد بن حنبل نے مسند قال حدثنا عفان قال حدثنا حماد بن سلمہ عن زید بن علی بن ثابت عن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفرۃ فخرنا بالبغدیخیم ونودی فینا الصلوۃ جامعۃ فصلی الظهر واخذ بیڈ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسه قالوا بلی اخذ بیڈ فقال لهم من کنت مولاه فعلموا اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلیقہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال هینا لک یا ابن ابی طالب اصبت مولی کل مومن ومومنة (ایضاً فی مشکوٰۃ المصابیح) یعنی امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کو لکھا ہے اور سلسلہ براء بن عازب صحابی تک پہنچا دیا ہے براء بن عازب کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ سفر میں تھے اور غدیر خم پر اترے اور صلوٰۃ جامعہ کی اذان دی گئی ظہر کی نماز پڑھ کر رسول اللہ نے علی کا ہاتھ پکڑا اور سب مسلمانوں سے مخاطب ہو کر دو مرتبہ فرمایا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کل مومنین پر اونس کے نفوس سے اولیٰ دینیے اونس کا حاکم ہوں دونوں مرتبہ اصحاب نے جواب دیا کہ ہاں کیوں نہیں بیشک آپ ہمارے مولے و سید ہیں پس حضور پر نور نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اوس کے علی مولیٰ ہیں خدا یا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علی سے دشمنی کرے پس عمر ابن خطاب نے علی ابن ابی طالب سے ملاقات کی اور کہا کہ مبارک ہوا آپ کے اے علی کہ آپ کو ایسے حالت میں صبح ہوئی کہ آپ کل مومنین و مومنات کے مولے قرار پائے (مشکات المصابیح میں بھی اسی طرح یہ حدیث منقول ہے) ۲۔ ابن ماجہ بسندہ عن البراء بن عازب قال اقبلنا مع النبی مرفی حجة التی حج فانزل فی بعضا لطریق ذال الصلواة جامعہ فاخذ بیڈ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلی فقال اولی من انمولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه یعنی ابن ماجہ نے اپنی استاد سے اس حدیث کو لکھا ہے کہ براء بن عازب نے بیان کیا کہ ہم حج کے سفر میں پیغمبر خدا کے ساتھ تھے کہ آنحضرت نے صلوٰۃ جامعہ کا حکم دیا اور علی ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر مسلمانوں سے فرمایا کہ کیا میں تمام مومنین پر حاکم نہیں ہوں سب نے کہا کہ ہاں آپ بیشک حاکم ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ کیا میں مہرمومن کا والی و حاکم نہیں ہوں سب نے عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ علی اوس کے دلی ہیں جس کا میں مولے ہوں خدا یا اوس کو دوست رکھ جو اوس کو دوست رکھے اور اوس سے دشمنی کر جو اوس سے دشمنی کرے۔ ۳۔ فی مشکات المصابیح عن زید بن ارقم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کنت مولاه فعلم مولاه (رداء احمد والترمذی) یعنی مشکات المصابیح میں یہ حدیث زید ابن ارقم صحابی سے منقول ہے اور ترمذی نے

فی مشکات المصابیح عن زید بن ارقم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کنت مولاه فعلم مولاه

بھی روایت کیا ہے اگر پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اوس کے علی مولا ہیں۔

۴۔ ابن المغازلی الشافعی بسندہ عن ابن ابرہۃ زید ابن ارقم عن زید ابن ارقم قال قبل البنی من مکہ فی حجة الوداع حتی نزل بغدیر الخنفہ وخطب الیہا الناس اسئدکم عن ثقلی کیف تخلفونی فیہما الاکبر کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ تعلی و طرفہ باید کہ فتمسکوا بہ ولا تضلوا والاخر منہما عترتی ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال من کنت مولاہ فاعلم (علیہ السلام) مولاہ اللهم وال من والاه و عاد من عادہ قالہا ثلاثا۔ یعنی ابن المغازلی الشافعی نے اپنے اسناد سے اس حدیث کو زید ابن ارقم سے سلسلہ اخذ کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو غدیر خم پر توقف فرمایا اور خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگو میں تم سے ثقلین کے بارہ میں سوال کرتا ہوں دیکھا چاہئے کہ میرے بعد تم اوس کیا سلوک کرتے ہو۔ ثقل اکبر کتاب خدا ہے کہ اوس کا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے پس تم اوس سے تمسک کرو اور مگر اسی اختیار نہ کرو۔ اور ثقل ثانی میری عترت ہے اوس کے بعد علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا کہ جس کا میں مولی ہوں اوس کے علی مولی ہیں خدایا دوست رکھ اوس کو جو اوس کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو اوس سے دشمنی کرے اور اس کلام کا تین مرتبہ اعادہ کیا۔

۵۔ موفق بن احمد الخواری عن الامام علی قال حدثنا جیب بن ابی ثابت عن ابی الفضیل عن زید بن ارقم قال نزل البنی م بعد یحیی فقال فیہ انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی فاطمہ وکیف تخلفونی فیہما فانہما من یحیی فاحتمی یرد علی الخوض ثم اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فاعلم مولاہ ومن کنت ولیہ فقد اولىہ ثم قال اللهم وال من والاه وعاد من عادہ انقلبت سمعت هذا قال ما کان هناك احدا الا وقد لاه بعینہ وسمعه باذنہ۔ یعنی موفق بن احمد خواری نے سلسلہ اسناد صحیح اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے کہ زید بن ارقم صحابی نے بیان کیا کہ جب پیغمبر خدا نے غدیر خم میں نزول جلال فرمایا تو آپ نے کہا کہ میں تم میں ثقلین یعنی دو گرا نقد چیزیں چھوڑتا ہوں کہ ایک دوسرے سے بزرگتر ہے کتاب خدا اور اپنی عترت اہلبیت۔ دیکھو تم لوگ میرے بعد اون سے کس طرح پیش آئے ہو یہ دونوں گرا نقد چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگی یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی پھر حضور پر نور نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں اور جس کا میں ولی ہوں اوس کے یہ ولی ہیں پھر کہا خدایا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علی سے دشمنی کرے۔ زید بن ارقم نے جب یہ حدیث بیان کی تو اون سے

پوچھا گیا کہ تم نے خود پیغمبر خدا کو یہ کہتے سنا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں کیا! اوس مجمع میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور کانوں سے سنا ہو۔

۶۔ اخرج احمد فی مسند عن ابی سعید الخدری ولفظہ ان رسول اللہ قال انی اورنک ان ادعی فاجیب فی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ جبل حمد من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی وان اللطیف الخیر اخبرنی انہما لن یفتراق حتی یرداعلی الحوض فانظروا بما یختلفونی فیہما۔ وَاُخْرِجَہُ اَيْضًا الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُو یَعْلٰی وَغَیْرُہُمَا وَسَنَدًا بِاس فِیہ۔ یعنی احمد نے اپنی سند میں اس حدیث کو ابی سعید خدری سے اخراج کیا ہے اور اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ عتقریب میں بلایا گیا ہوں اور میں نے قبول کر لیا ہے میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے زمین تک ایک ہی دراز ہے اور اپنی عترت اہلبیت۔ خدا کے لطیف و خیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ ثقلین کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ پس تم لوگ دیکھو کہ میرے بعد اون کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابو یعلیٰ و غیرہ نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کوئی عیب نہیں ہے۔

۷۔ اخرج ابن عقدۃ عن جابر بن عبد اللہ قال کنا مع النبی فی حجة الوداع فلما رجع الی الجحفة نزل ثم خطب للناس فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم مسئولون فمنا انتم قائلون قالوا فشهد انک بلغت ونصحت وادیت قال فی فطرکم وانتم واردون علی الحوض انی مخلف فیکم الثقلین ان تمسکم بہما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی وانہما لن یفتراق حتی یرداعلی الحوض ثم قال الستم تعلمون انی اولے بکم من انفسکم قالوا بلی فقال خذ بیدک من کنت مولاه فغلی مولاه ثم قال اللهم وال من والہ واعد من عادہ۔ یہ حدیث ابن عقدہ نے جابر بن عبد اللہ صحابی سے

نقل کی ہے۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو ہم لوگ اون کے ساتھ تھے۔ حجۃ کے قریب آپ نے نزول فرمایا اور لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ اے لوگو مجھ سے سوال کیا جاوے گا اور تم سے بھی پریش ہوگی پس تم لوگ کیا کہو گے سب نے جواب دیا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے پروردگار کے احکام کی تبلیغ کی اور ہم کو نصیحت فرمائی اور حقوق ادا کئے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو گے۔ میں تم لوگوں میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں اگر تم اون سے متمسک رہو گے اور اون کی پیروی میں کوتاہی نہ کرو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ دونوں گراں قدر چیزیں کتاب خدا اور میری

ولن یفترا حتی یرد اعلیٰ المحوض فانظر لکیف تخلفونی فیہا (ایضاً اخرج ہذا الحدیث ابو اسحق الثعلبی فی تفسیرہ بندۃ) یہ حدیث صحیح ترمذی میں بہ اسناد منقول ہے اور ابو اسحاق ثعلبی نے بھی اس کو اپنی تفسیر میں پسند خود اخراج کیا ہے۔ یعنی زید ابن ارقم اور ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ کتاب خدا اور میری عمرت اہلبیت ہیں کہ ایک دوسرے سے عظیم تر ہے اور وہ کہی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر وارد ہوں گے۔ دیکھو تم لوگ میرے بعد اوس سے کیا سلوک کرتے ہو۔ ۱۱۔ فی مشکوٰۃ المصابیح عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبیؐ یقول ان مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من ركبھا نجا ومن تخلف عنھا هلك رواہ احمد۔ ایضاً اخرجہ ابو یعلیٰ والبخاری والطبرانی فی الاوسط والصغیر عن ابی سعید الخدری حدیث السفینۃ وباب الحطۃ ایضاً ابن المغازلی اخرجہ عن ابی ذر ایضاً المحمونی اخرجہ عن حبیش بن العتیم عن ابی ذر اخرجہ ایضاً حدیث السفینۃ الثعلبی السمعانی ایضاً عن سلیم بن قیس الہلالی قال بینا انا وحبیش بن العتیم بحکمۃ اذ قام ابو ذر واخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال من عرفنی فقد عرفنی فمن لم یعرفنی فانا جند بن جنادہ ابو ذر فقال ایھا الناس انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من ركبھا نجا ومن ترکھا هلك ویقول مثل اہلبیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہو یقول فی تارک فیکم ما ان تمسکم بہ لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعاتقونی ولن یفترا حتی یرد اعلیٰ المحوض۔ یہ حدیث شکات المصابیح میں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ باب کعبہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے پیغمبر خدا کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگوں میں میری اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی ہے کہ جو شخص اوپر سوار ہو گیا اوس کو نجات مل گئی اور جس نے اوس سے روگردانی کی وہ ہلاک ہو گیا۔ احمد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ابو یعلیٰ وبخاری وطرانی نے اوسط وصغیر میں ابو سعید خدری سے اور ابن المغازلی نے ابو ذر غفاری سے اور حمونی نے حبیش بن عتیم سے بذریعہ ابو ذر غفاری کے اور ثعلبی السمعانی نے سلیم بن قیس ہلالی سے اس حدیث کو لیا ہے اوس نے بیان کیا کہ میں اور حبیش مکہ معظمہ میں تھا کہ ایک روز ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ باب کعبہ کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو یقیناً مجھے پہچانتا ہے البتہ جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے لے کہ میں جند بن جنادہ ابو ذر رضی اللہ عنہ ہوں اس کے بعد کہا کہ اے لوگو میں نے پیغمبر خدا کو کہتے ہوئے سنا

کہ تم لوگوں میں میرے اہلبیت کی مثال سفینہ نوح کے مانند ہے کہ جو شخص اوس پر سوار ہو گیا۔ وہ نجات پا گیا اسی طرح جس نے اہلبیت نبی سے توسل و تمسک کیا وہ ناجی اور ہدایت یافتہ ہو گیا۔ اور جس نے خلاف ورزی کی وہ ہلاکت میں پڑ گیا۔ اور تم لوگوں میں میرے اہلبیت ایسے ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل میں باب حطہ تھا کہ جو اوس میں داخل ہوا اوس کی مغفرت ہو گئی اسی طرح جس نے میرے اہلبیت کی اطاعت پیروی کی وہ گمراہی سے بچ گیا اور وہ راہ راست پر آ گیا۔ میں تم میں کتا چھڑا اور اپنی عسرت چھوڑتا ہوں اگر تم اون کی پیروی کر گئے تو میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہو گے اور یہ دوا ایک دوسرے سے جدا نہیں گئے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔

۱۲۔ الحموی فی فرائد السمطین لبندہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی ان امدینۃ العلم وانت بابھا ولن توفی المدینۃ الا من قبل الباب وکذب من زعم ان یحییٰ و یبغضک لانک منی ما ناک منک لحی و دمک من دمی و روحک من روحی و سریرک من سریرتی و علانیتک من علانیتی سعد من اطاعتک و شقی من عصاک و رجیم من قتلک و دخر من عداک فاذا من لزمک و هلك من فارک مثلك و مثل لائم من ولدک بعدی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجوا و من تخلف عنها غرق و مثلكم کمثل الخوم کلما غاب طلعت غمھا یوم القیامۃ یعنی علامہ حموی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں بہ اسناد خود ابن عباس سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے علی میں علم کا شہر ہوں اور تم اوس مدینہ علم کے دروازہ ہو اور شہر میں بجز دروازہ کے اور کسی طرف سے نہیں آیا جاتا اور جو شخص تم سے بغض رکھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا ہومیرا ہوم ہے اور تمہاری روح میری روح سے ہے تمہارا ظاہر و باطن میرا ظاہر و باطن ہے۔ سعد و تند وہ شخص ہے جو تمہاری اطاعت کرے اور بد محبت وہ شخص ہے جو تمہاری نافرمانی کرے جو شخص تم سے دوستی کرے وہی برومند ہے اور جو شخص تم سے عداوت رکھے وہی خسارہ میں ہے۔ جس شخص نے تمہارے ساتھ لزوم اختیار کیا وہی فائز ہے اور جس شخص نے تم سے جدائی اختیار کی وہی ہلاک ہوا۔ تم اور تمہاری اولاد میں سے جو میرے بعد امام ہونے والے ہیں وہ کشتی نوح کے مانند ہیں کہ جو کوئی اوس میں سوار ہو گیا اوس کو نجات مل گئی اور جس نے خلاف ورزی کی وہ غرق ہو گیا تم اور ائمہ ماجد مثل نجوم کے ہیں کہ جب ایک ستارہ غائب ہوا تو دوسرا نکل آیا اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔

۱۳۳۔ احزابہ الحافظ ابو محمد عبد العزیز الاخریٰ نے معالم العترة النبویہ و ذکر فیہ طوقہ و ذکر حدیث صحیح مسلم عن زید بن ارقم الذکور فی ہذا کتاب آنفاً قال و لفظ الطریق الاول لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ من حجة الوداع و نزل عندی رحمہم اللہ فقال کان قد دعیت فاجبت الی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما الاکبر من الاخر کتاب اللہ عن رجل و عترتی فانظر و کیف تغفلونی فیہما فانہما لن یفترقا حتی یرداعلی الخوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل مؤمن۔ و لفظ الطریق الثانی قال یتاہا الناس لے تارک فیکم امر بن لن تضلوا ان اتبعتموہما و کتاب اللہ و اہلبیتی عترتی۔ و لفظ الطریق الثالث انی تلک فیکم الثقلین کتاب اللہ و اہل بیتی و انہما لن یفترقا حتی یرداعلی الخوض (و لخرجه الطبرانی و زاد) سئل ربی ذالک لہما فاعطانی فلا تقدرما تمسکوا ولا تفترقا عنہما تمسکوا ولا تفترقا فانہما علمہ منکم۔ اس حدیث کو حافظ ابو محمد عبد العزیز الاخریٰ نے کتاب معالم العترة النبویہ میں اخراج کیا ہے اور اس کے طرق بتلائے ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے ہے۔ طریق اول میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں مجبے پس تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ من حجة الوداع سے اور خذیر غم پر نازل ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمایا گویا کہ بے تحقیق میں بلایا گیا ہوں پس میں نے قبول کر لیا ہے۔ بے تحقیق میں تم میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں کہ اون میں کا ایک دوسرے سے بزرگتر ہے کتاب خدا و میری عترت۔ پس دیکھو کہ میرے بعد تم اون سے کس طرح پیش آتے ہو اون دونوں میں جدائی نہو گی یہاں تک کہ وہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں پھر فرمایا کہ اللہ میرا مولا ہے اور میں کل مومنین کا ولی ہوں (بطریق ثانی) فرمایا اے لوگوں تم میں دو امر چھوڑتا ہوں اگر تم اون کی پیروی کرو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہو گے وہ کتاب اللہ و میرے اہلبیت عترت ہیں (بطریق ثالث) فرمایا کہ میں تم میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں کہ وہ کتاب خدا و میرے اہلبیت ہیں اور ان میں کبھی افراق نہو گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے حوض کوثر پر میں (بطریق اولیٰ) اس حدیث کی جو روایت لی ہے اس میں اس قدر اور زیادہ ہے) میں نے خدا سے اون کے واسطے یہ دعا کی ہے اور اس نے قبول فرمائی ہے پس تم اون پر کسی امر میں تعصم نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کے حق میں تعصم نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور اون کو علم نہ سکھاؤ کہ وہ تم سے زیادہ تر عالم و دانا ہیں۔ ۱۳۴۔ فی مسند احمد بن حنبل بندہ عن سعید بن حیاء عن ابن عباس عنہما قال جمع علیہ الناس فی رجة المسجد لکوفہ فقال انشد اللہ کل

امرو مسلمہ جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقول یوم غدیر ختم ما صنع لہام مقام سبعة عشر جلاوی قالوا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اخذ نبيك قال للناس تعلمون اني اولى بالمومنين من انفسهم قالوا نعم قال من كنت مولاه فهذا علي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
ایضا احمد بن حنبل اخرج في مسنده عن عبد الملك عن ابي عبد الرحمن عن زاذان عن ابي عمر قال سمعت عليا في الرحبة يفتش للناس مقام ثلثه عشر شهرا انهم سمعوا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول من كنت مولاه فهذا علي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

امام احمد حنبل نے یہ اسناد اپنی سند میں ابن عباسؓ اور ابی عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے مسجد کوفہ میں حارث بن عسکریؓ سے طلب اشہاد کیا تو فرمایا کہ میں نے اس پر ایمان لیا ہے (اور قبول کیا) ابی عمرؓ تیرے آدمیوں نے شہادت دی کہ سرور کونینؐ کا یہ فرزند ہے جو تمہارے ساتھ ہے کہ جس کا میں مولی ہوں علیؓ اوس کے مولا ہیں صدایا دوست رکھا اوس کو جو علیؓ کو دوست رکھے اور دشمنی کر اوس سے جو علیؓ سے دشمنی کرے۔ اس حدیث کے متعلق نجات عجیبہ اور حقائق غریبہ براہین عقلیہ و دلائل نقلیہ مع اس کے قواثر کے اگر دیکھنا منظور ہو تو تفسیر لوامح التنزیل اور رسالۃ الفیض مصنفہ اعلی حضرت حجۃ الاسلام کہف الانام رئیس الشیعہ تاج الشریعہ علامہ ابوزراریہ علی الحارثی مجتہد پنجاب مدظلہ تعالیٰ ملاحظہ ہو ہر ناظر کو پوری تشفی و تسلی ان کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کسی دوسرے کتاب کی طرف احتیاج باقی نہیں رہتی۔

روایت الشیخ سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینایح المودۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔
المصنوع بنی بنی عن سلیم بن قیس السجستانی قال رایت علیا فی مسجد المدینۃ خلفہ عثمان بن جماعۃ المهاجرین والانصار یتذاکرون فضائلہم وعلی ساکت فقالوا یا ابا الحسن تکلم فقال یا معشر قریش الانصار استلکم من اعطاکم اللہ ہذا الفضل بانفسکم او بغیرکم قالوا اعطانا اللہ وتزولنا بجماعہ قال لستم تعلمون ان رسول اللہ قال انی واهلبیتی کنا خیرا نخی بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق اللہ عز وجل آدم باربعۃ عشر الف سنۃ فلما خلق اللہ آدم علیہ السلام وضع ذالک النوبۃ صلبہ واهبطہ الی الارض ثم حملہ فی السفینۃ ثم فی صلب نوح علیہ السلام ثم قدف بہ فی النار فی صلب ابراہیم علیہ السلام ثم لم یزل اللہ عز وجل یقلنا من الاصلاب الکریمۃ الی الاحرام الطامرۃ من الالباء والامہات لم یکن واحدنا خیرا صحاح ط قال اصل السابغۃ واصل المیدس وأحد ختم قد معناه ثم قال انشدکم اللہ تعالیٰ

ابن الله عز وجل فضل فكما بال سابق على السبق في غفر آية ولدي يفتي احد من لا يتقرب الى الله
 فبهم قال بانه قد كرم الله اتعدون حيف ذرات والطافون المسبقون اولئك المقربون مثل عنما
 رسول الله صلى الله عليه وآله مسلمة قال انزلها الله عز وجل في الانبياء واوصياهم فانما افضل
 انبياء الله ورسوله وعلى وصيتي افضل لا وصيا قالوا نعم قال انشدكم الله اتعدون حيث
 انما اولكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتوا الزكاة وهم لا يكونون وحيت
 تزل لم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة واما الله عز وجل نبينا يعلمهم ولا
 امرهم وان يفسر لهم من الولاية كما فسر لهم من صلواتهم وزكواتهم وحجهم فنصني للناس
 خم فقال يا الناس ان الله جل جلاله ارسلني برسالة ضاق بها صدق وظننت ان الناس يكذبوني
 فاعوذني ربى ثم قال تعلمون ان الله عز وجل ولاى وانا مولى للمؤمنين وانا اولى بهم من انفسهم
 قالوا بلى يا رسول الله فقال اخذ ابيدى من كنت مولا فاعلم مولا اللهم وال من والاه وعاد من
 عاداه فقام سلمان وقال يا رسول الله ولا على ما قال ولا نه كولاى من كنت اولى به من
 نفسه فخطب اولى به من نفسه فنزلت اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم
 الاسلام ديناً فقال صلى الله عليه وآله ورسوله الله اكبر يا كمال الدين واتمام نعمة ورضادى
 برسالتى وولاية على بعدى قالوا يا رسول الله هذه الايات في على خاصة قال بلى فيه
 وفي اوصيائى اليوم القيامة قالوا ايتم لنا قل على اخى ودارى ووصيتى وولى كل مؤمن من بعدى
 ثم ابني الحسن ثم الحسين ثم التسعة من ولاد الحسين القرن معهم وهم مع القرن لا يفارقون و
 ولا يفترقون حتى يردوا على الخوض قال بعضهم قد سمعنا ذلك وشهدنا قال بعضهم قد حفظنا
 ما قلت ولم نحفظ كله وهؤلاء الذين حفظوا احيارنا وانا فعلنا ثم قال تعلمون ان الله انزل انما يريد
 ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويظهر كرمهم يظهر انهم منى وفاهم وانبى حنا وحسينا ثم انى علينا
 كساء فقال اللهم هؤلاء اهلبيتي لهمم لحي يولني ما يولهم ويعجزني ما يجبرهم فاذهب عنهم الرجس
 وطهرهم تطهيرا فقلت ام سلمة وانا يا رسول الله فقال انت الخير فقالوا انشدها ان سلمة حدثنا
 بذلك ثم قال انشدكم الله اتعلمون يا رسول الله ماذا علمت ام خاصة قال اما المايورون ثم
 المؤمنين واما الصاعدون فخاصة اخى على ووصيائى من بعدى في يوم القيامة قالوا نعم فقال
 انشدكم الله اتعلمون انى قلت لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزاة تبوك خلفتني على
 القمام واليهما فقال ان الذي لا يظلم الا بى اوبك وانت منى بمنزلة ما دون منى منى الا انه

ص ٧٤
 ما بين الذين امنوا الله واطيعوا الله واطيعوا رسوله
 ص ٧٥
 ما بين الذين امنوا الله واطيعوا الله واطيعوا رسوله

لا بنی بعد عاقلا وانعم قال نشد كما الله اتعلمون ان الله افزله في سورة الحج يا ايها الذين
 آمنوا لو كمنوا واحدا او احدا اربكم وافعلوا الخير الى اخر السورة فقام سلمان فقال يا رسول الله من
 هؤلاء الذين انت عليهم شهيد وهم شهداء على الناس للذين استجابوا لله وطه عجل عليهم في الدين
 من حجج صلة ابراهيم قال عني بذلك ثلاثة عشر رجلا خاصة قال سلمان بينهم لنا يا رسول الله قال
 انا و احنى على واحد عشر من لذي قلا وانعم قال نشد كما الله اتعلمون ان رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم قال في خطبته في مواضع متعددة وفي اخر خطبته لم يطلب بعدها يا ايها الناس في
 تارك فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي اهل بيتي فتسكوا بهما ان تفلوا فان اللطيف الخبير اخبرني
 وعهد لي انهما ان يفترقا حتى يردا على الموضع فقال كلهم نشد ان رسول الله صلى الله عليه وآله
 وسلم قال ذاك - يعني حموي نے (کہ یہ بھی ملائے کرام المہنت سے ہیں) یہ اسناد سلیم
 بن قیس ہلالی سے یہ روایت لی ہے سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان
 کی خلافت کے زمانہ میں ایک روز امیر المومنین علی کو مسجد مدینہ میں دیکھا کہ مہاجرین و انصار اپنے
 اپنے فضائل بیان کر رہے ہیں اور امیر المومنین خاموش ہیں اون کو گون نے کہا کہ اے ابو الحسن آپ
 بھی کچھ فرمائے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ اے گروہ قریش و انصار میں تم سے پوچھتا ہوں کہ خدا نے
 تم کو جو فضل عطا کیا ہے وہ تمہارے ہی ذات کے بدولت ہے یا کسی اور شخص کی بدولت ہے۔ حضرت
 نے جواب دیا کہ خدا نے ہم کو جو بزرگی عطا فرمائی ہے اور ہم پر جو احسان کیا ہے وہ حضرت ختمی مرتبت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا تم کو نہیں معلوم کہ
 رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں معہ المہبت کے ایک نور تھا کہ جو خدا کی حضوری میں چوہ ہزار
 سال قبل خلقت آدم علیہ السلام کے عبادت کرتا تھا پھر جب خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا
 اوس نور کو اون کے صلب میں جگہ دی اور اون کو زمین پر نازل کیا بعد اوس کے خدا نے اوس
 نور کو روح علیہ السلام کے صلب میں سفینہ میں رکھا بعد اوس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 صلب میں اوس نور کو آگ میں رکھا بعد اوس کے ہمیشہ اللہ عزوجل ہم کو اصلاح کریمہ سے اعطاء
 ظاہرہ کی طرف آباد و اہمات سے منتقل کرتا رہا۔ ہم میں سے کبھی کوئی جہالت (کفر) پر نہ تھا۔ یہ
 سن کر جملہ سابقین و اہل بدر و احد نے کہا کہ ہم نے یہ آنحضرت سے سنا ہے پھر امیر المومنین نے
 فرمایا کہ میں تم سے قسم خدا کو ابھی طلب کرتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں
 متعدد آیات میں سابق کو سبق پر فضیلت دی ہے اور امت میں سے کسی شخص نے اسلام میں

مجھ پر سبقت نہیں کی ہے اعلان لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے پھر حضرت اہل بیتؑ فرمایا کہ میں
 تم سے بہتر خدا کو اہی طلب کرتا ہوں آیاتم جاننے ہو کہ جب آیہ کریمہ **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ** تو
 رسول خدا سے اس کی بابت سوال کیا گیا اور آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ قائل ہے اس آیت کو انبیاء
 اور اہل ان کے اوصیا کے باب میں نازل فرمایا ہے پس میں انبیاء و مرسلین سے افضل ہوں اور علیؑ میرا
 وصی ہے اور وہ افضل اوصیا ہے۔ اُن لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے پھر حضرت امیرؑ نے
 فرمایا کہ میں تم سے بہتر خدا کو اہی طلب کرتا ہوں کہ جب آیہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ**
 واولی الامر منکم اور آیہ **وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْقَوْلَ الَّذِي دُعُوا بِهِ** کو ان کے اولیا سے امر بتا دو
 آیہ **لَمْ يَخْزَ الْإِسْلَامُ** نازل ہوئی اور اللہ جل جلالہ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ لوگوں کو ان کے اولیا سے امر بتا دو
 اور جس طرح سے ان کی نافرمانی و کفارت و جح کو ان پر ظاہر کر دیا ہے اسی طرح سے ولایت کو بھی ظاہر
 کر دو۔ اس پر سبغیر خدا نے غدیر خم کے مقام پر مجھے لوگوں کے واسطے قائم فرمایا اور کہا کہ اے لوگو مجھے ہند
 جل شانہ نے ایک رسالت کا حکم دیا ہے جسکی وجہ سے میرا سینہ تنگ ہو گیا اور میں نے خیال کیا کہ لوگ
 میری تکذیب کریں گے پس میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا بعد اس کے آنحضرت نے لوگوں سے
 ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ عزوجل میرا مولیٰ ہے اور میں مومنین کا مولیٰ ہوں اور میں ان کے
 نفوس سے ان کے لئے اولیٰ ہوں سب نے جواب دیا کہ ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ تب آنحضرت نے
 میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علیؑ مولیٰ ہے خدا یا دوست رکھ اس کو
 جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھے اس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے پس سلمانؓ نے اوٹھ کر عرض کیا کہ یا
 رسول اللہ دلائل علیؑ سے کیا مراد ہے سرور کائنات نے فرمایا کہ علیؑ کی ولایت میری ولایت کے مثل ہے
 جس کے نفوس سے میں اولیٰ ہوں اس کے لئے علیؑ اس کے نفوس سے اولیٰ ہیں یعنی جس کا میں
 آقا اور حاکم ہوں علیؑ بھی اس کے آقا و حاکم ہیں پس آیہ **اَلْكَفَالَةُ لَكَمُؤْتِكُمْ** نازل ہوئی تب حضور
 سرور عالم نے فرمایا کہ میں اپنی رسالت سے اپنے رب کے راضی ہونے اور اپنے بعد علیؑ کی ولایت سے
 دین کے کمال ہونے اور نعمت خدا کے تمام ہونے پر خدا کی تکبیر کرتا ہوں۔ حضار نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
 کیا یہ آیات خاص علیؑ کے بارہ میں ہیں آنحضرت نے جواب دیا کہ ہاں خاص علیؑ اور میرے اوصیا
 کے بارہ میں ہیں جو قیامت تک ہوں گے ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لئے ان اوصیا
 کی مراجعت فرمائے آنحضرت نے فرمایا کہ علیؑ میرا بجائی اور وراثت اور وصی اور میرے بعد مومن کا
 علیؑ ہے بعد اس کے میرا فرزند حسنؑ اور پھر حسینؑ اور بعد اس کے نو اشخاص اولاد حسینؑ سے ہیں

قرآن اعلیٰ کے ساتھ اعلیٰ قرآن کے ساتھ ہیں۔ نہ وہ قرآن سے ملے ہوئے اعلیٰ قرآن اعلیٰ کے ساتھ ہوگا یہاں تک کہ یہ سب حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ جب امیر المؤمنین یہ کہنے کے تو
 مہاجرین و انصار میں سے بعض اشخاص نے شہادت دی اور کہا کہ یہ تحقیق ہم نے یہ باتیں رسول اللہ
 کی بیان مبارک سے سنی ہیں اور بعض نے کہا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا اس کے اہم اجراء تو ہیکو یا دہیا
 اور ہم نے ان کو حفظ کر لیا ہے لیکن کل ہم کو یاد نہیں ہے اور ہم میں سے جن اشخاص نے ان کو یاد
 حفظ کر لیا ہے وہ ہمارے اختیار و فاضل ہیں۔ پھر حضرت مرتضوی نے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم ہے
 کہ اللہ جل شانہ نے آیہ تطہیر حب نازل فرمائی تو رسول خدا نے مجھ کو اور فاطمہ کو اور میرے دونوں فرزند
 حسن و حسین کو جمع کر کے ہم سب پر ایک دعا ڈال دی اور فرمایا کہ خدا یا یہ میرے اہل بیت ہیں ان کا گھر
 میرا گھر ہے جو چیز ان کے لئے ریخ دہے اور جو ان کو مجروح کرنے والی اور ایذا دینے والی ہے
 وہ میرے لئے ریخ دہے اور ایذا رسان ہے۔ پس ان سے حر بُرائی کو دور رکھ اور لون کو طہارت کامل
 عطا فرما یہ سن کر ائم سلمہ نے کہا "اور میں! یا رسول اللہ" پیغمبر خدا نے ان سے فرمایا کہ تو خیر کی
 طرف ہے۔ امیر المؤمنین کا یہ بیان سن کر مہاجرین و انصار نے عرض کیا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ
 حضرت ائم سلمہ نے ہم سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ بعد اس کے پھر حضور نے مہاجرین و انصار
 سے فرمایا کہ میں تم سے بقیہ شہادت طلب کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب غزوہ جمل نے آیہ یا ایہا الذین
 آمنوا الخ نازل فرمائی تو مسلمان کئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ حکم عام ہے؟ آنحضرت نے جواب دیا
 کہ عامہ مؤمنین اسپر مامور ہیں اور عداوتوں سے میرے بھائی علی ابن ابی طالب اور ان کے بعد
 میرے اوصیا قیامت تک مراد ہیں اور حضور نے جواب دیا کہ ہاں یا ابابا الحسن اس کے بعد پھر غزوہ
 ولایت مآب نے فرمایا کہ میں تم سے بقیہ گواہی طلب کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک پر جلتے وقت مجھے مدینہ میں اپنا خلیفہ و نائب مقرر کر کے چھوڑا اور
 جب میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ نہیں لیا اور عہد توں اونچوں پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا
 تو حضور سرور عالم نے فرمایا کہ مدینہ میں اس بات کی صلاحیت نہیں ہے کہ اوپر مومنین سے یا تمہارے
 کوئی اور حاکم ہو اور تم کو مجھ سے ہی نسبت ہے جو حضرت صادق کو حضرت محمد سے تھی صورت اس
 فرق ہے کہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اس لئے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ امیر المؤمنین علی بیان
 شکر مہاجرین و انصار نے تصدیق کی اور کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے پھر سید الاولیاء علی مرتضیٰ نے
 فرمایا کہ میں تم سے بقیہ گواہی طلب کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب اللہ غزوہ جمل نے سورہ حج

میں یا ایہا الذین آمنوا آخر سورہ تک نازل فرمایا اوس وقت سلمانؓ نے اونٹنکے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ وہ کون لوگ ہیں کہ جن پر آپؐ اور وہ دوسرے لوگوں پر گواہی دے گا اور جن کو خدا نے پاک کرنے کی توفیق فرمائی ہے اور جن پر دین میں کوئی حق نہیں ہے وہ ہیں بولٹ ابراہیمؑ ہے۔ حضور سرور عالم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے اس سے خاصہ تیرہ مردوں کو مراد لیا ہے سلمانؓ نے عرض کیا کیا حضرت ہمارے واسطے اون کی تصریح فرمادیتے۔ حضور سید المرسلینؐ نے فرمایا کہ میں اور میرا بھائی علیؑ اور میری اولاد میں سے گیارہ اشخاص۔ حضور مرتضویؑ کا یہ بیان سُن کر مہاجرین و انصار نے کہا کہ ہاں یا ابا الحسن۔ اس کے بعد حضرت ولایت پناہؑ نے اون لوگوں سے کہا کہ میں تم سے قسم گواہی طلب کرتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبوں میں مقامات متعدد پر اور آخر خطبہ میں کہ جس کے بعد پھر حضورؐ پر فتنے نے خطبہ نہیں دیا ارشاد فرمایا ہے کہ ایہا الناس میں تم میں ثقلین یعنی دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت اہلبیتؑ۔ پس اگر تم ان دونوں کی پیروی و اطاعت کرو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے کیونکہ خدا نے لطیف و خیر نے مجھے مطلع کیا ہے اور مجھ سے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں (قرآن و اہلبیتؑ) اوس وقت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے کہ عرض کوثر پر میرے پاس آئیں۔ یہ سنکر تمام مہاجرین و انصار نے کہا کہ یا ابا الحسن ہم شہادت دیتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے (نیابیح اللوہ)

حصہ اول تمام شد

السید نیا د حسین عابد

۳۔ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ ہجری
۴۔ ساعت صبح یوم چار شنبہ

حصہ ثانی

رحلت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بنا لید ای جن دل نسج ملک پوشید بر تن لباس سیاه ہزاری در آئینہ کے ممکحات ز جان بر موالید شیون کینید بسوزید زین قصہ اہل اصل و فرع در آئید ای سینہ صافان بجوش رسائید افغان بحسب رخ بہین بسازید با حسنہ و رنج و قہر جہان گشت زندان بر آل عباس فروتر نشند از جنس بی کہ حق شان گرفتند اہل فریب نخزدند اہل عناد و آفتاب بہ بستند و کردند زیر و زبر	بگرید ای عسدرش و فرش و فلک بہاتم نشیندے محسرو ماہ گریبان پذیریدے کائنات ز فرق عناصر کلاہ انگینہ بکوشید و مخلصے دین و شرع برآید ای حق پرستان جنش مدایں سوگ ای ساکنانین بشوئید دست از نشاط و طرب چو فرمود رحلت حبیب خدا نشیندگان کنار نبی شدند از حق ارباب حق بی نصیب بر آن نیز از شرط نبض و جفا بہ تخریب بیت نبوت کمر
---	--

حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد جناب پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت شروع ہوئی اور آپ کو بخار و درد و سرماض ہو گیا۔ اسی عرصہ میں حضور پروردگار نے لشکر کا سامان ہیا کہ کے سامان بنید کہ میر لشکر مقرر کیا اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و عیضہ و امیان ہا جرو انصار کو یون کی مکتی میں روٹیوں سے جہاد کرنے کے لئے روانگی کا حکم دیا اور امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب اور حضرت

لئے اس جہاد کی اس وجہ سے ضرورت ہوئی تھی کہ رسول اللہ نے دیکھ کر دوسروں کے پاس ہدایت نامہ لے کر بھیجا تھا اور دوسروں نے نہایت سفاکی سے زید کو شہید کر ڈالا تھا اس ظلم کے مواخذہ کے لئے حضور نے زید کے فرزند اسماء کو میر

عباسؑ کو اپنی خدمت میں حاضر رہنے کو فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے سفر سے معاف کئے جانے کی درخواست کی لیکن حضورؐ سرور عالمؑ نے اس کو نا منظور فرما کر جلد روانہ ہو جانے کا حکم صادر فرمایا۔ (درج النبوة) بعض مسلمانوں نے اسامہ کی ماتحتی سے کراہت ظاہر کی اور روانگی میں توقف و تامل کیا اور اپنے مقام پر کہنے لگے کہ پیغمبرؐ کو مناسب نہ تھا کہ ہم اشراف لوگوں پر ایک غلام زادہ کو امیر مقرر کرتے۔ سرور کائناتؐ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نہایت آزرده و غضبناک ہوئے اور اسی تپے پر اس کی حالت میں عصابہ سراقہؓ پر باندھے ہوئے مکان سے مسجد تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ اے معشر الناس! اسامہ بن زیدؓ کی نسبت تمہارا یہ کہ کیا خیال ہے بخدا وہ اسی طرح سرداری کا سزاوار ہے جیسا کہ اس کا باپ تھا پس تم لوگ میرے حکم سے سرتابی نہ کرو اور اس کے ساتھ غور و نظر ہو جاؤ (روضۃ الصفا۔ درج النبوة) جس وقت اجیش الاسامہ لعن اللہ من تخلف عنها (طل و نخل شہرستانی و شرح مواقف) لیکن باوجود اس تہدید و تاکید کے مسلمانوں نے حکم کی تعمیل نہیں کی حتیٰ کہ سرور عالمؑ نے انتقال فرمایا۔ جب جناب پیغمبرؐ بیمار ہوئے اور جبریلؑ نے رحلت کی خبر دی تو حضورؐ نے جناب سیدہ کو بٹایا وہ حاضر ہوئیں تو سرور عالمؑ نے مرجا یا بنتی کہہ کر اپنے پاس اپنے بے حرکت بٹھایا اور کچھ آہستہ آہستہ اون سے کہا جس کو من کر جناب معصومہؓ بے تحاشہ رونے لگیں اس کے بعد پھر سرور عالمؑ نے کچھ آہستہ آہستہ کہا جس کو من کر سیدہ کے چہرہ مبارک پر آثار مسرت و تبسم ظاہر ہوئے حضرت ام المومنین عائشہؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر جناب صدیقہ طاہرہؓ سے کہا کہ ایک ہی وقت میں غم اور خوشی کا جمع ہونا تعجب خیز ہے ایسی کیا باتیں تم سے رسول اللہؐ نے کیں کہ جن کے سننے سے بے درپے تم محزون و مسرور ہو گئیں۔ جناب سیدہ نے کہا کہ میں آنحضرتؐ کے بارگاہِ افشا نہیں کر سکتی کہ نہ اس کے اظہار کا یہ موقع ہے حضرت عائشہؓ ناقل ہیں کہ رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد یہ سب کچھ پھر سیدہ سے اسی امر کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ پہلے آنحضرتؐ نے اپنے انساں کی ہر گھٹنے کی ہڈی ہٹ کر میں نے لگی دوبارہ فرمایا کہ کھائیں امر پر ہم راضی نہیں ہو کہ ہم سیدہؓ زنانہ ہل بہشت پر اور میرے اہلبیت میں سے تم عنقریب سب پہلے مجھ سے لوگی یہ منکر میں خوش ہو گئی عرض جناب سیدہؓ پیغمبرؐ کی شروع بیماری سے اپنے بچوں سمیت آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر رہتی اور تیمارداری کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہؐ کو جب شدت مرض سے ذابھی افاقہ ہوتا تھا تو فوراً اپنے بستر سے اٹھ کر لو اسوں کو سینے سے لگا لیتے تھے اور ان کو روتے دیکھ کر خود بھی رونے لگتے تھے۔ اور سیدہ سے

مفکر مقرر کر کے ان سے جہاد کا حکم دیا۔ الموات

اون کو چپ کرنے اور تسلی و تسفی دینے کی تاکید فرماتے تھے جب معصوم نواسے اپنے نانا پیغمبر خدا کو شرت مرض کی وجہ سے خاموش پاتے تھے تو پہلے آنحضرت کے کلام کرنے کی کوشش کرتے تھے اور جب وہ نہ بولتے تھے تو رو کر اپنی والدہ سے کہتے تھے کہ نانا جان چپ کیوں ہیں اور ہمیں پیار کیوں نہیں کرتے کبھی جناب سیدہ آنحضرت کی تکلیف کے خیال سے اون کو حضور سرور عالم کے سرمانے پکا سے روکتی تھیں تو وہ حیرت سے اون کا منہ تکنے لگتے تھے اور پوچھتے تھے کہ نانا جان بولتے کیوں نہیں ہیں۔ معصوموں کی یہ باتیں سن کر جناب سیدہ کا بھی دل بھر آیا کرتا تھا اور رونے لگتی تھیں۔ اون کے رونے سے پیغمبر خدا کی آنکھ اکثر کھل جایا کرتی تھی اور حضور دونوں نواسوں کو بے اختیار ہو کر چھاتی سے لگایا کرتے تھے اور جناب سیدہ سے فرماتے تھے کہ اے بیٹی اپنے گریہ کو موقوف کر کہ تیرے رونے سے ملائکہ بے چین ہوتے ہیں اور عرش متزلزل ہوتا ہے۔

علی بن ہلال اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے کہا کہ میں بغرض عیادت حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ جناب سیدہ رو رہی ہیں حضور نے فرمایا کہ اے جان پر رکیوں روتی ہو۔ اونھوں نے کہا کہ بابا جان آپ کی مفارقت پر اور اس تباہی و بربادی پر روتی ہوں جو آپ کے بعد ہوئے والی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے حبیبہ اللہ تعالیٰ نے اہل ارض پر نظر کی اور ان میں سے تمہارے باپ کو منتخب کر کے رسالت پر فائز کیا اور اس کے بعد پھر نظر کی اور تمہارے شوھر کو منتخب کیا اور مجھ پر وحی نازل فرمائی کہ میں اون کے بھتیجا تمہارا عقد کروں۔ اے فاطمہ ہم وہ المیت ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات ایسی نصیبتیں عطا فرمائیں ہیں جو قبل ہمارے کسی کو عطا نہیں کیں اور نہ بعد ہمارے کسی کو عطا کرے گا میں تم انہیں ہوں اور خدا کے نزدیک تمہارا باپ گل انبیاء سے زیادہ کریم ہے اور تمہارا شوھر میرا وصی ہے اور وہ چیز الٰہیہ ہے اور خدا کے نزدیک کل اوصیاء سے زیادہ حبیب ہے اور ہم میں سے جو شہید ہے وہ حیر الشہداء ہے اور وہ تمہارے باپ اور شوھر کا چچا حمزہ بن عبد المطلب ہے اور جس شخص کو اللہ جل شانہ نے دو پر عطا فرمائے ہیں اور جو بہشت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتا ہے وہ ہم میں سے ہے اور وہ جعفر ابن ابی طالب ہیں جو تمہارے باپ کے چچا کے بیٹے اور تمہارے شوھر کے بھائی ہیں اور اس نعمت کے دونوں سبط ہم میں سے ہیں اور وہ حسن و حسین سرور جوانان بہشت تمہارے فرزند ہیں۔ قسم اوس ذات پاک کی جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا کہ مہدی تمہارا اولاد میں سے ہوں گے جو دنیا کو عدل و داد سے معمور کریں گے جبکہ وہ ظلم و جور سے بہر

گنی ہوگی۔ اس حدیث کو حافظ ابو العلاء ہمدانی نے اون چالیس حدیثوں میں لکھا ہے جو حضرت امام ہمدی علیہ السلام کے بارے میں اونھوں نے نقل کی ہیں اور شیخ سلیمان الحنفی نے بھی اسی حوالہ سے اپنی کتاب ینایع المودۃ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

جَبَاب رسالت کی علالت میں زیادتی ہو گئی اور روز بروز ضعف و انحلال بڑھنے لگا۔ جَبَاب سیدہ کی بیانی و بے چینی حضور کی بیماری کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ ایک روز پیغمبر خدا نے اون کو بولتے دیکھا تو خود بھی آبدیدہ ہوئے اور اون کو سینہ سے لگا کر تسلی و تسفی کے کلمات فرمائے اور کہا کہ اے نور دیدہ مفارقت کا وقت بہت قریب ہے۔ میں چند روز تمہارا مہمان ہوں میرے بعد تم پر ظلم کیا جائے گا اور طرح طرح کے مصائب وارد ہوں گے مگر اے میرے پارہ جگر و لبتنگ ہونا اور صبر کرنا۔ یہ سن کر حضرت خاتونِ جنت پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا اور کہنے لگیں کہ بابا جان میں آپ کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتی اور نہ مجھ میں مظالم برداشت کرنے کی طاقت ہے حضور نے فرمایا کہ اے نور چشم صبر کرو اس صبر کے صلہ میں خداوند کریم نے خاص ثواب مقرر فرمایا ہے اور اس صبر کے صلہ میں اللہ جل شانہ تم کو درجہ شفاعت عطا فرمائے گا اور تمہاری شفاعت سے میری اُمت کے بہت سے گنہگار قیامت کے روز بخشے جائیں گے اور جہنم سے نجات پائیں گے۔ صاحبِ فوجِ عظیم امام الحرمین سید ابو الحسین بن یحییٰ ابن الحسن کی مستند کتاب اخبار المدینہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالرحمن ابن فلاد جو جابر ابن عبداللہ انصاری کے قبیلہ سے تھے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا اپنی بیماری کے زمانہ میں حضرت علی ابن ابی طالب اور فضل ابن عباس کا ہاتھ پکڑے اور اُنہیں تکیہ کئے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اوس وقت سر اقدس پر دستار بندھی ہوئی تھی آپ ممبر پر رونق افروز ہوئے اور حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد فرمایا کہ اے لوگو تم اپنے رسول کے مرنے کو کیوں بُرا جانتے ہو جو پیغمبر مجھ سے پہلے آئے اور رسالت پر مبعوث ہوئے کیا اون میں سے کوئی ہمیشہ رہا ہے جو میں تم لوگوں میں ہمیشہ رہوں پس میں عنقریب اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عزتِ اہلبیت اور تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر تم لوگ میرے بعد ان سے متک ایضاً ان کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ بیماری کے زمانہ میں ایک روز پخشنبہ کے دن پیغمبر خدا نے اصحاب کو بہت کچھ پسند و نضایح فرمائے اور مسائل کے جوابات دے

اوس کے بعد فرمایا کہ میرے پاس کاغذ و دواوات لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایسی بات لکھ دوں کہ جس سے تم لوگ آئندہ میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ (معاذ اللہ) یہ تو بہنکی باتیں کر رہے ہیں کچھ لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے قرآن ہمارے لئے کافی ہے صحیح بخاری و مسلم و تاریخ ابن خلدون و مدارج النبوة و روضۃ الاحباب و شفا قاضی عیاض وغیرہ کتب اہل تسنن حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر کوئی توان کی تائید کرنے لگا اور کوئی کہنے لگا کہ نہیں۔ پیغمبر خدا کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔ اصحاب میں باہم جھگڑا ہونے لگا۔ حضور سرور عالم کو حضرت عمرؓ کی سخت کلامی بہت ناگوار ہوئی اور لوگوں کو غل مچاتے اور نزاع کرتے دیکھ کر آپ پر سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا کہ میرے اس سے اونٹ جاؤ کیونکہ پیغمبر کے پاس جھگڑا کرنا اور غل مچانا زیبا و جائز نہیں ہے یہ سن کر لوگ چپے گئے (مدارج النبوة وغیرہ) حضور سرور عالم نے امیر المومنین کو طلب کیا اور فرمایا کہ میں نے شکر اسامہ کی تیاری کے لئے فلان شخص سے روپیہ قرض لیا ہے اور وہ میرے ذمہ باقی ہے تم اسے ادا کر دینا۔ میرے بعد تمپر بہت سی مصیبتیں پڑیں گی لیکن تم بھرا نہ جانا اور صبر کو اپنا شعار بنانا۔ جب تم دیکھنا کہ لوگوں نے دنیا کو اختیار کیا ہے تو تم آخرت کو اختیار کرنا (مدارج النبوة۔ مدارج النبوة۔ روضۃ الاحباب وغیرہ) فوق بگراں اپنی کتاب سراج المبیین میں بحوالہ صحیح بخاری جلد ششم لکھتے ہیں کہ ہشام بن اسد بن مالک رادی ہیں کہ میں نے رسول خدا کو علی مرتضیٰ سے کہتے سنا ہے کہ تمپر میرے بعد ظلم کیا جائے تو تم یہاں تک صبر کرنا کہ مجھ سے وعدہ گاہ کوثر پر ملاقات کرو۔

محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اکابر علمائے امامیہ سے ہیں) محمد بن حسین اور علی بن محمد سے اور ان دونوں نے بہ اسناد متصل ابان بن عثمان سے اور اوس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جانا رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دمانہ آیا تو حضور سرور عالم نے حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت امیر المومنین کو بلایا اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ میری میراث لیں گے اور میرے دین کو ادا کریں گے اور میرے وعدوں کا ایفا کریں گے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ میں اس بار کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ میں مرد مسکین ہوں اور میرے عیال زیادہ ہیں

اللہ مولوی سیّدنا حسین صاحب دلیل المیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ مظلومی شارح بخاری لکھتے ہیں کہ الذین کا وہ من الصواب لا اھل بیت علیہم السلام یعنی اوس تحریر اس وقت ہوئی تھی جب تک اہل بیت میں سے کوئی نہ تھا۔ شارح

اور میرے پاس مال کم ہے آپ کی برابری کون کر سکتا ہے کیونکہ آپ سخاوت میں ہوا کو غل کرتے ہیں یہہ منکر جناب پیغمبر خدا تھوڑی دیر سر جھکاٹے ہے بعد اس کے فرمایا کہ اے عباس کیا تم محمد کی میراث لوگے اور اون کے وعدوں کو پورا اور اون کے قرض کو ادا کرو گے حضرت عباس نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں میں بوڑھا کثیر العیال اور کم مایہ ہوں اور آپ ہوا کو اپنی سخاوت سے شرمسار کرتے ہیں یہہ سن کر حضرت حنیف البشر نے فرمایا کہ اب میں عنقریب اپنی میراث اوس شخص کو دوں گا جو بوجھ کمال اوسے اخذ کرے بعد اس کے امیر المومنین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے علی برادر محمد کیا تم محمد کے وعدوں کو وفا اور اوس کے دین کو ادا کرو گے اور اوس کی میراث لوگے۔ حضرت امیر نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں یہہ احمد مجھ پر اور میرے لئے لازم ہیں یہہ سن کر پیغمبر خدا نے اپنی انگشت مبارک سے اپنی ہر نیکال کر امیر المومنین کو دی اور بلال کو حکم دیا کہ مغضو زہرہ و مہیص و ذوالفقار و سحاب (عمامہ) دشلمہ (مرد) اور دونوں ابرقہ (شکم بند) اور چھڑی لاؤ حضرت علی فرماتے ہیں کہ بخدا میں نے اون دونوں ابرقہ کو اوس سے پہلے کہی نہیں دیکھا تھا بعد اس کے ایک ٹکڑا کپڑے کا لایا گیا جس کے دیکھنے سے آنکھوں میں بچا چونہ پیدا ہوتی تھی اور وہ منجملہ پار چھائے بہشت کے تھا پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی یہہ پارچہ مجھو جبرئیل نے لا کر دیا اور کہا تھا کہ اے محمد اس کو زہرہ کی کڑی میں لگایا کرو اور سچائے ٹپکے کے اس کو شکم پر باندھا کرو۔ بعد اوس کے آنحضرت نے دو جوڑے عربی جوتوں کے منگوائے کہ اون میں سے ایک میں روئی دی ہوئی تھی اور دوسرا بغیر روئی کے تھا اور دو مہیص ایک وہ جو آپ شب معراج پہنے تھے اور دوسری وہ جسے آپ اُحد کے دن پہن کر باہر نکلے تھے اور تین ٹوپیاں ایک وہ جسے سفر کے وقت پہنا کرتے تھے اور دوسری وہ جسے عید اور جمعہ میں پہنتے تھے اور تیسری وہ جسے پہن کر اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اے بلال دونوں نفلہ (قاطر) یعنی شہبا و دلدل اور دونوں ناتے یعنی غنہبا اور قصوا اور دونوں گھوڑے یعنی جناح (جو در مسجد پر آنحضرت کی ضرورتوں کے لحاظ سے موجود رہتا تھا کہ جب آپ کسی شخص کو کسی کام کے واسطے بھیجتے تھے تو وہ سپر سوار ہو کر کام پر جایا کرتا تھا) و خیروم اور عفیر (نام خر) کو لے آؤ جب یہہ سب چیزیں حاضر کی گئیں تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے علی ان سب چیزوں کو لے لو اور انہیں میری زندگی میں قابض

نے بنقام دیگر بخاری جو صحیح حدیث کی جو قصود اوقات و قلم سے متعلق ہے یہہ تشریح کی ہے قولہ فی الروایۃ الثانیۃ و اختلفت اہلیت دینی من کان فی البیت من الصحابة و اهل البیت النبوی یعنی روایت ثانی میں اختلفت اہل البیت دینے اختلاف کیا

ہو جاؤ (کتاب کافی) قریب ملت پیغمبر خدا نے ادواج کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد علی کی اطاعت سب پر واجب ہے اور اسے سرتابی نہ کرنا اور تم لوگ گوشت نشینی اختیار کرنا اور حکم خدا کی خلاف ورزی کر کے گھر سے باہر نہ نکلنا اور نامحرم کی نظر سے اپنے تئیں محفوظ و مستور رکھنا (مدارج النبوۃ دروضۃ الاحباب وغیرہ) پھر حنین علیہما السلام کو طلب کر کے سینہ مبارک سے لگایا اور پیار کر کے آبدیدہ ہوئے اوس وقت عجب کہرام گھر میں تھا۔ بیبیاں ایک طرف اور ہی تھیں سیدہ کا غم سے بُرا حال تھا امیر المومنین کا دل پاش پاش تھا بنی زادے جدا بلک بلک کر رو رہے تھے آنحضرت سب کو تسلی اور صبر کی وصیت فرماتے تھے اور اون کے حال پر آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔ مکان کے باہر اصحاب جمع تھے اونھوں نے اہلبیت کی گریہ و زاری کی آواز سنی تو وہ بھی رونے لگے اور امیر المومنین کو آواز دی اور استدعا کی کہ ایک مرتبہ اور ہم کو رسول اللہ کا جمال جہاں آرا دیکھ بیٹے دیکھئے حضرت سختی مرتبت نے اون کی آہ و زاری سن کر حضرت امیر سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور ان لوگوں کو بلا لو۔ امیر المومنین نے دروازہ کھول دیا اصحاب حاضر ہو کر آداب بجا لائے حضور سرور کائنات نے اون کو اپنی مغافرت پر صبر کی تلقین فرمائی اور کہا کہ اے مسلمانوں اب عنقریب تم سے رخصت ہونے والا ہوں جو احکام خدا مجھ پر نازل ہوئے وہ سب میں نے تم کو پہنچا دیئے روزہ نماز حج زکات محسن جہاد حلال و حرام کے احکام تم کو بتا دیئے تمکو لازم ہے کہ تقویٰ اپنا شعار بناؤ حقوق الناس کی حفاظت کرو نماز و استباضی میں غفلت و کوتاہی نہ کرو پھر فرمایا کہ معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کارروائی کرو گے اور کن کن فنون میں مبتلا ہو گے گو مجھے اس کا تو خوف نہیں ہے کہ تم لوگ پھر شرک کی طرف لوٹ جاؤ گے لیکن اس کا ضرور اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا کی طرف راغب نہ ہو جاؤ اور آپس میں خلافت مندی کرو (مدارج النبوۃ) دیکھو میں دُستیا سے جاتا ہوں اور تم کو جُناہ سے دیتا ہوں کہ اگر تم کتاب خدا اور میرے اہلبیت کی پیروی اور اطاعت کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے تم میں میرے اہلبیت کشتی نوح کی مانند ہیں۔ کہ جو اوس پر سوار ہو گیا اوس نے نجات پائی اور جس نے اوس سے روگردانی کی وہ غرق ہو گیا میرے اہلبیت اور کتاب خدا میں جو ایک دوسرے سے بزرگتر ہیں کبھی جدائی نہ ہوگی یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر پہنچ کر پاس وارد ہوں گے اگر ان میں سے ایک کی بھی مخالفت کرے گا تو بروز قیامت تمہارا کوئی نیک عمل خدا قبول نہ کرے گا اور تمکو جہنم میں ڈالے گا۔ جس شخص

مکانوں نے جو قول بخاری میں واقع ہے اس بخاری کی مراد یہ ہے کہ جنہیں اختلاف واقع ہوا وہ اصحابِ رسول تھے۔ اور نہیں ارادہ کیا بخاری نے اہلبیت میں سے کسی کا اوس جگہ موجود ہونا۔ ۱۲ مولف

نے میرے اہلیت کے معاملہ میں مجھ کو اذیت پہنچائی اوس نے خدا کو اذیت پہنچائی خوب سبب
 لو اور یاد رکھو کہ جس شخص سے قرآن و اہلیت راضی و خوش ہوں گے اوس سے میں بھی راضی اور
 خدا بھی خوش ہوگا جس کی یہ سفارش کریں گے خدا اوس کو بخش دے گا اور جس کی یہ نہایت
 کریں گے خدا اوس کو کہی نہ بخشنے کا قسم ہے اوس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری
 جان ہے کہ ہم اہلیت سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا بجز اوس شخص کے جس کو خدا جہنم میں ڈالے
 گا ہمارا دوست خدا کا دوست اور ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ میں اپنی اہلیت کو خدا کے سپرد
 کرتا ہوں اور ہر مومن کے لئے ولایت چھوڑتا ہوں۔ پھر تین مرتبہ فرمایا اِنِّی تَارِکٌ فِیْکَ الثَّقَلِیْنِ
 کِتَابُ اللّٰہِ وَعَتَرْتِیْ اَہْلِیَّتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَاِنَّمَا لَنْ یُفْرِقَا خِیْرًا۔
 عَلَی الْحُض۔ اذکر کہ اللہ فی اہلیتی۔ میں نے یہ وصیت خدا کے حکم سے کی ہے اس کو خوب
 یاد رکھو اور اس پر اچھی طرح سے عمل کرو اور اپنی اولاد کو سلسلہ بہ سلسلہ پہنچاتے رہو۔

اس کے بعد حضرت ختمی مرتبت نے اصحاب کو رخصت فرمایا۔ امام ابن عقدہ (اہلسنت)
 نے جو روایت حضرت ام سلمہؓ سے کتاب موالات میں لکھی ہے اوس میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ
 سرور عالم نے علیؓ مرقضی کا ہاتھ پکڑ کر اصحاب سے خطاب کیا کہ یہ قرآن کے ساتھ ہے
 اور قرآن اُس کے ساتھ ہے۔ کتاب امالی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ بیماری
 کے زمانہ میں ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں
 سے تر ہو گئی۔ حاضرین نے پوچھا کہ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ فقال ابکی لذرتی
 وما تضرع ہم شرار امتی من بعدک کانی لغافلہ بنی وقد ظلمت بعدی وہی تنادی
 یا ابتاہ یا ابتاہ فلا یعینہا الحدیث کانی بہا وقد دخل الذل فی بنیہا وانتہکت متہا
 وغصبت حقہا وضعت اثرہا وکسرت جنبہا وسقطت جنبہا۔ یعنی حضور نے فرمایا کہ میں
 اپنی ذریت اور اوس سلوک پر روتا ہوں جو شرار امت میرے بعد اوس سے کریں گے۔ گویا
 کہ میں اپنی بیٹی فاطمہؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد اوس پر ظلم کیا جا رہا ہے اور وہ بابا۔ بابا
 چلا رہی ہے اور میری امت میں سے کوئی اوس کی مدد نہیں کرتا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں
 کہ ذلت اُس کے گھر میں داخل ہوئی اور اوس کی حرمت ضائع کی گئی اور اوس کا حق غصب
 کیا گیا اور وہ میراث سے ممنوع اور محروم کی گئی اور اوس کا پہلو مجروح کیا گیا اور اس کا بچہ
 ساقط ہوا۔ جناب صدیقہ یہ سن کر رونے لگیں پیغمبر خدا نے فرمایا مت رُوئے من بعدی

جگر بند۔ صدیقہ نے کہا کہ میں اپنی مصیبتوں پر نہیں روتی بلکہ آپ کی جدائی پر روتی ہوں۔
 فقال لها البكر يا بنت محمد بسرعة اللحاق بے فانك اول من يلحق بے من اهلتي لابن
 عباس کی دوسری روایت کے مطابق) فانك لا تمكثین من بعد الا اثنين وسبعین یوماً
 ونصف یوم حتی تلحقی بے ولا تلحقین بے حتی تنحی بشار الجنة فضحكت قاطمة۔ یعنی
 سرور کائنات نے فرمایا کہ اے میری نخت جگر خوش ہو کہ تم مجھ سے جلد ملو گی اور میرے
 اہلیت میں تم ہی سب سے پہلے میرے پاس آو گی۔ تم میرے بعد ساڑھے بہتر دن سے
 زیادہ دُنیا میں نہ ٹھرو گی اور رحلت سے پہلے جنت کے میوے تمہارے پاس بطور تحفہ کے
 آئینگے یہ سن کر جناب صدیقہ نے تبسم فرمایا۔ جناب سرور عالم کی بیماری اور
 نقاہت اس درجہ بڑھی کہ مسجد میں تشریف لے جانے کی طاقت نہیں رہی تو آپ نے
 فرمایا کہ مسلمان میرے آنے کا انتظار نہ کریں خود نماز پڑھ لیں۔ حضرت عائشہ نے مسجد
 میں کہلا بھیجا کہ حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم پیغمبر خدا نے دیا ہے۔ بیٹی کی طرف
 سے یہ حکم سن کر حضرت ابوبکر نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ مسجد تو قریب ہی تھی حضور
 سرور عالم کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر امامت کر رہے ہیں تو باوجود ضعف و نقاہت
 کے امیر المومنین اور حضرت عباسؓ پر تکیہ کئے ہوئے اس طرح مسجد میں تشریف لائے
 کہ پاؤں مبارک زمین پر خط کھینچتے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر کو ہٹا کر حضور نے بیٹھ کر نماز
 پڑھائی (مناقب مرتضوی۔ حیات القلوب) علمائے اہلسنت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت
 ابوبکر کو جب اثنائے نماز میں معلوم ہوا کہ حضور پر نور تشریف لائے ہیں تو پیچھے ہٹا چاہا مگر
 پیغمبر خدا نے اشارہ کیا کہ اپنی مقام پر رہو اور خود اون کے بائیں جانب اور بقول ابن
 خلدون داہنی طرف بیٹھ کر نماز میں شریک ہو گئے حضرت ابوبکر نے پیغمبر خدا کی اقتدا کی
 اور دوسروں نے حضرت ابوبکر کی اس طرح اقتدا کی کہ وہ بآواز بلند تکبیر کہتے تھے۔ جس سے
 معتقدیوں کو رسول اللہ کے افعال نماز سے اطلاع ہوتی تھی (مدارج النبوة) بعد ختم نماز
 حضور دو لسترا میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کو طلب کر کے ناخوشی کے
 ہجم میں فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ انھوں
 نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک آپ نے حکم دیا تھا اور ہم لوگ مدینہ سے نکلے اور ان کے لشکر
 میں شریک بھی ہو گئے تھے مگر ہم کو خبر ملی کہ حضور کا مزاج بہت نادرست ہو گیا ہے۔

اس نے خیریت دریافت کرنے کی غرض سے ہم واپس آگئے۔ آنحضرت اذن کے اس حیلے سے خاموش ہوئے اور فرمایا کہ اب فہم تم لوگ لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہو جاؤ جو شخص اس سے خلف گمے گا اس پر خدا کی لعنت ہے (طل دخل شہرستانی وشرح مناقب کتب اہلسنت) اس کے بعد وہ لوگ اٹھ گئے اور حضور پر بوجہ تکان کے غشی طاری ہوئی۔ اہلبیت یہ حالت دیکھ کر سخت پریشان ہو گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد غشی جاتی رہی اورفاقہ ہو گیا۔ (۱)

آب ۲۸ صفر دیا یہ اختلاف روایات ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱۱ ہجری کی صبح گریبان چاک کئے ہوئے نمودار ہوئی۔ حضور پُر نور کو معلوم ہوا کہ صبح کی نماز پھر حضرت ابوبکرؓ پڑھا رہے ہیں۔ آپ نے مسجد کا قصد فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کو (بقول حضرات امامیہ) ہٹا کر خود نماز پڑھائی اور بقول حضرات سنیہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہؐ کا آنا معلوم کر کے ہٹنا چاہا مگر حضورؐ نے اذن کو ارشاد کیا کہ اپنے مقام پر رہو اور خداؤں کے داہنی طرف بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکرؓ نے کعبہ کی خدمت ادا کی۔ بعد نماز کے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ الحمد للہ اب آپ کا مزاج اچھا اور روح صحت معلوم ہوتا ہے اس کے بعد رخصت ہو کر اپنے مکان کو جو محلہ سبخ میں مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا چلے گئے (مارج النبوة تاریخ ابن خلدون و طبری وغیرہ) اور حضورؐ سرور عالم بیت الشرف میں تشریف لائے۔ یہ دن دوشنبہ کا تھا جس کی دوپہر کو آفتاب رسالت غروب ہونے والا تھا۔ جناب امیر اور حضرت سیدہ اور حنین علیہم السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں اور حضورؐ سب کو تسلی و تسفی فرما رہے ہیں صاحبزادوں کو بار بار سینہ سے لگاتے ہیں اور اذن کی خوشبو سونگتے ہیں۔ جب رحلت کا وقت قریب آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین سے فرمایا کہ مجھ کو اپنے اوپر تکیہ دے کر بٹھاؤ۔ حضرت امیر نے پشت مبارک کی طرف بیٹھ کر حضورؐ کو اس طرح تکیہ دیا کہ آنحضرتؐ کا سر اقدس جناب امیر کے سینہ مبارک پر تھا سرور عالم نے ایک چادر اور ڈھلی اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو اس کے اندر لے لیا اور کچھ اسرار آہستہ آہستہ تعلیم فرمائے اس کے بعد کہا کہ اب مجھے لٹا دو امیر المومنین نے بستر پر لٹا دیا اس وقت حضورؐ پر بہت ضعف طاری تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ جناب سیدہ طاہرہ سر لٹے بیٹھ گئیں۔ سیدہ المرسلینؓ آنکھیں بند کئے ہوئے خاموش بیٹھتے تھے کہ دروازہ پر ایک شخص

لے واضح ہو کہ نادہرہ حاجی کے حلق سینوں کے یہاں جدوایات عدد ہوئی ہیں اذن میں باہم بہت اختلاف ہے۔ اور اگر باہم تصدیق کیا جائے تو ان روایات مختلفہ سے حسب روایت اہل تشیع غلبہ نکلتا ہے اس لئے ہم نے مختلف روایتوں کو لکھنا ضروری سمجھ کر ذکر کیا اور مارج النبوة میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے جو روایت لکھی

آنکھیں بند کئے تھے خاموش بیٹھے تھے کہ دروازہ پر ایک شخص نے آواز دی السلام علیکم السلام
 النبوة و معدن الرسالة و رحمة الله وبرکاته۔ مجھے حضرت ختمی مرتبت سے ملاقات کرنا ہے اندر
 آنے کی اجازت دیجئے۔ جناب معصومہ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ اے شخص رسول اللہ
 کا مزاج اچھا نہیں ہے اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی۔ جواب سن کر وہ شخص تھوڑی دیر خاموش
 رہا تھوڑے وقفہ کے بعد پھر اوس نے اسی طرح حاضر ہونے کی اجازت مانگی جناب سیدہ نے
 پھر وہی جواب دیا تھوڑی دیر خاموش رہ کر تیسری مرتبہ اوس نے پھر اسی طرح اجازت طلب کی
 لیکن ایسی ہولناک آواز سے کہ جناب طاہرہ درگاہیں اور حضرت رسالت پناہ نے آنکھیں کھول دیں
 اور پوچھا کہ کیا ہے۔ حضرت صدیقہ نے کہا بابا جان میری جان آپ پر فدا ہو۔ ایک شخص دروازے
 پر کھڑا آپ سے ملنے کیلئے اندر آئیگی اجازت مانگ رہا ہے۔ میں نے ہر چند اوس سے کہا کہ اس وقت ملاقات
 نہیں ہو سکتی لیکن وہ دروازے سے ملنے کا نام ہی نہیں لیتا اور اب کی مرتبہ تو اوس نے ایسی ڈواہی آواز
 سے اجازت مانگی ہے کہ میں چونک پڑی اور میرا دل لرزنے لگا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ اے جان پرہیزگار کو معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔ یہ ملک الموت حضرت عزرائیل ہیں جو عہد تو کی بیوہ اور
 بچوں کو قیام کرتے ہیں یہی وہ فرشتہ ہے جو حکم قضا کی تعمیل میں نہ بوڑھے پر ترس کھاتا ہے اور نہ بچے پر
 رحم کرتا ہے۔ یہ کسی کے گھر میں اجازت لیکر نہیں جاتا جہاں چاہتا ہے بیدھڑک چلا جاتا ہے اے
 عزیز دیدہ یہ صرف تمہارے ہی گھر کی عزت ہے کہ ملائکہ دروازے پر کھڑے ہو کر ادب سے اذن طلب
 کرتے ہیں اور بلا اجازت داخل نہیں ہوتے۔ اب اونکو اندر آئیگی اجازت دو۔ جناب معصومہ یہ سنکر
 بیتابانہ رونے لگیں رسول اللہ نے اولن کا ہاتھ لیکر اپنے سینہ مبارک پر رکھا اور ایسے خاموش ہوئے
 کہ معلوم ہوا انتقال کر گئے جناب سیدہ نے حضور کے چہرہ مبارک پر سر جھکایا اور رورو کر کہنے لگیں
 اے بابا! اے بابا! آنکھیں کھولئے اور میری طرف دیکھئے اور مجھ سے بات تمجئے۔ پیغمبر خدا نے
 آنکھیں کھولیں اور اپنے ہاتھ سے سیدہ کے آنسو پاک کر کے فرمایا اے محنت جگر میں موقوف کرو کہ تمہارے
 رونے سے آسمان متزلزل اور ملائکہ و حاملان عرش بیچیں ہوئے ہیں (مدارج النبوة وغیرہ) جناب

امامی کو لکھنا کافی سمجھا۔ اگر چاہل سنت علماء اس روایت پر زیادہ زور دینے کے پیغمبر خدا نے حضرت جوہر کو امامت ناز کی
 امتداد دی۔ اور وہ جس روایت پر زور دیتے کی یہ ہے کہ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس لعائن کے خلاف کا قیام پیدا ہوتا ہے
 حالانکہ قطع نظر اور حالات مقبولہ فقہین کے نادان امامت کے خلاف کا منشا کی طرح پیدا ہی نہیں ہوتا کہ اگر وہ شریعت
 نادان امامت سے تنبیہ نہ کر سکتا ہے اور خلاف جو در اصل غیث کی نیابت ہے ہر شے نہیں کر سکتا بلکہ وہی شخص کر سکتا ہے
 جو قبول ہی ہو گیا تبلیغ سے زیادہ کثرت و اولیٰ اللہ فی حکم خدا صراحتاً ظاہر فرمایا ہے کہ پیغمبر کبریٰ رازی و غیرہ مشہور
 سید علی وغیرہ۔ اس لئے امامت خدا سے خلافت پیغمبری کا منشا ہے بلکہ قیاس مع الضمان ہے علامہ ابن حجر

سیدہ نے پہچان کر آپ قیامت کے دن کہاں ہیں گئے۔ حضور نے فرمایا کہ لئے محمد کے بیچے تم مجھ کو پاؤ گی جہاں میں
اپنی امت کے لئے استغفار کر رہا ہو گا۔ پھر سیدہ نے کہا اگر آپ وہاں نہ ملیں؛ فرمایا تو پھر میں عرض کوثر
کے قریب ملوں گا جہاں اپنی امت کو پانی پلاتا ہو گا۔ پھر سیدہ نے پوچھا کہ اگر وہاں بھی آپ نہ ملیں حضور
نے فرمایا تو پھر میں صراط کے نزدیک ہو گا اور اپنی امت کے لئے دعا کر رہا ہو گا سیدہ نے کہا کہ اگر آپ
وہاں بھی ملاقات نہ ہو حضور نے فرمایا تو دوزخ کے کنارے تم مجھے پاؤ گے جہاں میں اپنی امت کے
گنہگاروں کو بچانے کی کوشش کر رہا ہو گا۔ اس کے بعد آنحضرت نے آنکھیں بند کر لیں جناب سیدہ
نے کہا واکر تباہ اور بقیاب ہو کر روئے لگیں سرور عالم نے دعا کی خداوند! تو فاطمہ کو میری مفارقت
پر صبر عطا فرما۔ اور جناب صدیقہ سے کہا کہ اے بیٹی صبر کر اور جب میری روح قبض ہو جائے تو انا
وانا الیہ راجعون کہنا۔ خداوند کریم نے ہر مصیبت کا عوض مقرر فرمایا ہے۔ سیدہ نے کہا کہ آپ کا عوض
کیا ہو سکتا ہے! واکر تباہ حضور نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی کرب و اندوہ نہ ہو گا۔
اس کے بعد ام المومنین عائشہ جناب خیر الانام کے قریب آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ہی
کچھ وصیت فرمائے۔ آپ نے جواب دیا کہ تم کو اور سب ادواج کو قبل ازیں جو وصیت کر چکا ہوں اوپر
عمل کرنا۔ پھر جناب سیدہ سے کہا کہ اپنے بچوں کو لاؤ۔ سیدہ نے اون کو پیش کیا۔ آنحضرت نے اون کو
اپنے سینہ سے لگا کر خوب پیار کیا اور اون کی خوشبو سونگی۔ حضور جب سب سے رخصت ہو
چکے تو ملک الموت اجازت پا کر حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے سرمانے بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا سراقد اس اپنی گود میں لے لیا۔ ملک الموت نے حضور سے عرض کیا کہ خداوند کریم نے مجھ کو حکم
دیا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں اور دُنیا سے رحلت فرمانا چاہیں تو میں آپ کی روح اقدس قبض
کروں۔ حضرت خاتم الانبیاء نے فرمایا کہ اتنی دیر توقف کر دو کہ جبرئیل آئیں آلیں۔ اور میں اون سے
کچھ گفتگو کروں۔ خدا جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ باری تعالیٰ کے حکم سے آج جہنم ٹھنڈا کر دیا
گیا ہے تمام آسمانوں اور جنوں میں آرائش کی گئی ہے ملائکہ رحمت اپنے ہاتھوں پر طبق جواہرات
آپ پر نثار کرنے کی غرض سے لئے ہوئے آپ کے منتظر ہیں۔ انبیاء کرام آپ کے استقبال کے لئے
کھڑے ہیں حضور سید الانبیاء نے کہا کہ یہ سب خدا کا فضل ہے جس کا شکر بندہ سے ادا نہیں
ہو سکتا لیکن اے جبرئیل یہ تبارک و میری امت گنہگار کے بارے میں اللہ جل شانہ کیا فرماتا ہے
جبرئیل نے عرض کیا کہ خدا نے عروج و جل فرماتا ہے کہ قیامت کے دن آپ کی امت اس قدر بخشی
جاو گی کہ آپ خوش ہو جائیگی۔ یہ بشارت سن کر امت کے سر پرست ماں باپ سے زیادہ شفیق

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر کیا اور فرمایا کہ اب میرے دل کا طمیان ہو گیا۔ اس کے بعد کھٹ الموت کو اجازت دی اور انھوں نے روح القدس قبض کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۱

جو تسلیم شد آن سو لکھیم شد از شرق تا غرب عالم تمیم
گھر میں کہرام عظیم برپا ہو گیا۔ ادواج والہبیت پیغمبر گریہ و زاری کرنے لگے۔ جناب فاطمہ زہراؑ رو رو کر کہتی تھیں مائے بابا۔ آپ نے دعوت حق کی اجابت فرمائی اور مجھ کو چھوڑ کر فردوس برین کو تشریف لے گئے۔ مائے بابا۔ اب جبریل کس کے پاس آئینگے اور وحی کس کو سنانے لگے؟ خدا سے بڑھ کر میری روح کو بابا جان کی روح کے پاس پہنچانے مجھ کو بابا جان سے جدا کر اور اون کی ملاقات سے محروم نہ فرما۔ فرمائے قیامت بابا جان کی شفاعت مجھے نصیب کر اس آسمان میں یہہ آواز سنائی دی السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس فی عقد الموت واما تو فون ماجور کہ یوم القیامۃ یعنی سلام ہو تم پر اور رحمت و برکت خدا سے الہبیت پیغمبر ہر دو بیجا ت کو یہہ امر موت دہش ہے خداوند کریم بروز قیامت تم کو پورا اجر عطا فرمائے گا جب آواز موقوف ہوئی تو لوگوں نے امیر المومنین سے پوچھا کہ یہہ کس کی آواز تھی آپ نے بتلایا کہ وہ حضرت خضر کی آواز تھی اور وہ حضرت ہم کو پُر سادینے آئے تھے (روضۃ الصفا۔ معارج النبوة۔ روضۃ الاحباب) حضور سرور عالم کے انتقال کی خبر سن کر حضرت ابو بکر اپنے مکان سے (جو محلہ نسخ میں تھا) تشریف لائے اور تھوڑی دیر بھرے حضرت عمر و ابو عبیدہ نے کچھ آہستہ اون سے کہا اور قیوں بزرگوار اوٹھ کر متغیہ کو چلے گئے جہاں کچھ لوگ پہلے سے جمع تھے۔ وہاں پہنچ کر قمر خلیفہ پر گفتگو شروع کی اس عرصہ میں وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور بہت عرصہ تک قیل وقال کے بعد حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ آپ لوگ آپس میں جھگڑا نہ کریں عمر موجود ہیں ان سے جیت کر لیتے جائیں۔ عمر نے کہا کہ واہ! آپ بزرگ تجربہ کار ہیں آپ کے ہوتے میں کیوں کہ ایسی جرات کر سکتا ہوں یہہ کہہ کر جھٹ اون کا ہاتھ لے کر بیعت کر لی اون کے بعد ابو عبیدہ نے بیعت کی پھر اور لوگوں نے بیعت کی کچھ لوگ اس بیعت سے ناراض بھی ہوئے مگر چونکہ سلسلہ چل رہا تھا کچھ لوگوں نے تو اسی وقت وہیں حضرت ابو بکر کو خلیفہ تسلیم کر کے

جناب رسالت اب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف انتقال کے وقت ۶۳ سال کی تھی ۶۴ برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے اور بعد بیعت ۱۳ برس تک ایں دعوت اسلام فرماتے رہے۔ ۵۴ برس کی عمر میں مدینہ کو ہجرت فرمائی اور ۱۰ برس مدینہ میں رہ کر تبلیغ رسالت فرمائی۔ ۶۸۔ صفر اور قبول دیگر ۱۲۔ ربیع الاول کو مدینہ ہجری میں دنیا سے خد برین کو تشریف لے گئے۔ ۱۲۔ المولود

جیت کر لی اور باقی رفتہ رفتہ حضرت عمر وغیرہ کی کوشش سے سعیت میں داخل ہوتے گئے۔ جو کہ
 سرسری طور سے حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہو گئے (۱) امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
 نے تجہیز و تکفین کا سامان درست کیا۔ سب سے پہلے اپنے ایک پردہ ڈالکر بیسیوں کو پس پردہ
 بٹھلایا اور فضل بن عباس کو طلب کر کے اون کی آنکھوں پر پٹی باندھی تاکہ اون کی نظر آنحضرت
 کے جسم اطہر پر نہ پڑے اور اون سے کہا کہ تم پانی ڈالو اور خود غسل دینے میں مشغول ہوئے جب
 جسد اطہر کو پہیرنا چاہتے تھے تو وہ خذ کر وٹ لیلینا متاعسل دینے کے اثناء میں اتفاقاً فضل
 ابن عباس کی پٹی کھل گئی اور اون کی نظر جسم اطہر پر پڑی جس سے اون کی بنیائی جاتی رہی۔ پھر
 بعد غسل کا فورجنت سے حوط کر کے کفن پہنایا اور بنی ہاشم اور ان چند اصحاب کو شل سلمان والوڈ
 وعمار و مقداد وغیرہ کے جو مسجد میں بیٹھے رو رہے تھے بلا کر نماز جنازہ پڑھائی اور آنحضرت کے
 خاص حجرہ میں جسد اطہر کو دفن کیا۔ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہو کر معہ حضرت عمر وغیرہ کے
 سقیفہ سے لوٹے تو حضور سرور عالم دفن ہو چکے تھے۔ یہاں وجہ شرکت نماز وغیرہ سے محروم رہے
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کر کے لوگ جناب خیر النساء کی خدمت میں بغرض تشریف
 حاضر ہوئے سیدہ نے اون سے کہا کہ تم لوگوں کے دل نے کیونکر گوارہ کیا کہ رسول اللہ کو زیرین
 رکھ کر اون پر خاک ڈالی۔ اونھوں نے عرض کیا کہ اے بنت رسول آپ کا ارشاد بجا ہے۔ ہم کو
 بھی حضور سرور عالم کی مفارقت کا بہت بڑا صدمہ ہے لیکن کیا کریں حکم خدا سے چارہ نہیں۔
 اسکے بعد حضرت خاتونِ جنت گھبرا کر اٹھیں اور اپنے پدر بزرگوار رسول مختار کے قبر منور پر مٹی
 اور بہت روئیں اور ٹہنی میں خاک لیکر اپنی آنکھوں پر ڈالی اور بطور نوحہ کے یہ اشعار فرمائے

ما ذا اعلى من شمع تربة احمد ان لا یشم مدی الزمان عوالیا

یعنی جس شخص نے تربت احمدی کی خوشبو سونگھی او سکودوسری خوشبو سونگھنے کی حاجت نہیں

۱۔ شمس العلماء شبلی نعمانی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں :- ”یہ سچ ہے کہ حضرت عمر و ابوبکر
 وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے۔ یہ بھی سچ ہے کہ اونھوں نے سقیفہ
 میں پہونچ کر خلافت کے بارے میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اس طرح کوشش میں مصروف رہے۔ کہ
 گویا اون پر کوئی حادثہ ہی نہیں آیا تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ اونھوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصاف
 بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علی سے بزدور منوانا چاہا۔ گو بنی ہاشم نے بہ آسانی اون کی خلافت تسلیم نہیں کی
 ان تمام امور کی تصدیق کر کے شمس العلماء موصوف اپنی رائے اور قیاس قائم فرماتے
 ہیں جس سے ہم کو متعلق نہیں ہے اور نہ اوپر بحث کرنا منظور ہے۔ ہماری نظر واقعات پر
 ہے اور واقعات پر کسی کی رائے اور قیاس کو ترجیح نہیں ہو سکتی۔ ۱۲۔ المولف

صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الايام صون لیا لیا
 یعنی مجھ پر وہ مصیبتیں وارد ہوئیں کہ اگر وہ مصیبتیں روز روشن پر پڑتی تھیں تو وہ شب تار ہو جاتا
 الا انشد شوقی زیت بکربا کیا انوح واشکو کھو مارا دک مجاوی
 یعنی جب میرا شوق زیادتی کرتا ہے تو دوتی ہوئی آپ کی قبر کی زیارت کرتی ہوں اور نوح و شکایت کرتی ہوں
 آپ کچھ جواب نہیں دیتے۔ ایسا لکن الغبرا علی البکاء + و ذکرک انسانی جمع المصائب
 یعنی بے بابا آپ کے زیر زمین ساکن ہو جانے مجھے رونا سکھا دیا اور آپ کے ذکر نے تمام مصیبتیں مجھے
 بھلا دیں۔ فان كنت عني في التراب مغيثا فما كنت عن قلبي الحزين لبغائب
 یعنی اگرچہ آپ نے زیر زمین پہنان ہو کر غائب ہو گئے لیکن میرے قلب حزین سے آپ غائب نہیں ہیں۔ یہ
 اشعار بھی جناب سیدہ کی طرف منسوب ہیں۔

نفسی علی زفرا تہا محبوسۃ
 یعنی میرا نفس ہچکیوں میں مقید ہے
 یا لیتھا خرجت مع الزمرات
 کاش وہ ہچکیوں کے ساتھ نکل جاتا
 لاخیر بعدک فی الحیات واما
 ایکے مخافتہ ان تطول حیات
 یعنی آپ کے بعد بے باز زندگی دنیا میں کوی عہدگی نہیں ہے۔ اس غزل سے روتی ہوں کہ کہیں میری زندگی
 زیادہ نہ ہو۔ (مراج النبوه و معارج النبوة)

گر یہ بچا جناب سیدہ
 جناب رسالتآب کی رحلت کا جو صدمہ البلیت اور خصوصاً حضرت
 معصومہ کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے حضور کے انتقال کے بعد
 کسی نے خیر النساء کو زندگی بھر ہنسنے نہیں دیکھا ہر وقت اپنے پدر بزرگوار کے فرق میں رویا کرتی تھیں
 سات روز تک متواتر یہ حالت رہی کہ کسی وقت گریہ و زاری موقوف نہیں ہوئی۔ انٹھویں دن بتایا
 ہو کر اٹان خیزان جناب رسالتآب کی قبر مطہر پر جانیکے لئے باہر نکل آئیں۔ بہ سبب گریہ و رقت کے آپ کو
 کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور بخود ہی سے پائے مبارک گوشہ چادر میں اوجھ جاتے تھے۔ بنی ہاشم کی عورتوں
 نے ان کو حلقہ میں لیلیا۔ روتی ہوئی پیغمبر خدا کی قبر پر پہنچیں۔ اور اس طرح نوحہ کرنے لگیں۔

قل صبری و بان عمنی عزائی بعد فتدی لحاتم الانبیاء
 یعنی خاتم الانبیاء کی وفات کے سبب میرے صبر نے کمی کی اور تسکین خاطر نے مجھ سے دوری اختیار کی
 عین یا عین اسکی الدمع سخا ویک لا تجلی بغیض الدماء
 یعنی لے چشم آنسوؤں کو مسلسل جاری کر اس مقام حسرت و انوس میں اشک بہانے میں نخل نہ کر

یا رسول اللہ یا خیرہ اللہ + کھنکھ لایام والضعف + قد یکدک الجبال للوش جمعا + والظہر والارض یسبحک
 یعنی اے رسول خدا اور برگزیدہ بادشاہ! اے جلالتِ پناہ میثان وضعیان آپ پر پڑی اور جانور اور پرندہ زمین و آسمان سب گنتے ہیں
 دیکھاں الحجون والورکن + والشعربا سیک مع البطحاء + ویکاک المذا والذس القرآن + فی الصبح معنا والمساء
 یعنی اے بابا آپ پر حجون درکن اور شعربا حرام اور بطحاء روتے ہیں اور آبا آپ محراب عباد و تلاوت قرآن ہمارے صبح و شام گزرتے ہیں
 دیکھاں الاسلام اذمتنا + الناس علینا من مایہ الغریاء + الدترامند کنت تعلوا + علاہ الظلا بعد الضیاع
 اے بابا رسول اللہ آپ پر اسلام روتا ہے جو آپ کے ہونے لوگوں کی نظروں میں غریب مضمحل ہو گیا ہے اور کیا بابا آپ نہیں دیکھتے
 اوس منبر کو جس پر آپ رونق افروز ہوتے تھے کہ اب اوس پر بعد روشنی کے تاریکی نے اپنی جگہ کر لی ہے۔

تہہ ہر تہہ پر پڑھ کر اس قدر روئیں کہ غش آگیا۔ زبان بنی ماثم نے رخِ انور پر پانی چھڑکا جب شمس آیا
 تو پیغمبر خدا کی روح اقدس کو خطاب کر کے کہا یا ابتاہ بقیت والہۃ وحیدۃ وحیدانۃ مزیدۃ فقد اجمعت
 صوفی وانقطع ظہری وتنقص عیشی فتکدر دہری یعنی اے بابا بعد آپ کے میں تنہا والہ و حیران ہوں
 روتے روتے میری آواز مٹی گئی اور بارغم سے میری کڑوٹ گئی۔ زندگی سے دل بیز ہو گیا اور دمان
 میری نظروں میں کد رہ گیا۔ یا ابتاہ فما احد بعدک انیساً الوحشی ولا زاد لد معنی ولا معینا لضعف
 یعنی اے بابا بعد آپ کے میں اپنی وحشت و مصیبت میں کسی کو مونس و غماز نہیں پاتی۔ میرے آسودہ
 کا پونچھنے والا کوئی نظر نہیں آتا اس ضعف و ناتوانی میں میرا کوئی معین و مددگار نہیں ہے۔ قد
 فلت بعدک محکمہ التزیل و محبط جبرئیل و محل میکائیل یعنی اے بابا آپ کے بعد وحی کا نازل ہونا
 اور جبرئیل و میکائیل کا آنا موقوف ہو گیا۔ انقلب بعدک یا ابتاہ الاسباب اغلقت دوائے
 الابواب۔ یعنی مائے بابا آپ کے بعد تمام امور منقلب ہو گئے اور دروازے کشادہ بند ہو گئے۔ فانا
 للدنیا بعدک قالیۃ وعلیک ماتردود انفاسی بالکیۃ۔ یعنی مائے بابا آپ کے بعد دنیا سے
 مجھے نفرت ہو گئی اور میری سانس آپ پر روتی ہوئی آٹھاتی ہے۔ لاینفد شوقی الیک ولا
 حزنی علیک۔ یعنی میرا شوق آپ کی طرف سے بابا جان کم نہیں ہوتا اور آپ کے غم مفارقت
 میں کمی نہیں ہوتی۔ فنادت یا ابتاہ وابتاہ۔ اس کے بعد آپ نے چیخ ماری مائے ابتاہ مائے میرے
 پالن مارے! پھر یہ اشعار فرمائے :-

ان حزنی علیک حزن جلد وخواہی واللہ صب عتید

یعنی اے بابا میرا غم آپ کے لئے ہے ہر گھڑی تادہ ہوتا ہے واللہ میرا دل آپ کی محبت میں مست ہے

کل یوم لیسید فیہ شجونی والکتابی علیک لیس یتبید

مجھے جو عذاب پر میرا غم و اندوہ زیادہ ہوتا ہے اور مجھ پر جو آپ کا رنج و الم ہے وہ میں کی نہیں ہوتی
 جل خلعی فبان عن عذابی فیکائی فی مشکل وقت جدید
 مجھے میری مصیبت عظیم ہو گئی ہے اور مجھ سے صبر و تسکین جاتی رہی ہے اور میرا گریہ عروقت تازہ ہوتا رہتا ہے

ان لباعلیک یالفت صبرا او عزاء فانہ لجلیل
 مجھے لے لے یا اجول آپ کے غم میں صبر کرے یا مصیبت کے احساس میں کمی کرے وہ بہت سخت ہے۔

ترجمان بنی ہاشم نے جب دیکھا کہ آپ کی حالت نہیں سنبھلتی اور روتے روتے غیر ہوشی جاتی
 ہے تو بدقت تمام رسول اللہ کی قبر سے جدا کر کے بیت الشرف میں لائیں۔ ہر چند کوشش کی جاتی تھی
 مگر کسی وقت گریہ و زاری سے چین لیں اور آہ و نالہ موقوف کریں مگر کچھ تسکین نہ ہوتی تھی۔ سو آپ کا
 نالہ و فریاد کے کوئی کام نہ تھا۔ رات دن ڈاڑھیں مارا کر روتی تھیں اور کسی وقت آنسو نہ بہتے تھے

حضرت امیر المومنین نے جب دیکھا کہ مسند
 امیر المومنین کا طرز عمل خلافت کے متعلق خلافت پر حضرت ابو بکر شمسک ہو گئے ہیں

تو پہلے آپ نے اپنے حق کا اظہار فرمایا اور خدا و رسول کے احکام یا دلائل لیکن جب بھڑبھڑا ہوا چشم اور چند
 اصحاب خاص کے کوئی متوجہ نہ ہوا تو حضور نے مصلحتاً سکوت فرمایا اور غرت گزین ہو کر قرآن مجید
 کرنے میں مشغول ہوئے اور جس سلسلہ سے قرآن نازل ہوا تھا اس سے سلسلہ سے اس کو جمع کیا لیکن
 مسلمانوں نے اس کو قبول نہ کر کے اپنی رائے سے جمع کر کے شائع کیا چنانچہ اسی وجہ سے قرآن کی ترتیب
 یہ جب نزول نہیں ہے ایک وفد ابوسفیان نامی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ یا علی! اپنے کیونکر اس کو گوارہ
 کیا کہ قبیلہ بنی تمیم میں سے جو قریش میں سب سے حقیر قبیلہ ہے ایک معمولی شخص حاکم بن جائے اور آپ
 باوجود ہر قسم کی شرافت و استحقاق کے محروم رہیں اگر آپ کا خدا سا اشارہ ہو جائے تو میں آپ کی
 کمک کے لئے اس وادی کو سواروں اور پیدلوں سے بھر دوں۔ چونکہ ابوسفیان اون لوگوں میں سے
 تھا جو کہ فتح ہوئے کے وقت محض جان کے خوف اور مال کی طمع سے مسلمان ہوئے تھے اس لئے
 حضور نے اس پر اعتماد نہیں کیا اور جواب دیا کہ اے ابوسفیان میں تیری چالوں سے خوب واقف
 ہوں تو اسلام ظاہری قبول کرنے سے پہلے بھی ہمیشہ جھگڑے اور فساد اٹھایا کرتا تھا۔ اسی
 پھر قلعہ پر وادی کے غوریزی کرنا چاہتا ہے (روضۃ الصفا وغیرہ) جب حضرات ابو بکر و عمر
 کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا بیخ اون کی طرف سے پھرا ہوا ہے اس لئے وہ جتھے والا تو اس کو
 لٹاتے اور لٹاتی کہنے کے لئے ملک شام کی حکومت اس کے بڑے بیٹے یوید کو دینے کا وعدہ

کیا۔ ابوسفیان تو دنیا چاہتا ہی تھا اس پر راضی ہو کر اوس نے اون سے بیعت کر لی۔ (روضۃ الصفا)

ایک دفعہ جناب صدیقہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا وعلیہا نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کہا کہ ان لوگوں نے عذر کیا اور خلافت حکم خدا و رسول جنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر آپ کو آپ کے حق سے محروم کیا۔ آپ اُسے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ حضور نے کہا کہ میں ان سے جہاد کرتا لیکن بیک وقت انصار مانع ہے دوسرے مجھ کو اندیشہ ہے کہ جنگ ہوتے ہی اسلام کا شیرازہ بکھر جائیگا جو لوگ آج اسلام کا پردہ اپنے اوپر ڈالے ہوئے ہیں وہ اوس کو اوتا کر پھینک دیں گے اور علانہ کفر کا لباس پہن لیں گے۔ اسلام وہ ہے جس کو میرے حبیب حضرت رسالت پناہ نے اور میں نے بڑی مصیبتیں جھیل کر اور جان جو کم کر کے قائم کیا ہے۔ جتنا درد اسلام مجھ کو ہے دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ قتل اسلام کا بقا اسی میں ہے کہ میں صبر کے ساتھ سکوت کروں اور موقع و محل سے لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدایت اور احکام شریعت کی اشاعت کرتا ہوں اسلام باقی رہیگا تو لوگوں کو خود حق و باطل معلوم ہو جائیگا اور درجہ ایمان پر فائز ہو نیکا موقع ملے گا۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ کے بعد آپ ہی دین اسلام کے حافظ ہیں اور جو آپ کی مصلحت ہے وہی بجا و درست ہے (ناسخ التواریخ) **تختہ بہشت**۔ حضرت سلمان فارسیؓ ناقل ہیں کہ جناب سرور عالم کے انتقال کے بعد دس دن تک عم و اہل گھر سے نہیں نکلا۔ دس روز کے بعد گھر سے نکلا تو امیر المومنین سے ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ اے سلمان! رسول کے بعد تو نے ہم سے ملاقات ہی ترک کر دی میں نے عرض کیا کہ معاذ اللہ بھلا میں آپ کو ترک کر سکتا ہوں اصل وجہ خدمت میں حاضر ہونے کی یہ ہے کہ سرور موجودات کے انتقال سے دل شرمندہ ہو گیا ہے اور باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ **تختہ** نے فرمایا کہ حیر النساء! تمہارے دیکھنے کی مشاق ہیں اور بہشت سے اون کے واسطے جو ہدیہ آیا ہے اس میں سے کچھ حصہ تمہارے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ پیغمبر خدا کے بعد بھی آپ کے یہاں بہشت سے تحفے آتے ہیں۔ حضرت امیر نے کہا کہ ہاں کل ہی تو بہشت سے ہدیہ آیا ہے۔ یہ سنکر میں آنحضرت کے بیت الشرف پر جلد پہنچا۔ جناب سیدہ طاہرہ عبا اوڑھتے ہوئے تھیں مجھ کو دیکھ چاند اڑھلی میں نے آداب عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ اے سلمان! بابا جان کے انتقال کے بعد کیا تم بھی مثل اور لوگوں کے ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور ہم کو ترک کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا سیدہ! میں آپ کے گھر کا غلام ہوں آپ اہلبیت پیغمبر ہمدی نجات کے فدیہ میں آپکو چھوڑ کر میں خدا و رسول کو کیا منہ دکھلاؤں گا۔ آپ کے پدر بزرگوار رسول خدا کے غم میں گھرتے

نکلتا نہیں ہوا اور اسی وجہ سے حاضری میں قاصر رہا۔ اس کے بعد جناب صدیقیہ طاہرہ نے کہا کہ اچھا بیٹو اور جو میں کہتی ہوں اسے غور سے سنو۔ کل دروازہ بند تھا اور میں اسی جگہ بابا جان کے عم فراق میں بیٹھی ہوئی خیال کر رہی تھی کہ وحی کا آنا موقوف اور ملائکہ کا نزول منقطع ہو گیا کہ دروازہ خود بخود کھلا اور تین لڑکیاں نہایت حسین و پاکیزہ آئیں اور مجھے سلام کیا میں نے ترجیب و ترجیب کے بعد پوچھا کہ آپ لوگ مکہ سے آئی ہیں یا مدینہ ہی کی ہنسنے والی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے بنت محمد ہم لوگ اہل ارض سے نہیں ہیں بلکہ حوالہ العین ہیں ہم کو آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق تھا۔ اس لئے ہم حکم خدا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہیں اون میں جو بڑی معلوم ہوتی تھی اوس سے میں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اوس نے جواب دیا کہ میرا نام مقدودہ ہے میں نے وجہ تسمیہ پوچھی تو اوس نے کہا کہ خداوند کریم نے مجھ کو مقداد بن اسود صحابی رسول اللہ کی خدمت کے واسطے خلق فرمایا ہے اس لئے میرا نام مقدودہ ہے۔ پھر میں نے دوسری لڑکی سے اوس کا نام پوچھا تو اوس نے اپنا نام ذرہ بتلایا اور وجہ تسمیہ یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوذر غفاری صاحب رسول کی واسطے پیدا کیا ہے پھر میں نے تیسری لڑکی سے اوس کا نام پوچھا تو اوس نے کہا کہ میرا نام سلمیٰ ہے اور آپ کے والد کے غلام سلمان فارسی کے لئے حق تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد اون لڑکیوں نے میرے سامنے طب پیش کئے جو نہایت سفید و خوشبودار تھے چنانچہ اون میں سے یہہ طب نہٹائے لئے رکھ چھوڑے ہیں اور شام کو انہیں سے رودہ افطار کرنا اور ان کی گٹھلی کل لاکر مجھے دینا۔ حضرت سلمان ؓ کہتے ہیں کہ میں اون طب کو لئے کر اپنے گھر کو واپس ہوا تو راستہ میں جو شخص ملتا تھا وہ پوچھتا تھا کہ اے سلمان کیا تمہارے پاس مشک ہے۔ غرض جب شام ہوئی تو میں نے انہیں طب سے افطار کیا لیکن اون میں گٹھلی نام کو بھی نہ نکلی۔ میں نے دوسرے روز حاضر ہو کر جناب سیدہ طاہرہ سے عرض کیا کہ اون کو گٹھلی نہیں نکلی۔ آپ نے فرمایا اے سلمان ان رطبوں میں گٹھلی نہیں ہوتی یہہ رطب اوس درخت کے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دارالسلام میں ایک کلام سے پیدا فرمایا ہے اور وہ کلام بابا جان نے مجھ کو تعلیم فرمایا ہے اور صبح و شام میں اُس کلام کو پڑھا کرتی ہوں (تاسخ التواریخ)

جناب رسالت مہ کے انتقال کے بعد بلال نے اذان
حضرت بلال کا اذان دینا کہنا ترک کر دیا تھا۔ ایک روز جناب معصومہؓ نے

کہا کہ بابا جان کے مؤذن کی اذان سننے کو جی چاہتا ہے۔ کسی نے بلالؓ کو اس امر کی خبر کر دی جناب سیدہ کی خواہش سنکر وہ نماز کے وقت مسجد میں آئے اور اذان دینا شروع کی حقیقت انھوں نے اللہ اکبر کہا حضرت صدیقہؓ بتیاب ہو کر رونے لگیں جب انھوں نے کہا ایشہؓ ان محمد رسول اللہ تو آپ نے ایک چنچ ماری اور میہوش ہو گئیں۔ کسی نے دودھ کر بلالؓ سے کہا کہ چپ رہو سیدہ کی حالت غیر ہو گئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ انتقال کر جائیں۔ بلالؓ فوراً خاموش ہو گئے اور دولت پر حاضر ہوئے جب آپ کو افاقہ ہوا تو پوچھا کہ بلالؓ نے پوری اذان کیوں نہیں دی۔ بلالؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی حالت ایسی غیر ہو گئی تھی کہ جس سے خوف ہوا کہ مبادا آپ کی روح اقدس پر واز کر جائے اس لئے میں پوری اذان نہیں دے سکا۔

امیر المومنین کو بیعت کے لئے طلب کرنا

اور وہ سب سوگوار مخمرون و طول تھے حضرت زہراءؓ کے حزن و ملال کی تو کوئی انتہا ہی نہ تھی۔ دن رات توجہ و زہد میں گذرتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جدا گریبان و پریشان تھے گھڑی گھڑی پوچھتے تھے کہ نانا جان کہاں ہیں۔ پیغمبر خدا کی محبتیں اور شفقتیں انہیں یاد آتی تھیں اور بے لایا کرتی تھیں۔ سچی ماثمؓ اور وہ اصحاب پیغمبرؐ جن کو اہلبیت رسالت سے خاص مودت و عقیدت تھی جیسے کہ سلمانؓ فارسی۔ ابوذرؓ غفاری۔ عمارؓ یا سر۔ مقدادؓ وغیرہ جن کی نسبت ترمذی اور حاکم نے بریدہ کی سند سے لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے چار آدمیوں سے محبت کر لیا کہ حکم خطنے دیا ہے جن میں فردا کل علی بن ابی طالب ہیں اور باقی سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ ہیں اصحاب کا تذکرہ فرماتے ہوئے پیغمبر خداؐ نے فرمایا اصدہم ابوذرؓ (طبری) جب آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد تعمیر کر رہے تھے اور حضرت عمرؓ نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو کچھ سخت بات کہہ دی تھی تو سرور عالمؐ کو حضرت عمرؓ کی سخت کلامی بہت ناگوار ہوئی تھی اور فرمایا تھا کہ عمارؓ تو میری آنکھوں کے برابر ہے (روضة الصفا) الغرض یہم بزرگوار حضرت صدیقہؓ کبریٰؓ بضعتہ المصطفیٰؐ کے بیت الشرف پر اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت امیر المومنینؑ اور ان اصحاب پیغمبرؐ نے بھی حضرت ابو بکرؓ کی بیت سے انکار کر دیا تھا اور ان کی خلافت کو ناحق جانتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کو یہ خیال ہوا۔ اور حضرت علیؓ کے حقدار خلافت ہونے کی وجہ سے ان کو اس کا کھٹکا (اگرچہ بے بنیاد ہو) ہونا ہی

چاہئے تھا کہ یہ لوگ حضرت امیر کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ ان کی حکومت کے خلاف کوئی سازش کریں۔ اس خیال سے (قبول شاہ عبد العزیز صاحب ہلوی) حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ چند مسلح لوگوں کو لیکر جاؤ اور قتال کر کے ان لوگوں کو فاطمہ کے گھر سے نکال دو اور علی کو گرفتار کر لاؤ چنانچہ حضرت عمر نے مسلح لوگوں کی ایک فوج لے کر اہلبیت رسالت کے گھر پر چڑھائی کی۔ چلتے چلتے حضرت عمر نے بنت رسول کا گھر چھونے کے لئے تھوڑی سی آگ بھی ساتھ لے لی۔ جب یہ لوگ اس طرح جناب فاطمہ الزہراء کے بیت الشرف پر پہنچے تو امیر المومنین کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چل کر ابوبکر سے بیعت کرو ورنہ ہم تمہارے گھر میں آگ لگا دیں گے امیر المومنین نے جواب دیا کہ یہ تم لوگوں کی بہ ہمدی ہے جو مجھ سے بیعت ابوبکر کے طالب ہو۔ جناب معصومہ چار اوڑھ کر قریب دو آئیں اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اے ابن خطاب یہ کیا تمہاری زیادتی ہے کہ ہم کو گھر میں بھی چین سے نہیں دیتے کیا بابا رسول اللہ نے مگو بھی وصیت کی تھی جو تم دن کی آنکھ بند ہوتے ہی اس طرح بدل گئے اولاً گھر چھونے پر بھی تیار ہو گئے۔ ذرا تو خدا و رسول کا پاس کرو۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا اگر تم لوگ ابوبکر سے بیعت نہ کرو گے تو تمہارے گھر کو اور تم سب کو جو اس گھر میں ہو جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا تاریخ ابوالفضل و تاریخ سنہر گین و کتاب سفینہ ابوبکر جو ہری و کتاب الامامت والسیات ابن قتیبہ وینورمی وغیرہ) بروایت متصف ابن ابی شیبہ و تاریخ کبیر طبری و کتاب جمع الجوامع امام سیوطی و کنز العمال علی متقی وازالۃ المغشاہ ولی اللہ حضرت عمر نے یہ جواب دیا کہ اے بنت محمد خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں تاہم اگر یہ لوگ آپ کے یہاں اس طرح جمع کرتے ہیں تو میں ان کی وجہ سے آپ کے گھر کو آگ لگا دوں گا اور آپ کی بھی کچھ رعایت نہ کروں گا۔ (۱)

جناب معصومہ نے کہا کہ اے ابن خطاب تو اتنی زیادتی یقیناً نہیں کرے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ضرور

تاریخ ابوالفضل کی عبارت یہ ہے۔ ان ابابکر و بنت عمر بن الخطاب الی اجلے ومن معہ یخرجون من بیت فاطمہ و قال ان ابوا علیکم فاقبل عروشتی من ناصی علی بن یزید الدار فلیعینہ فاطمہ و قالت لک ایہما ابن الخطاب یحییٰ لخرق دارنا قال نعم ارتد حلوا لہا دخل فیہ الامة۔ یعنی ابوبکر نے عمر کو حکم دیا کہ علی کو اور جو کوئی ان کے ساتھ ہو فاطمہ کو گھر سے نکال دو اور اگر وہ ناپسندیدہ تو ان سے قتال کرو پس عمر خانہ فاطمہ چلائے کے ارادہ سے تھوڑی سی آگ لیکر وہاں گئے۔ فاطمہ نے کہا کہ اے ابن خطاب کیا تم میرا گھر چھونے آئے ہو۔ عمر نے کہا کہ بیشک وہ جس طرح وہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کر لی ہے تم بھی ان سے بیعت کرو۔ تاریخ طبری کی عبارت یہ ہے۔ حدیث ابن عباس علیہ السلام جبریل عن معنیہ عن زیاد بن کلیب قال لے عوازل الخطاب منزل علی وفیہ طلحہ والنزیر وبعال من المهاجرین وقال لہا لخرق علیکم و لخرق لای السبحة یعنی ابن عباس نے بیان کیا کہ ہم سے حبشہ نے اسرار سے میزوں اور اس سے زیادہ بن کلیب نے کہا کہ عمر ابن الخطاب علی کے مکان پر آئے اور وہاں مہاجرین میں سے

کروں تھا نہیں تو جطرع اور لوگوں نے ابو بکر سے بیعت کر لی ہے تم بھی کرو۔ جناب فاطمہ بقیعہ
نے فریاد کی کہ اے بابا رسول اللہ پسران ابو قحافہ و خطیب کے ہاتھوں ہم پر کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں
اور ہم نے کیا کیا ان کے ہاتھوں نہیں دیکھا کتاب الامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری و کتاب
ستیفہ ابو بکر جو ہری) اس مقام پر صاحب ناسخ التواریخ نے جناب فاطمہ الزہراء کے بیت الشرف میں

طالعہ وزیر وغیرہ تھے۔ عمر نے کہا کہ حد کی قسم میں گھر میں لگ گیا کہ تم لوگوں کو جلا دوں گا۔ در نہ ٹھکر ابو بکر سے بیعت کرو
ابن عبد ربہ کی کتاب العقد کی عبارت یہ ہے۔ الذین قتلوا عن بیعت الی بکر علی والعباس والذین غیر الخطاب
یعنی جہاں بیت فاطمہ و قال لہ ان ایسا نقاتلہا ناقبل بقیس من الناس علی ان یضم علیہم الدار فلیقتہ فاطمہ نقات
یا ابن الخطاب حبث العروق دارنا قال نعم اوبید خلیفہا دخلت فیہ الامۃ۔ یعنی ابو بکر کی بیعت سے علی و عباس وزیر
و سعد بن عبادہ نے مخالفت کی۔ اور علی و عباس فاطمہ کے گھر میں بیٹھے تھے کہ ابو بکر نے ابن خطاب کو حکم دیا کہ ان
دو لوں کو فاطمہ کے گھر سے نکال دو اور اگر نہ مائیں تو ان سے قتال کرو۔ پس عمر بن خطاب نے اگلے کر گھر بھونکنے کے
الادہ سے ان کے مکان پر گئے فاطمہ نے ان سے کہا کہ اے پسر خطاب کیا یہاں گھر بھونکنے کے ہو۔ عمر نے کہا
کہ ہاں بیشک و نہ یہ لوگ ابو بکر سے بیعت کر لیں۔ یہ کہتا میں جن کا حالہ اس حاشیہ میں اور نیز متین میں منے جا
ہے علی و مورخین اہلسنت کی ہیں۔ اب ہم ناسخ التواریخ کی عبارت ذیل میں لکھتے ہیں جس کے مولف کا مذہب شیعہ ہے
پس بھونکنے کا مہاجر و انصار آورد (یعنی علی مرتضیٰ) و علی صوت نثار و داد کہ اے ہمارا جہاد انصار میں بعد از رسول خدا
مختار بنس اویر دا ختم و کارکن و دفن یتر با ختم اسحاق قرآن را از صفت شتات و اکثاف در قاع فرا ہم آہدم تا بہت
تزیق و تاویل و ناسخ و منسوخ را در ثوب واحد جاے دام بیج آیتے برسوں افزو نہ شد جو ایک من جامع بودم و سچا
بہائے نماند جو ایک پیغمبر بن قرات نمود و تاویل آنرا آموز نگاری فرمود۔ شمارا بیا گا کا نیدم تا فرزا نتوانید گفت ما قائل
بویم و علی مارا آہمی نداد و بعت خود دعوت نفرمود و حق خود را فرایا و مایا در۔ عمر بن الخطاب چوں اصرارے این
کلمات نمود ہمینا کہ شد کہ مبا و خاطر مارا بر آشوبد و مردم را بشو رانند۔ گفت از قرآن آنچه پارسیدہ مارا مستثنی میدارد
از آنچه درم آوردہ۔ مردمان در بستند و پانچ گفتند علی چوں ایں بدید باز خاند شد و اذان سوئے عمر بن دیک ابو بکر آمد
و گفت خلیفے بر تو راست نشود تا کا ہے کہ علی اطاعت تو را کردن منہد و با تو بیعت نکند اکون کس بر و فرست دادا
حاضر کن و بنیان این امر را با بیعت او استوار فرمای۔ ابو بکر فرمان کرد۔ تا تنے روان شد و باب سر علی ایستادہ گشت
و دعوت ابو بکر را بر عرض رسانید و گفت خلیفہ رسول خدا تو را میطلبد۔ علی در پاسخ فرمود چہ بسیار زود و دروغ برسوں خدائے
بشید ہمانا ابو بکر و پیروان او کہ در پیراموں او نید ہمگنان دانند کہ خدا و رسول مرا خلیفہ پیغمبر گذاشت۔ فرستادہ
ابو بکر بن بشید و باز شد و او را آہی داد۔ دیگر بارہ ابو بکر کس بہ علی فرستاد و دیگر بارہ پیام داد علی فرمود ہنوز از عہد پیغمبر
زمانے نماز بر من گزشتہ کہ عہد او را پس پشت انداختہ سو گند با خدا کے کہ ابو بکر میداند خلافت خاص منت ہمانا ابو بکر
ہفتہ کس است کہ در عہد خرم بر من بہادت مسلمین سلام دادا بخاہ با اتفاق عمر در حضرت رسول بر عرض رسانید کہ آیا این بہادت
علی بہادت بکر خدا و رسول است فرمود جز این نیست از جانب خدا و رسول فرمود علی امیر المؤمنین و امیر مسلمین و صاحب الجہود
است از خداوند بروز قیامت بر صراط نشین میفرماید تا دوستا ز در بہشت جانے دہد عثمان را بدو بخشد۔ چوں فرستادہ
ابو بکر باز شد و این کلمات را با د گفت دم در بست و دیگر سخن نہ کرد تا آرزو دیاے رفت۔ روز دیگر چوں مسجد از مہاجران و
انصاف آگندہ گشت عمر گفت اے ابو بکر چند کار تیرائی و تسامع خواہی کرد کس بجائے نماز کہ حل بیت تو بروئے گران باشد
جز علی مرتضیٰ و تنے چند کس بطلب ایشان نبرست خواہ عتب و خواہ برضا ہنگا و حاضر کند ابو بکر گفت از برای تقدیم

آگ لگا دینے اور زبردستی گھر میں مسلمانوں کے داخل ہونے اور سنت پیغمبر پر دناک مصیبت وارز کرنے کا حال تفصیلاً لکھا ہے۔ جس کو مورخین اہلسنت نے بالعموم نظر انداز کر دیا ہے۔ البتہ امام اہلسنت عبدالکریم شہرستانی نے اپنی مشہور کتاب مل دخل میں اس واقعہ کو مجملہ بدین الفاظ ذکر کیا ہے ان عمرو بن بطن فاطمہ یوم البیعت حتی القت المحسن من بطنها وکان یصیح احد قوا الدار

این خدمت کراشائے میدانی گفت ایک تنقذ حاضرست و او مردے بالغفلت طبع و شرارت خوشے بود و سب طلقائے بنی مدی بن کعب داشت۔ چوں ابو بکر از کلمات عمر بن الخطاب تقسیم غم واداک علی علیہ السلام وارد طلب سبت حاضر کنند تنقذ را با جماعتی فرمان کرد کہ بجائے علی رود و او را طلب کند تنقذ بر رفت و علی اورا بارید و تنقذ باز شد و جز با واد عمر گفت اے تنقذ اجازت علی را چه کنی بے رخصت بہ روض سرانے شو علی را با خود بیاور۔ تنقذ بر رفت و این کرت تیز بار یافت و باز شافت و از بیرون سرانے ابو بکر را آگهی فرستاد کہ فاطمہ میگویی ہرگز رخصت نخواہم کرد کہ شہنشاہ من مدائید عمر دشمن شد و گفت ما را با زنان و زنان را با ما چه کار است و در زمان فرمان کرد کہ گروے با من شد و دو ہمسایان بر در سرانے فاطمہ آمدند۔ عمر بن خطاب بانگ در داد کہ یا علی بیرون شو و با خلیفہ رسول خدا بیعت کن۔ اگر فاطمہ بدین سرانے در زنم و پاک بسوزانم فاطمہ برخاست و فرمود اے عمر تو را با ما این سخامت و مجازات چیست و پاسخ گفت در سرانے ما کبشا و اگر داین خانہ ما بر شما آتش در نیزیم و پاک سے سوزانم فاطمہ گفت اے عمر اذن اے میترسی و بے اجازت من بجائے من دمی آئی۔ عمر دانست کس در بر و سئے او بخود ہر کشود و غضب شد و فرمان کرد تا مارو حطب حاضر کردند و آتش بد سرانے افروختند چوں بختے بسوخت با پائے دود بیگند و بجائے درفت۔ فاطمہ از پیشرو او دآمد و فریاد برداشت کہ اے پدر اے رسول خدا اے ملا و یاب پسر خطاب شمشیر در را با ظان برادر و بر پلویے فاطمہ بزد و دیگر بارہ آنحضرت نالہ بر کشید و پدر را بہ استغاثت نام برد و این کرت تازیانہ برادر و فداغ فاطمہ را بیاو و غادر داد کہ اے رسول خدا اے بچہ غفل بودند ا پس تو ابو بکر و عمر از حدانے و رگہ خند و از دین گشتند۔ این وقت آتش خشم علی در کالوں خاطر زبان زدین گرفت بر حسب و گرمیان عمر اگر رفت و ادراست بر زمین کوفت و بنی و کرد اہام فشر و چنانکہ گفتی خواست روزگارش را دین جہان بکران آرد و گفت اگر قضا و قدر خدا اے اذ و ر حکمتے کہ خود را ز فتنہ بود و وہد رسول خدا سے بر دست من فرو و نیا میدانستی کہ بر سرانے من دآمدن توانستی عمر چوں خوشین را تہ صیدے نگرست کہ در زیر خنک ہز برے خشناک اسیر است بچاے کہ در بیرون سرک بودند استغاثت برد۔ تنقذ کہ ابو بکر شتاب گرفت و صورت حال باز گفت ابو بکر در اندیشہ رفت کہ مباد علی با تیغ کشیدہ از سرانے بیرون تازد و جماعتے با و پیوستہ گردند و فتنہ حدیث کنند تنقذ را فرمان داد کہ جملت کن و نگران باش اگر علی خواہد اذ خانہ بیرون شود و بروے انتقام کینہ و اورا ماخوذ و اید و اگر این توانید و از دفع آن عاجز ماینیان سرانے لا آتش دہد نید و پاک بسوزانید۔ تنقذ باز شافت و مرد و را از حکم ابو بکر بیاو کا ماین پس مردان ہمدست و ہمسایان شہاد علی مدہ فتنہ و ختمین شمشیر آنحضرت را بر بودند و بر آنحضرت غلبہ جتنند و ریسانے دگردش افکندند و کشاں کشاں طریق مسجد پیش داشتند فاطمہ میریاب سرانے بایا و و مرد و را از فتنہ خویش دفع میداد۔ تنقذ پیش تا تحت و با تازیانہ اشل چنان زد کہ ہاند رملج علامتے ہزار دوسے مبارکش با دید آمد و بعد از وفات آنحضرت هنوز ان علامت بچاے ہود۔ و آنحضرت بچان دست از علی باز نمیداشت۔ تنقذ بچکم عمر در ابر شکو داشت و پیغمبر ادا محسن نام گذاشت تسلط شد و بر وایتے عمر بن الخطاب با لغات میفرہ بن شعبہ و بر شکم فاطمہ فشر دند و فرزندش را شہید کرد و عیت

ومن فیہا وماکان فیہا غیر علی وفاطمہ والحسن والحسین۔ یعنی عمر نے فاطمہ کے شکم پر صتر لگائی جس کے صدمہ سے آپ کا حمل ساقط اور بچہ جس کا نام رسول اللہ محسن رکھ گئے تھے۔ ضائع ہو گیا اور عمر چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ گھر کو اور گھر والوں کو جلا دو اور گھر میں بجز علیؑ مرقضی وفاطمہ زہرا و حسن و حسین کے کوئی اور نہ تھا۔ لیکن امام صاحب موصوف نے اس واقعہ کے راوی کی نسبت یہ لکھا ہے۔ میلہ الی الوفیض یعنی راوی کا میلان رفض (شیعہ) کی طرف تھا۔ الغرض جب بنی ہاشم کو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے اور آمادہ بہ جنگ ہوئے لیکن امیر المومنین نے ان کو ہتھیار چلانے سے منع فرما دیا اور خود ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کو گرفتار کرنے آئے تھے حضرت ابوبکر کے دربار میں تشریف لائے۔ آپ کے بعد بضعتہ المصطفیٰ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا باحال پر لیٹان برقع اوٹھے ہوئے مجمع اصحاب میں تشریف لائیں اور فرمایا اے ابوبکر! کیا تو مجھ کو بیوہ اور فرزدان رسولؐ کو یتیم کرنا چاہتا ہے ہوش میں آ۔ اور زیادہ ظلم نہ کر نہیں تو میں اپنے گیسو پر لیٹان اور گریبان چاک کرتی ہوں اور سچیز کا پیرا بن سر و ڈالکر خدا سے شکایت کرتی ہوں یاد رکھ خدا کے نزدیک حضرت صالح میرے بابا سے زیادہ مکرم ہیں اور نہ نادر صالح مجھ سے زیادہ عزیز ہے اور نہ اوس کا بچہ میرے بچوں سے زیادہ صاحب قدر ہے۔ یہ فرمایا اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت مصطفیٰؐ کی قبر اطہر کی طرف قصد کیا۔ جناب امیرؑ نے جو دیکھا کہ حضرت معصومہؑ پر جلال و غیظ طاری ہے اور بد دعا کیا جاتے ہیں تو فوراً سلمانؑ سے کہا کہ دوڑو اور فاطمہؑ کو میری جانب سے منع کرو کہ بد دعا نہ کریں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے غضب نے مدینہ کو گھیر لیا ہے۔ اگر ایک کلمہ بھی بد دعا میں ان کی زبان سے نکل جائیگا تو تمام شہر اور اوس کے لوگ نیست و نابود ہو جائیگے۔ یہ سنتے ہی حضرت سلمانؑ جناب خاتون محشر کے قریب آئے اور عرض کیا یا سیدہ عالمیان! آپ رحمۃ للعالمین کی بیٹی اور خود بھی تمام عالم کے لئے رحمت خدا ہیں۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ آپ صبر کریں اور بد دعا کرنے سے باز رہیں اور بیت الشرف میں تشریف لے جائیں۔ حضرت خاتونِ حبشہؑ نے فرمایا اچھا اون کے حکم کی تعمیل مجھے واجب ہے میں گھر جاتی ہوں اور صبر کرتی ہوں سلمانؑ فارسی زبان سے کہتے ہیں کہ جو وقت جناب سیدہؑ یہ فرما رہی تھیں اوس وقت میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیواریں اس قدر بلند ہو گئی تھیں کہ اگر آدمی چلتا

تو نائی از فاطمہ برفت و دست از علیؑ بازداشت۔ بالجملہ علیؑ را ہچنان کشاں کشاں مسجد آوردند۔

موسیٰ شبلی نعمانی نے الفاروق میں آگ نکالنے کی آمادگی کو بحوالہ ابن ابی شیبہ و علامہ طبری نقل کر کے اس

طرح تسلیم کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کی تندہی و تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ دور نہیں ہے۔ المولف

توان کے بچے سے گذر جاتا اور جب وہ معصوم اپنے گھر چلی گئیں تو وہ دیواریں پھر اپنی جگہ پر آگئیں اور ایک عبا روٹھا (ناسخ التواریخ و احتجاج طبری) غرض جناب سیدہ امگھڑ شریف نے گئیں اور اس صدمہ سے جو پہلوئے اقدس پر پہنچا تھا آپ کا حل ساقط اور وہ بچہ جس کا نام پیغمبر خدا کے تجویز کر گئے تھے ضائع ہو گیا اور آپ بیمار ہو گئیں چنانچہ صاحب معارج النبوة بھی آپ کی شہادت کا سبب استقاط محل لکھتے ہیں۔

جناب صدیقہ طاہرہ کے واپس جانے کے بعد امیر المومنین اور اصحاب سے جو گفتگو ہوئی اس کو ہم بطور مکالمہ کے مع حوالہ کتب ذیل میں درج کرتے ہیں۔

امیر المومنین۔ مجھے کیوں آپ لوگوں نے طلب کیا ہے؟ عمر آپ اس لئے بلائے گئے ہیں کہ جس طرح اور لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کر لی ہے آپ بھی اُن سے بیعت کیجئے۔

امیر المومنین آپ لوگوں نے پیغمبر کی قرابت کو اپنا وسیلہ قرار دے کر انصار پر محبت تمام کی اور اُن کو محجوج کر کے ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ میں بھی دہی محبت آپ کے مقابلہ میں پیش کرتا ہوں۔ تمام عالم میں کیا مجھ سے بھی کوئی قریب تر عزیز پیغمبر کا ہے۔ میں حیا و مبتا رسول اللہ سے قریب تر ہوں۔ میں ہی اُن کا دھی اور وزیر ہوں پیغمبر خدا کے علوم و اسرار کا میں ہی مستودع ہوں میں کتاب و سنت کو تم سے بہتر جانتا ہوں (۱) عواقب امور سے میں بہ نسبت تمہارے زیادہ واقف ہوں۔ میں صدیق اکبر

۔ سلمہ علامہ حموی (عالم اہلسنت) نے اسناد لکھتے ہیں۔ عن شعیب عن ابن مسعود قال نزل القرآن علی سبعة اعراف لہ ظہر بطن ان عند علی علیہ السلام علم القرآن ظاہرہ و باطنہ۔ یعنی ابن مسعود کہتے ہیں کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ اور اس کے معانی دو قسم کے ہیں ظاہر و باطن اور علی علیہ السلام کو قرآن کے ظاہر و باطن کا علم یقیناً حاصل ہے ابن المغازی اور موفق الخوارزمی (علمائے اہلسنت) نے اسناد لکھا ہے۔ عن جعفر عن ابن مسعود قال کتبت عند النبی صلی علیہ وآلہ وسلم فلعل علی علیہ السلام فی اجزاء فلعط علی سبعة اجزاء والناس جناء و لحدوا و لحدوا علیہم الباقی۔ یعنی ابن مسعود نقل ہیں کہ میں پیغمبر خدا کی خدمت میں تھا پس آنحضرت سے علی مرتضیٰ کے علم کی بابت سوال کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ علم کے دس حصے گئے اُن میں سے نو حصے علی کو مرحمت ہوئے اور باقی ایک حصہ علم کا تمام لوگوں کو دیا گیا اور اس باقی حصہ میں بھی علی کے زیادہ عالم ہیں (محمد بن علی الحکیم ترمذی نے بھی رسالہ فتح المبین میں ابن عباس سے یہی نقل کیا ہے) علامہ حموی و حکیم ترمذی و ابن المغازی و موفق الخوارزمی و دیگر علمائے اہلسنت نے اسناد دہرہ حدیث نقل کی ہے کہ جناب رسالتاً نے فرمایا انما سدیۃ العلم علی بابا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کے دروازہ ہیں۔ یہ شیخ الاسلام سلیمان الحنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ۔ القزوینی۔ احمد بن حنبل۔ ابو نعیم الحافظ۔ ثعلبی اور حموی علمائے اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد للہ و اخو رسول اللہ و انا الصدیق الاکبر لا یتوکلوا بعد الا کذاب مقلد و لقد صلیت قبل الناس سبع سنین یعنی علی ابن ابی طالب کے کہا کہ میں بندہ خدا و برابر رسول خدا ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد (یا میرے سوا) اس لقب

ہوں۔ میں نے سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کی ہے اور اشاعت اسلام میں ہی پیغمبر خدا کا دانا باز رہا ہوں۔ پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور اچلے بہانے نہ کرو۔ اے ہاجرین جس طرح انصاف نے تمہارے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا اور بوجہ قرابت پیغمبر کو فضیلت دی اوسی طرح تم کو بھی لازم ہے کہ میرے ساتھ انصاف کرو اور حق سے منہ نہ موڑو (کتاب الامامت والسیاست وروضۃ الصفا وغیرہ) حضرت عمرؓ ہم تکون چھوڑیں گے جب تک ابوبکر سے بیعت نہ کر لو گے اور اگر بیعت نہیں کرو گے تو قتل کئے جاؤ گے (حضرت ابوبکر سے مخاطب ہو کر) آپ کیوں نہیں قبل کا حکم دیتے؟ (کتاب الامامت والسیاست) امیر المومنینؓ اگر ایسا کرو گے تو ایک بندہ خدا اور برادر رسول خدا کے قاتل ہو گے۔ حضرت عمرؓ بندہ خدا ہونا تو خیر مگر برادر رسول خدا ہونے کا میں قائل نہیں (کتاب الامامت والسیاست) حضرت عمرؓ کا یہ کلام سن کر حنینؓ فرزند رسولؐ الثقلین جو ماں اپنے پد بزرگوار کے پاس بچا تھا کھڑے تھے بے اختیار رونے لگے۔ امیر المومنینؓ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور تسلی دے کر فرمایا کہ اے فرزندو! گریہ نہ کرو پس خطاب کیا کیا طاقت ہے کہ وہ مجھے قتل کرے (ناسخ التواریخ) اور پیغمبر خدا کی قبر کی طرف مخاطب ہو کر کہا یا ابن امی ان القوم لیضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ یعنی اے میرے مانجائے! قوم نے مجھ کو ضعیف کر دیا اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر ڈالے (کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ) حضرت ابوبکرؓ و یحییٰ (عمر) جب تک فاطمہؓ ان کے پہلو میں ہے مجھے قتل کا حکم دینے میں کراہت معلوم ہوتی ہے (کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ) بریدۃ الاسلمیؓ اے عمرؓ کیا غضب ہے کہ تم برادر رسولؐ اور پد فرزند ان رسولؐ پر حملے کر رہے ہو۔ تم قریش کے ایک معمولی آدمی ہو تم کو یہ زیبا نہیں ہے کہ بہترین خلق کے ساتھ ایسی تند مزاجی اور گستاخی کے کلام کرو۔ کیا تم اور ابوبکرؓ حذیر رحم کے مقام پر نہ تھے جبکہ پیغمبر خدا نے تم دونوں بلکہ ہم سب فرمایا تھا کہ جاؤ اور علیؓ کو بہ امارت مسلمین سلام کرو اور تہنیت دو۔ اور خود تم نے اس وقت رسول اللہؐ سے پوچھا بھی تھا کہ کیا یہ امر منجانب خدا ہے اور

کو کوئی کسی کے لئے نہیں کہیگا۔ مجز کذاب و مغتری کے۔ اور یقیناً میں نے تمام آدمیوں سے سات برس پہلے ناز پڑھی ہے۔ " المولف

۱۔ (تلا عمر) واللہ الذی لا الہ الاہو
نضرب عنقک قال (علی) اذ قتلون عبد اللہ ولما رسول للہ قال عمر اعبدا للہ فہم واما
اخر رسول اللہ فلا وابو بکر ساکت لا ینکلم فقال عمر الاکثر فیہ بامرک فقال لا اکرمہ علی
شیئ ما کانت فاحم علی جنبہ فلقی علی بقبر رسول اللہ وھو یکی وینادی یا ابن امی ان القوم
لیضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ المولف

آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ماں منجانب خدا ہے۔ حضرت ابوبکر (بریدہ سے) یہ تو تم سچ کہتے ہو لیکن رسول اللہ نے ساتھ ہی یہ بھی تو فرمایا تھا لا یجتمع لاملیتی الخلافۃ والنبوة۔ یعنی میری اہلیت کے لئے خلافت اور نبوت جمع نہونگی۔ بریدہ واللہ یہ غلط ہے حضور سرور عالم نے یہ ہرگز نہیں فرمایا۔ سجد میں اب ایسے شہر ہی میں رہیں گے جہاں کی حکومت تم ایسے شخصوں کے ہاتھ میں ہو۔ یہ کہہ کر بریدہ الاسلمی اوس جلسہ سے اٹھ گئے (ناصح التوابع) امیر المومنین (عسکری) میں تمہاری دھمکیوں کو کب خیال میں لاتا ہوں جب تک جان باقی ہے میں اپنے حق سے دست بردار ہوں گا۔ حضرت ابوبکر مہلایا ابالحسن! آپ کا کلام بال بجا ہے اور ہم کو اوس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ابو عبیدہ بابا الحسن! آپ کو جو سبقت فضیلت اسلام میں ہم سب پر حاصل ہے اوس کو ہم سب جانتے ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ خلافت پیغمبر کے اہل و سزاوار ہیں لیکن ابھی آپ کا بن کم ہے اور اکثر اہل عرب کے قلوب آپ کی طرف سے صاف نہیں ہیں اور ان کی جانب سے آپ کی خلافت پر فتنہ و فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ ابوبکر بن رسیدہ اور حجرہ کار اور زمانہ کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہیں۔ ان امور کے لحاظ سے لوگوں نے اوس سے بیعت کر کے اوس کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے جب آپ کا بن شریف اس درجہ پر پہنچ گیا تو خلافت آپ کے سپرد کر دیا جائیگی جس کے آپ ہر طرح سے مستحق ہیں مگر باغفل جطرح اور اصحاب نے یہ اتفاق ابوبکر سے بیعت کر لی ہے اسی طرح آپ بھی اوس سے اتفاق فرمائے اور مخالفت نہ کیجئے تو بہتر ہے (احتجاج طبری - دروضۃ الاحیاء و دروضۃ الصفا وغیرہ) امیر المومنین لے ابو عبیدہ! ایسی بات کہنا ٹھکانا نہیں جو حق کے منافی اور دیانت کے خلاف ہو۔ کم سنی کا جو مدد کرتے کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل نے حضرت داؤد سے حضرت سلیمان کی نسبت کیا تھا جبکہ داؤد نے حکم خدا سلیمان کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا پس لے ابو عبیدہ اپنے حال پر رحم کرو اور جو بات صدق و صفا سے عبیدہ ہوزبان سے نہ نکالو۔ جو عزت کہ جناب باری تعالیٰ نے خاندان نبوت کو عطا فرمائی ہے اس کو دوسرے خاندان میں منتقل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا ہے اوس کے معانی و حقائق

ملے جب حضرت داؤد علیہ السلام کو منجانب خدا حکم ہوا تو اوصوں نے ہنسر پر ہاکر کہا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہیں سلیمان کو اپنا خلیفہ مقرر کر دوں بنی اسرائیل نے یہ سن کر واویلا مچایا کہ ایک بچہ کو آپ ہم پر خلیفہ مقرر کر گئے ہیں حالانکہ وہ سے زیادہ عمر کے لوگ قابل خلافت ہم میں موجود ہیں۔ حضرت داؤد نے کہا کہ خدا کا حکم ہے اور سلیمان میرے بعد تم پر خلیفہ ہیں پس حضرت سلیمان نے اپنے والد حضرت داؤد کا ورثہ لیا نبوت و حکمت و علم و ملک میں (تاریخ البیضا و تفسیر ثعلبی و معالم التنزیل و منشا پوری)

ہے ہم واقف ہیں جناب پیغمبر کے دین و سنن کے ہم معدن ہیں اوضلاع شریعت و مصالح ملت کو
 و رسول سے ہم بہتر سمجھتے اور جانتے ہیں۔ امر خلافت ہمارے لئے ہے اور ہم اہلبیت ہی اس کے
 احق ہیں انتظام ملک و رعیت پروری کے انداز تم سے زیادہ نہیں جانتے۔ خدا و رسول کے جواکھام
 میرے بارہ میں صادر ہوئے ہیں وہ ہل دہی موقع نہیں ہے یاد رکھو کہ اگر تم خلافت پر متصرف ہو
 تو حق سے تجاوز کرو گے۔ کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ پیغمبر خدا نے میرے بارے میں فرمایا ہے کہ علی میرا
 وارث و وصی اور میری امت کا امام ہے تو لوگوں کو لازم ہے کہ رض کے متابعت سے پرہیز کرو تا کہ
 حصارہ میں نہ ہو (روضۃ الصفا و احتجاج طبری) بشیر ابن سعد نے ابو الحسن! خدا آپ کا ارشاد بجا ہے
 اگر آپ کا یہ کلام ابوبکر سے بعیت کرنے کے قبل مسلمان سنتے تو شاید دو آدمیوں سے زیادہ کوئی آپ کی
 مخالفت نہ کرتا لیکن چونکہ آپ گھر میں بیٹھے رہتے اس وجہ سے ہم لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ آپ کو خلافت
 کی طرف میلان نہیں ہے ابوبکر سے بعیت کر لی اور امر خلافت ان کے تفویض کر دیا (روضۃ الاحیاء)
 امیر المومنین تمہاری ان باتوں سے مجھے سخت تعجب معلوم ہوتا ہے کیا تم کو یہ منظور تھا کہ تم
 لوگوں کی طرح میں بھی حضرت خنئی مرتبت کے جنازہ کو بلا کفن دفن چھوڑ کر طلب ریاست کے لئے دوڑتا
 پھرتا کیا تم کو پیغمبر خدا کا کلام یاد نہیں ہے جو مجھے بلے میں بار بار ارشاد فرمایا ہے۔ ابھی گویا کل کی

صلیہ امام اہلبیت احمد بن حنبل، اسناد مقرر فرماتے ہیں۔ عن انس بن مالک قال قلنا السلام للابن علی ووصیہ
 فقال سلمان یا رسول اللہ من وصیک فقال یا سلمان من وصی مومنی فقال یوشع بن زنون قال صلے اللہ علیہ
 وآلہ وسلم وصیہ ووادئی یغنی دینی وینجی موعدی علی ابن ابی طالب۔ یعنی انس بن مالک صحابی راوی ہیں
 کہ ہم نے سلمان سے کہا کہ رسول اللہ سے پوچھو کہ آپ کا وصی کون ہے چنانچہ سلمان نے پوچھا تو حضور سرور
 عالم نے فرمایا کہ موسیٰ۔ کا وصی کون تھا سلمان نے عرض کیا کہ یوشع بن زنون تھے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میرے
 وصی اور وارث اور میرے دین کے قاضی اور میرے وعدے کے پورا کرنے والے علی ابن ابی طالب ہیں
 موفی بن احمد (عالم اہلسنت) نے بھی اسی مضمون کی حدیث بریدہ صحابی سے نقل کی ہے۔ اور ایک
 سری حدیث حضرت ام سلمہ ام المومنین کی سند سے اس طرح نقل کی ہے۔ قالت قال رسول اللہ ان اللہ
 اختار من کل بنی وصدائے علی وحبیبی وعتدی واهلبی وامتی جسکے یعنی ام المومنین نے بیان کیا کہ رسول اللہ
 نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بنی کے واسطے وصی مقرر کیا ہے اور علی میرے بعد میری عترت و اہلبیت اور امت
 میں میرے وصی ہیں۔ موفی بن احمد موصوف نے یہ حدیث بھی بہ اسناد نقل کی ہے۔ عن عیاش بن ابرہہ
 عن جعفر الصادق عن ابیہ رد عن النبی قال نزل جبرئیل صبحہ یوم فرحنا مستبشرًا وقال قوت عینی بما
 اکرم اللہ لخالک ووصیک وولام امناک علی ابن ابی طالب قلت ویا اکرم اللہ انی قال یا ما اللہ سبحانہ یبتا
 المبارک ملائکتہ وجماعہ عرشہ وقال یا ملائکتی انظروا الی محمدی فی ریحی کیف غفر حلالہ فی الذباب۔
 خواصنا لظنوا شہد کہ انہما خلقی ومرتبی بریتی۔ یعنی عیاش بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق سے
 اور انہوں نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ایک روز صبح کے وقت بہت غرض
 طوفان شدت دینے لگے جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو بزرگی آپ کے بھائی اور وصی

کی بات ہے کہ حضور سرور عالم نے مذبح خیم پر ہزاروں آدمیوں کے سامنے اعلان فرمایا کہ کن کنت مولاہ فلی مولاہ اللہم وال من ولّاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ اے حاضرین! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جس نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہو وہ اس امر کی شہادت ادا کرے۔ تم یہاں ارقم کہتے ہیں کہ جناب امیر کے استشہاد پر اوس جلسہ کے بارہ ایسے شخصوں نے جہل بدر سے تھے گواہی دی کہ ہم نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی ہے لیکن میں نے شہادت نہ دی۔ اس کتمان شہادت کی مجھے خدا کی طرف سے یہ سزا ملی کہ میری مینائی جاتی رہی۔

امیر المومنین (دب سلسلہ کلام خود) پس میں خلافت کا تم سے زیادہ مستحق ہوں تم کو چاہئے کہ میری اطاعت کرو اور میرے حق کو غضب نہ کرو (اجتناب طبری و روضۃ الصفا وغیرہ) **حضرت ابو بکر** (بقول صاحب روضۃ الصفا وغیرہ) یہ دیکھ کر کہ امیر المومنین کے کلمات و دلائل نہایت محکم و استوار ہیں اور وہ کسی طرح رد نہیں ہو سکتے نہایت رفیق و مدار اسے (اے ابوالحسن! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس امر میں مخالفت و منازعت کریں گے تو میں ہرگز خلافت قبول نہ کرتا۔ اب چونکہ لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے اگر آپ بھی اون سے موافقت فرمائیں تو عین عنایت ہے اور اگر آپ کو بیعت کرنا منظور نہیں ہے تو آپ پر کوئی جبر نہیں ہے تشریف لے جا سکتے ہیں (روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا وغیرہ) اس کے بعد امیر المومنین بلا بیعت کئے ہوئے بیت الشرف کو تشریف لے گئے اور حالت موجودہ پر صبر و سکوت فرمایا (روضۃ الصفا وغیرہ) **امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام** کی نسبت مورخین اسلام و نصائے نے جو لکھا ہے اوس کا مقابل ہم کتاب سراج المبین وغیرہ سے ذیل میں لکھتے ہیں جس سے آنحضرت کی روش اور اوس زمانہ کی رفتار کا اندازہ ناظرین کو ہو گا۔ ایسے تیرہ و تار یک زمانہ میں جناب علی مرتضیٰ کا خاموش رہ جانا

اور آپ کی امت کے امام علی ابن ابی طالب کو عنایت فرمائی اوس سے میری آنکھیں خشک ہو گئیں۔ رہنے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی، میرے کہا کہ خدا عزوجل نے میرے بھائی پر کیا اکرام فرمایا ہے جبریلؑ نے کہا کہ اللہ نے اون کی کل کی عبادت پر بلائی اور حاکمان عرش سے مہمانت فرمائی اور کیا کہ دیکھو کہ اس میری جماعت نے جو زمین پر ہے کس عاجزی سے میری عبادت میں اپنے رخساروں کو خاک آلود کیا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ میری خلق کا امام اور میری بریت کا مولیٰ ہے **اصحح للحاکم فی مستدرک عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ من اطاعنی فقد اطاع اللہ عزوجل ومن عصا فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی یعنی حاکم نے (جو محدثین و علمائے اہلسنت سے ہیں) اپنی کتاب مستدرک میں یہ حدیث لکھی ہے اور شیخ سلیمان الحنفی نے بھی اسی حال سے اپنی کتاب ینایع الودعہ میں اوس کو نقل کیا ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جس شخص نے میری اطاعت کی اوس کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اوس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے علی ابن ابی طالب کی اطاعت کی اوس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی ابن ابی طالب کی اطاعت کی اوس نے میری اطاعت کی اور جس نے جو مشہور علمائے اہلسنت میں سے ہیں۔ اسناد لکھا ہے۔**

اسلام کی سچی خیر خواہی اور ہمدردی کا صحیح نمونہ ہے۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ نصرت اسلام اور محبت خیر الانام میں جدوجہد بطرح حضرت علیؑ نے کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ مولوی احسان اللہ صاحب تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں کہ جو تعلق حضرت مرتضویؑ کو حضرت نبویؐ سے تھا اگر اوس سے قطع نظر کی جائے تب بھی آپ سے زیادہ کوئی دوسرا بہت صفت موصوف نہ تھا۔ شجاعت۔ صداقت۔ اتقا۔ دانشمندی۔ سخاوت۔ علم۔ علم۔ توکل۔ قناعت۔ زہد۔ اسلام اور بانی اسلام پر جان نثاری غرض جس پہلو سے دیکھا جائے۔ حضرت علیؑ اپنا ثانی نہیں رکھتے ان کو پیغمبری کا درجہ بوجہ ختم نبوت نہیں ملاحظہ فرمائے ہارون۔ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ کے ساتھ اتنا نہیں کیا جتنا حضرت علیؑ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا۔ جناب امیر کی یہ کمال کریم النفسی تھی اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی کی ذات مستغنی عن الصفات پر یہ عالمی ظرفی و بلند ہستی ختم تھی کہ ایسے نازک وقت میں اپنی ذاتی مضرت و منفعت سے بالکل قطع نظر کر کے اسلام کی حفاظت فرمائی اور اوس کی اعانت اپنے اوپر ویسی ہی ضروری و لازمی سمجھی جیسے حضرت پیغمبر علیہ وآلہ السلام کے زمانہ مبارک میں سمجھتے تھے۔ اگرچہ آپ فی الحال محض خانہ نشین و عزلت گزین ہو گئے تھے اور ارباب حکومت سے کنارہ کش رہتے تھے اور آپ کی موجودہ حیثیت اسلام کی مضرت و مذلت کی جواب دہ نہیں ہو سکتی تھی تاہم اون امور سے جو ذات اسلام سے وابستہ تھے آپ نے چشم پوشی نہیں فرمائی۔ آپ اب بھی اسلام کی حمایت و نصرت میں اسی طرح سرگرم تھے جس طرح پر آپ نے سرگرمی و مستعدی کے ساتھ اوائل اسلام میں قریش کے مجمع عام میں وعدہ فرمایا تھا اور جس کو سن کر قریش کے بڑے بڑے دیروں کے رنگ اودھ گئے تھے آپ کو یاد تھا کہ یہی اسلام ہے جس کے تحفظ کے لئے آپ اپنا خون اور پسینہ ایک کرچکے ہیں اگرچہ اہل اسلام نے اس وقت آپ کے حقوق سے چشم پوشی کی تھی مگر آپ نے ناہم حمایت اسلام میں کوتاہی نہیں فرمائی اور اس طور پر جہاد نفس کر کے اسلام کی حیثیت کو ظاہر فرمایا۔ جب کوئی مشکل ارباب حکومت پر آپڑتی تھی تو آپ نہایت مستعدی سے اوس کو حل فرما دیا کرتے تھے اور اپنے مشورہ سے امور اسلام کو فائدہ پہنچاتے رہتے تھے جس کا شاہد حضرت عمرؓ کا قول لولا علی لھلك عمر مشہور عام ہے آپ نے اس پر آشوب زمانہ میں خود بھی سکوت و تحمل فرمایا اور تمام بنی ہاشم اور وابستگان خاندان رسالت کو روکا اور اسلام کے سر پر خانہ جنگیوں کی آفت نہیں آنے دی۔ حضور کی اس گوشہ نشینی میں بظاہر

عن الامام حسن بن علی و ابی وائل عن حذیفہ بن الیمان قال قال رسول اللہ طاعة علی طاعة و معصیہ معصیہ
یعنی حذیفہ بن یمان صحابی بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ علیؑ کی اطاعت میری اطاعت اور اہل بیت کی
طاعت میری طاعت ہے۔ ۱۲۔ المؤلف

یہ بھی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ بعض اراکین حکومت اس فکر میں تھے کہ موقع ملے تو آپ پر
لغۃ و فساد اور مخالفت اسلام کا الزام لگا کر خلافت کا ملزم قرار دیں۔ انتخاب بالزلّے ہو جانکی
وجہ سے عموماً ہر شخص کو آزادی اور خود رائے کا ادعا ہو گیا تھا۔ لوگوں کی نظر حضرت مرتضوی کی
وقت پر تھی اور وہ اسلام کی حمایت پر۔ ایسی حالت میں جھوٹوں بھی موقع پا کر آنحضرت کی ذات
قدس صفت پر الزام لگا دینا ناممکن نہ تھا یہی وجہ تھی کہ حضور نے ارباب حکومت سے الگ تہلک
ہو کر گوشہ نشینی اور خاموشی اختیار فرمائی تھی تاکہ کسی کو آپ کے بے لوث پاک و صاف دامن پر
فساد کے الزام کا وہیہ لگانے کا موقع نہ ملے۔ اپنے استحقاق کے پامال کر دے جانے پر بھی اسلام
کی حفاظت و حمایت جس طرح آپ نے فرمائی وہ درحقیقت آپ ہی کی ذات ستودہ صفت اور فیض
مطلنہ کا کام تھا۔ نصائے مورخین کی رائیں :- (۱) رسول کے بعد اسلام کی افسری کا دعویٰ علی

کے لئے زیادہ موزوں و مناسب معلوم ہوتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا

(۲) اگر قربت کی وجہ سے جانشینی کا اصول علی کے موافق ابتدا سے مان لیا گیا ہوتا تو وہ با دکن
جھگڑے آگے چل کر پیدا ہوتے جنہوں نے اسلام کو خون میں غوطہ دیا۔ سیڈیلیٹ از اسپرٹ اسلام
(۳) خلافت کے لئے علی سے زیادہ ممتاز تھے کیونکہ یہ رسول کے ابن عم اور داماد تھے اور فاطمہ
سے جوان کی اولاد تھی صرف وہی رسول کی یادگار تھی۔ سکیسرز آف محمد

(۴) علی لمجان اپنے حضائل و شرافت خاندانی و قربت رسالت پناہی سے ارفع و اعلیٰ اور تحت عرب
کے جو سمیر خدا کے انتقال فرما جانے سے خالی ہو گیا تھا سب سے زیادہ سختی تھی۔ علی ابن ابی طالب اپنے
ذاتی حق کی بنا پر خاندان ہاشم کے سردار اور شہر مکہ و خانہ کعبہ کے موروثی شہریار تھے اور میری سیاسی
اور شاعر اور ولی خدا کے اوصاف مجتمع تھے اور ان کے اخلاقی اور مذہبی اقوال سے اور ان کی عقلندی اور
روشنفیری اب تک زندہ ہے۔ زبان یا تلوار کے مقابل میں علی ابن ابی طالب کا بر مقابل آپ کی فصاحت
یا شجاعت سے مغلوب و زیر ہو جاتا تھا۔ جناب رسالت کی خدمات کی بجا آوری میں ابتدائے بعثت
سے وفن کے مراسم ادا کرنے تک علی ابن ابی طالب نے کبھی غفلت یا کوتاہی نہیں کی چنانچہ اسی
خدمتگداری و جان نثاری نے سمیر خدا کی زبان مبارک سے یہ کلمات کہلائے کہ علی میرا بھائی
اور خلیفہ اور موصی ثانی و وفادار ماروں ہے۔ تاریخ مشرکین

جناب سیدہ العالمین کی حالت زار حضرت سید البشر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے انتقال کے بعد بقیۃ المصطفیٰ جناب

فاطمہ الزہراء صلی اللہ علیہا بالکل نحیف و لاغر ہو گئی تھیں اور روتے مدد سراحت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ہر وقت سر مبارک میں عصابہ باندھے رہتی تھیں۔ اکثر بڑے روتے سپوش ہو جایا کرتی تھیں جب ہوش آتا تو حسنین علیہما السلام سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے باپ رسول اللہ کہاں ہیں جو انکو پیار کیا کرتے تھے اور دوش مبارک پر لے کر چلتے تھے اے فرزند و تمہارے باپ کہاں گئے جو تم پر سب سے زیادہ مہربان تھے اور جن کو تمہارا زین پر چلنا بھی گران گندتا تھا کہہ بی میں نے یہ نہ دیکھا کہ یہ دروازہ کھلا ہو اور تم اون کی گردن مبارک پر سوار ہوئے ہو۔ مائے وہ تمہارے چاہنے والے کیا ہوئے۔ صاحبزادے بھی نانا نانا پکارتے تھے۔ امیر المومنین باوجود اپنے خون و ملاں کے ان سب کی تسلی و تسفی میں کوشش کیا کرتے تھے۔ لیکن جناب صدیقہ طاہرہ کو پیغمبر خدا کے ذکر اور اون پر گریہ کر نیچے سوا کوئی کام ہی نہ تھا۔ جناب معصومہ کے دلخراش و جانچا فوجہ گریہ سے سننے والے کا دل پاش پاش ہو جاتا تھا چنانچہ ایک روز چند مشائخ اہل مدینہ جمع ہو کر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ابا الحسن جناب سیدۃ العالمین اپنے والد بزرگوار کے غم میں ہر وقت رویا کرتی ہیں اون کے رونے سے ہمارا چین و آرام جاتا رہا ہے نہ دن کو ہم کام کر سکتے ہیں اور نہ رات کو آرام۔ اس لئے ہماری عرض یہ ہے کہ آپ اون مظہر طاہرہ کی خدمت میں ہماری جانب سے التماس کریں کہ آپ رسول اللہ کی مصیبت و فراق میں یا تو شب میں رویا کریں اور دن کو خاموش رہا کریں یا دن کو رویا کریں اور رات کو آرام کیا کریں۔ جب وہ چلے گئے تو جناب امیر بیت الشرف میں تشریف لائے اوس وقت بھی جناب معصومہ رورہی تھیں لیکن آنحضرت کو آتے دیکھ کر لحاظ سے چپ ہو رہیں۔ امیر المومنین اون کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے بضعتہ الرسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں جستہ گریہ و لوح کرو بجا ہے خدا تمکو اس کا اجر عطا فرمائے اس وقت چند اہل مدینہ میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے یہ کہتے تھے کہ میں تم سے اون کی جانب سے کہوں کہ تم یا رات کو رویا کرو اور دن کو گریہ موقوف رکھا کرو یا دن کو رویا کرو اور شب کو خاموش رہا کرو و کیونکہ تمہارے رونے سے اون کے کام و آرام میں خلل پڑتا ہے جناب معصومہ نے رو کر کہا کہ اے ابن عم میں کیا کروں گریہ موقوف کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے جب تک بابا جان سے نہ ملوں گی رونا ترک نہیں کر سکتی اور غم قریب میں دنیا سے رحلت کیا جاتی ہوں اون لوگوں کو زیادہ دن تکلیف نہ ہوگی یہ کہہ کر آپ پہر رونے لگیں حضرت امیر نے کہا کہ تم کو اختیار ہے اس کے بعد

آنحضرت نے قبرستان بقیع میں ایک حجرۂ بنو ادیا اور اوس کا نام بہت الاحزان لکھا۔ اوس سے جناب معصومہ کا یہ معمول تھا کہ جب صبح ہوتی تو حسین علیہا السلام آگے آگے اور اولیٰ کے پیچھے خود حضرت زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا روتی ہوئی قبرستان بقیع میں تشریف لیا کرتیں اور وہاں بیت الاحزان میں دن بھر رویا کرتی تھیں شام کو جناب امیر خود جا کر جناب معصومہ کو اپنے ساتھ گھر لے آیا کرتے تھے۔ یہہ دستور اوس وقت تک رہا جب تک کہ آپ میں چلنے پھرنے کی طاقت رہی اور علالت میں زیادتی نہیں ہوئی۔

انتزاع فندک

گرفتہ قلم را چون در بہان کہ این قصہ را آدم در بیان چگونگی چہ چالی مرادست داد طلبش بہان و قلم او فتدلم گفت این فندک برین چرا زبان گفت از من مخاہ این کلام جگر گفت ہرے ملتا بہ نیت کہ در خرد این آتش آب نیت سرم گفت گرم بسوزم بدماغ ازان بہ کزین فندک سوزم دماغ روان کرد چشم دو سیلاب سخن کہ ایں قصہ را من بہ مہنم چگون چو داند ہر یک بدینسان جواب نمودم چنین با جوارح خطاب کہ الحق دین باب حق با شامت کہ ایں قصہ جانسوز و شیون فرا وے چون ز بعد رسول خدا کشیدند آل عبا ایں جہان نہ از ہر دنیا بل از ہر دین نہ از کافران بلکہ از مسلمین ضرور است آوردنش در بیان برائے جز کر دن غافلان بگوئید لے محرم واجبہ روا بود امیخا بر آل نبی کون ایں حکایت بیان میکنم بدانسانکہ رواہ بے شیش و کم

امیر المؤمنین نے تو بہیت سے انکار کر ہی دیا تھا جیسا کہ ناظرین کو قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے اور حضور کے انکار سے خاص خاص اصحاب نیز البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل سلمان فارسی و ابوذر غفاری وغیرہ کے بھی حضرت ابوبکر کی بیعت سے کارہ تھے۔ ار باب حکومت چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے مخالفین زیر کئے جائیں چنانچہ ایک روز سلمان رض و ابوذر دربار خلافت میں طلب کئے گئے اور اودن کو بیعت کی تکلیف دی گئی۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی اور حضرت عمرؓ جو مکالمہ ہوا اوس کا لکھنا باعث طوالت ہے مختصر یہ ہے کہ آخر حضرت عمرؓ نے غصہ ہو کر سلمانؓ سے کہا کہ تم محبت و نصیحت کر نیکے لئے نہیں طلب کئے گئے ہو اودھو اور ابوبکر سے بیعت کرو اور اودن کا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں دیدیا اور حاضرین سے فرمایا کہ

یہ سہی نے بھی سمجھ کر لی۔ حضرت ابوذرؓ نے بھی یہی معاملہ کیا گیا سلمانؓ و ابوذرؓ
 کہا کہ اسی کا نام سمیت ہے تو جہیز یہ کہہ کر وہ دونوں ہند گوار چلے گئے مدبار برخواست ہوئے
 بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ جب تک علیؓ بیعت نہ کریں گے آپ کی خلافت نشا
 امت میں رہیگی آپ اوس روز اون کے دعوے اور دلائل کو سن چکے ہیں اور وہ ایسے قوی اور
 لمہیں کما دن کا جواب مجلس بہر میں کوئی نہ لے سکا اور آج بھی جو محبتیں سلمانؓ نے پیش کیں
 ان کا بھی جواب بجز اس کے کچھ کہتے نہ بنا کہ امت نے اجماع کر کے ابوبکرؓ کو خلیفہ کر لیا ہے
 یہ پھر اوس اجماع پر بھی جو اعتراض اوہنوں نے وارد کئے اون کا رد کسی سے نہوسکا۔ اگر
 ی حالت رہی تو لوگوں کے دل اور حرمائل ہو جائیگی اور آپ کو حکومت سے دست بردار خوا
 یے تھا اب اس کا موقع نہیں ہے کہ محبتوں اور بھٹوں سے کام لیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا
 ہم ہی بتاؤ کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے جس سے علیؓ کی قوت جاتی رہے اور وہ مجبور ہو جائیں
 حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے نزدیک تو سردست یہ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیتؑ
 وضع مذک لے لیا جائے اور یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ عام مسلمان کا حق ہے اور فاطمہؑ اور
 خرف کرنے کی مجاہد نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ پیغمبر خداؐ نے فذک اون کو عطا کیا ہے
 ب اوس کا اون سے امتزاع کرنا صیرحاً دیاوتی ہوگی اور لوگ بھی اگوروانہ رکھیں گے حضرت
 فرمے کہا کہ ایسے خیالات آئیں ملک داری کے خلاف ہیں فذک پر قبضہ کر لینے میں کئی فائدے
 تصور ہیں اول تو یہ کہ اوس کی آمدنی کثیر ہے اور اوس کے ذریعہ سے اہلبیتؑ کو اپنے بدل و
 مخا سے لوگوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ کر لینے کا جو موقع حاصل ہے وہ ان سے جاتا ہے گا
 اور خود جب محتاج ہوں گے تو مضطر ہو کر خواہ مخواہ ہماری اطاعت پر راضی ہو جائیگی ورنہ
 یہ کہ جب ہم عام مسلمانوں کا حق فذک میں بتلا کر اون کے فائدے کے لئے اوس کا اپنا ظاہر
 کریں گے تو وہ لوگ ہکوانا چیز خواہ بھکھکے ہائے ہوا خواہ ہو جائیگی تیسرے یہ کہ فذک کے معاملہ
 سے خلافت کا دعویٰ پیچھے پڑ جائیگا۔ علاوہ مذک کے خمس بھی اہلبیتؑ کے لئے موجب

صلیٰ قاضی القضاۃ ابو یوسف شاکر در شیعہ حضرت ابو حنیفہ کتاب الخراج میں جو اوہنوں نے خلیفہ ہارون
 عباسی کے واسطے تصنیف کی تھی لکھتے ہیں۔۔۔ واما الخمس الذی یخرج من التعمیۃ فان الطاہر یخرج من السائب
 رجمۃ اللہ علیہ حدثنی عن ابی صالح عن ابی عباس رضی اللہ عنہ ان الخمس کان فی عہد رسول اللہ علی خمسۃ آدم
 اللہ طار رسولؐ آدم ولدی القریۃ سلم وللیثی الساکین وابن السبیل ثلاثۃ اسلم ثم قثمہ ابوبکر
 الصدیق وعمر الفاروق وعثمان بنی النورین رضی اللہ عنہ ثلاثۃ اسلم وسقط اسلم رسول اللہ ﷺ

طاہریت ہے اور اس سے بھی اون کو تقویت پہنچتی ہے اس لئے اس کو بھی ضبط کر لینا ہر
مناسب جہاں سے بھی محروم کر دئے جائینگے تو ان تین تک کو محتاج ہو کر بھڑھاری
اطاعت کے اون سے کچھ بن نہ پڑے گا۔ حضرت ابو بکر نے اپنے وزیر باندہ ہر حضرت عمر کی
پالیسی کو پسند فرمایا اور ضبطی فذک و خمس کا حکم دے دیا۔ حکومت کی طرف سے ایک عامل مقرر

ذی القربیٰ و قسم علی الثلاثۃ الباقین۔ یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا کے زمانہ میں خمس کے
پانچ حصے کئے جاتے تھے ایک حصہ خدا اور رسول کا اور ایک حصہ ذوی القربیٰ کا اور تین حصے یتامیٰ و مساکین
و مسافریں کے ہوتے تھے۔ حضور سر و عالم کے بعد حضرت ابو بکر و عمر و عثمان نے پیغمبر خدا اور ذوی القربیٰ و مسافریں کے
قرابتداروں کے حقوق ساقط فرما دئے اور صرف باقی تین حصے قائم رکھے۔ محمد فاروق اپنی کتاب فی فضول القرآن
لاصول اشامی میں لکھتے ہیں :- وکان لذی القربیٰ سهم نعیم و فقیہم علی الاطلاق فہ سقط بعد وفات
النبی م سهمم۔ یعنی ذوی القربیٰ کو جو حصہ خمس سے دیا جاتا تھا وہ بالفاظ غنا و فقر کے دیا جاتا تھا مگر پیغمبر خدا
کے انتقال کے بعد اون کا حصہ ساقط کر دیا گیا۔ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں :- روی مسلم و ابو داؤد
و النسائی و غیرہم من طریق شہاب عن زید بن ہریر عن ابن عباس م سهم ذوی القربیٰ قال هو القربیٰ
رسول اللہ ثم لم یبق و قد کان عرض عمر علینا من ذلک شیئا راینا ہ دون حقا فزدنا ہ۔ یعنی مسلم
و ابو داؤد و النسائی و غیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ذوی القربیٰ پیغمبر خدا کے قرابتدار ہیں۔
اور اون کو حضور پر نور حصہ دیا کرتے تھے آنحضرت کے بعد عمر نے قدر سے ہم کو دینا چاہا جو ہمارے اصلی
حصہ سے بہت کم تھا اس لئے ہم نے اوس کو واپس کر دیا مسلم نے اپنی صحیح میں اور نوذوی نے اوس کی شرح
میں دوبارہ خمس ابن عباس کا یہ قول لکھا ہے :- ہولنا فابی علینا قوما۔ یعنی خمس ہمارا (قرابتداران۔
رسول کا) حق تھا لیکن ہماری قوم نے ہم کو اوس کے دینے سے انکار کیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی در منثور
میں لکھتے ہیں :- اخبر ابن ابی شیبہ عن مجاہد قال کان الی محمد لا یقل لم الصدقة فنجعل ہم خمس
یعنی آل محمد پر صدقہ حلال نہیں ہے اس لئے خمس میں سے پانچواں حصہ اون کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔
شرح مقاصد لکھتے ہیں :- اما الخمس فقد کان لذوی القربیٰ و ہم بنو ہاشم و بنو المطلب من اولاد عبد
منان بالنسب (الاجماع۔ یعنی اندوے نص (حکم خدا) و اجماع خمس ذوی القربیٰ کے لئے ہے اور وہ اولاد عبد
منان میں سے بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں۔ صحیح بخاری میں یہ روایت ہے۔ عن عائشہ ان فاطمہ
بنت النبی ارسلت الی ابی بکر لئلا یمنعہ عن..... مابقی من خمس خیبر..... فابی البونکران و یمنعہ
الے فاطمہ منہا نتیجہ۔ یعنی ام المومنین عائشہ راوی ہیں کہ جناب پیغمبر نے ابو بکر سے بقیہ خمس خیبر میں سے
اپنا حصہ طلب کیا لیکن حضرت ابو بکر نے اوس میں سے اون کو کچھ بھی نہ دیا۔ روایت کا یہ جز ہے پوری
روایت آگے نہیں ہے اس مقام پر صرف اسی قدر جزو کا تعلق تھا اس لئے اسی قدر لکھنے پر اکتفا کیا گیا
صاحب نتائج المردۃ کتاب مذکور میں جس جگہ او محض نے قرآن شریف کے اون بارہ مقامات کا ذکر کیا
ہے جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے عزت پیغمبر کو بعض امور میں مخصوص فرمایا ہے لکھتے ہیں :- آیۃ امانہ
ہفتم من ثی فان للہ خمسہ وللرسول و لذی القربیٰ فقرن سهم ذی القربیٰ بسهم و بسهم و رسولہ
فصل فی فضل ایضا لللال دون الامۃ و اما قولہ و الیتامیٰ و المساکین فان الیتام اذا انقطع یتیمہ
و المساکین اذا انقطعتم مسکنتہ لم یکن لہ نصیب من المعنم و سهم ذی القربیٰ الی یوم القیامہ

کے جس کو حکم دیا گیا کہ فدک پر جا کر خلافت کی طرف سے قبضہ کر لے اور فاطمہ کے عامل کو نکال دے
لی مذکور نے حسب فرمان فدک پر قبضہ کر لیا۔ جناب معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے عامل نے اگر کیفیت

فیہم الغنی والعقیر منهم سواء فخرن ۴۴۴ ۴۴۴ ۴۴۴ - یعنی آیتہ انا غنمہ الخ میں جو جس خدا رسول و قرابت داران
لی کیلئے مقرر کیا گیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حصہ اور پیغمبر کے حصہ کے ساتھ ذوالقرنی کا حصہ مقرر فرمایا
یہ فضل مجزا الہی کے کسی امتی کے لئے نہیں ہے اور جو خدا نے میتوں اور مسکینوں کا حصہ مقرر کیا ہے وہ اس وقت ساقط
ہوتا ہے جبکہ یتیم سے صفت قیمی اور مسکین سے صفت مسکینی منقطع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ صفات زائل ہو جانیکے یہ
ہوں گے واسطے کوئی حصہ غنیمت میں نہیں ہے لیکن آل نبی کا حصہ قیامت تک قائم ہے اور جس شخص کے استحقاق میں
افقر دونوں برابر ہیں اور ان کا حصہ خدا کے حصہ کے ساتھ ساتھ ہے۔ حسن البواہر ۱۰۱۰ - عن سعید
السبیح قال جلیہم مطعم ان رسول اللہ لم یقسم لنبی عبد الشمس ولا لنبی ذوالقرنی شیا کا قسم لنبی ہاشم
الطلب قال کان البکر یقسم الحسن یقسم رسول اللہ غیر انہ لم یکن یعطی قرینی رسول اللہ کما کان یعطیہم
رسول اللہ - یعنی جبریل بن مطعم صحابی کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا بنی عبد الشمس اور بنی ذوقل کو جس میں سے کچھ نہیں دیتے تھے
نبی ہاشم و بنی مطلب کو دیا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر بھی جس اسی طرح قسیم کرتے تھے جس طرح رسول اللہ کیا کرتے
تھے مگر فرق اس قدر تھا کہ حضرت ابوبکر آل نبی کو جس میں سے کچھ نہیں دیتے تھے اور پیغمبر خدا ان کو دیا کرتے تھے
مولوی شبلی ثنائی سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں :- آنحضرت مل غنیمت جب قسیم کرتے تھے تو اپنے عزیز واقارب کا بھی حصہ
لگاتے تھے خلفائے راشدین حتی کہ حضرت علی نے بھی ہاشمیوں کو کبھی حصہ نہیں دیا " حضرت علی کو حکم خدا اور علی رسول اللہ
کی خلاف ورزی میں حضرت ثلاثہ کے ساتھ شریک بتلانا محض تعصب کی وجہ سے ہے اور غرض اس کی یہ ہے کہ یہ ہے کہ یہ علاوہ اس کے
بوجہ اتفاقی علی مرتضیٰ جائز و درست معلوم ہو حالانکہ دراصل حضرت علی نے کبھی ایسا نہیں کیا اور نہ کر سکتے تھے۔ علاوہ اس کے
اکابرین اہلسنت کا تو یہ منقول ہے کہ حضرت علی کے زمانہ میں کفار پر نہ فوج کشی ہوئی اور نہ کوئی ملک فتح ہوا ایسی حالت میں مال
غنیمت ہی کہاں لاجوا و انھوں نے ہاشمیوں کو نہیں دیا۔ مولوی صاحب موصوف نے یہ اس مقام پر لکھا ہے۔
جہاں انھوں نے یہ دیکھا ہے کہ خلفائے ثلاثہ اور ابو حنیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف حکم دیتے ہو
اور اس خلاف ورزی کا دفع و دخل اس طرح کیا ہے کہ یہ احکام تشرعی نہ تھے بلکہ پیغمبر خدا کے طبعی تھے لیکن جس امر میں
انھوں نے غلطی سے یا تعصب سے حضرت علی کو خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شریک بتلایا ہے اس کی یہ قسیم جس کی نسبت تو قرآن
میں صحت حکم ہے اور حصہ دہنوں کا تعین خدا نے فرما دیا ہے اس لئے یہ فضل پیغمبر خدا کا طبعی نہیں ہو سکتا۔ آیہ انا غنیمت
فان للہ خمسہ وللرسول لذلہی القرنی الخ میں تاویل و سخن سازی کی گنجائش ہی نہیں ہے اور نہ کوئی شخص اس حکم کی خلاف
ورزی کو صحیح طور پر جائز کہہ سکتا ہے تاوقتیکہ اس آیت کی ناسخ آیتہ قرآن میں وہ نہ بتلائے کیونکہ محض کسی کے قیاس سے
ض قرآنی منوع نہیں ہو سکتا۔ تیسرا ابو سعید ۱۰۱۰ - انہا کانت فی عہد رسول اللہ علی خمسہ اسمہم اسم اللہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام و اسم اللہ کو دین من ذوی قریبہ و ثلاثہ اسمہم کا صنف الثلاثۃ الباقیۃ ولما بعد صلۃ اللہ
علیہ وآلہ وسلم متہمہ ساقطہ کذا اسم ذوی القرنی دیوندا مادوی عن ابی بکر انہ منع نبی ہاشم الحسن - یعنی پیغمبر
خدا کے زمانہ میں جس کے پانچ حصے کئے جاتے تھے ایک حصہ خدا آنحضرت کے قرابت داروں کا اور باقی تین حصے
یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے ہوتے تھے لیکن آنحضرت کے بعد خدا ان کے قرابت داروں کا حصہ

عرض کی۔ آپ نے حضرت امیر سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے آیا میں اپنے حق کا مطالبہ کروں یا صبر و سکو
 اختیار کروں۔ امیر المومنین نے کہا کہ صبر کرنا بہت خوب ہے اور انجام کار بھی ہونا ہے لیکن اتمام حجت کے
 لئے اپنے حق کا اظہار کر دینا بھی ضرور ہے۔ پس صدیقہ طاہرہ بضعتہ المصطفیٰ جناب فاطمہ الزہراء صلوٰۃ
 علیہا تسلیات سر سے پاٹوں تک چادر اڑھھی اور باوجودیکہ مزاج علیل تھا چند عورتوں کے حلقہ میں مسجد بڑی
 کی طرف روانہ ہوئیں جہاں حضرت ابوبکر معہ اصحاب تشریف فرما تھے۔ دیکھنے والوں کو آپ کی رفتار
 اور سکینہ و وقار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں
 جس وقت جناب صدیقہ مسجد میں داخل ہوئیں تو بعض نرم دل مسلمان پیغمبر خدا کا دامن بہ نظر حضرت یاد
 کر کے رونے لگے۔ آپ نے اون کو گریان دیکھ کر سکوت فرمایا۔ عورتوں نے اصحاب کے سامنے ایک
 سفید پردہ کھینچ دیا اور جناب معصومہ پس پردہ تشریف فرما ہوئیں۔ جب وہ لوگ خاموش ہوئے
 تو آپ نے حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو فرمائی جس کا ماحصل بطور مکالمہ کے ذیل میں نقل
 کیا جاتا ہے :- صدیقہ نے ابوبکرؓ : خدا و رسول کا حکم سب پر واجب انعمیل ہے تم اوسک مستثنیٰ
 نہیں ہو۔ میں جو کہہ رہی ہوں اوسے گوش ہوش سے سناؤ خدا کے غضب سے ڈرو اور کسی کے
 حق میں دست درازی نہ کرو۔ ذک میرے والد رسول اللہ نے حکم خدا مجھے عطا کیا اور دستاویز اپنی ہر
 سے مزین کر کے میرے حوالہ کی اور ذک میرے قبضہ میں دیدیا (دستاویز حضرت ابوبکر کے سامنے رکھا
 دیکھو یہ وہی دستاویز ہے۔ پس ذک پر جوتنے زبردستی قبضہ کر لیا ہے او سے چھوڑ دو۔

حضرت ابوبکر نے وہ دستاویز دیکھ کر حضرت عمر کو دی۔ اونھوں نے کہا کہ یہ تو فاطمہ کا محض
 دعوئے ہے اس کے ثبوت میں ان سے گواہ طلب کیجئے۔ ابوبکر (جناب سیدہ سے) آپ اپنے
 دعوئے کے ثبوت میں گواہ پیش کیجئے صدیقہ میرا قبضہ خود میری ملکیت کی دلیل ہے آپ کس طرح

ساختہ کر دیا گیا اور اس کی تائید اوس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر نے بنی ہاشم کو خمس سے ممنوع و محروم
 کر دیا۔ ۱۲ المولود علیہ السلام جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور میں آیا : و ان ذالقربۃ حقہ (یعنی بنی ہاشم پر اپنے
 قریبہ کو اوس کا حق دیدو) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب وقت یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے فاطمہ کو بلا کر ذک اون کو
 دیدیا۔ تاہم ابراہیم میں لکھا ہے۔ اما ان ذک کانت فیہ فاطمہ فیدل علیہا فی کذا الحال لیشیخ علی
 المتوفی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الاخلاق عن ابی سعید قال لما نزلت آیت ذالقربۃ حقہ قال البقی یا فاطمہ ذک
 ذک (رواہ الساکنی فی تائیدہ) یعنی ذک جناب زہراؓ کے قبضہ میں تھا جبکہ کس شخص علی متقی نے کتاب کثر السبل میں اور
 حاکم نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر خدا نے جناب فاطمہ سے فرمایا
 اذک : تھا ہے۔ علامین کا سنی اپنی کتاب معارج النبوة میں دوبارہ ذک کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ راخبر اند و خبر
 او حجۃ فوشت وال وثیقہ بود بہ او۔ بعد از وفات رسول پیش امیر المومنین ابوبکرؓ آمد و گفت این کتاب رسول خداست کہ بتلئے
 من و من و منی نوشتہ است۔

کی رو سے مجھ پر بار ثبوت ملید کرتے ہیں۔ عمر ان باتوں سے کچھ فائدہ نہیں اگر آپ کو مذک کا دعوت ہے تو گواہ پیش کیجئے۔ جناب صدیقہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ نے رفعِ محبت کی نظر سے ام ایمن اور صاحبانِ آیہ تطہیر یعنی حضرات علی و حسن و حسین علیہم السلام کو شہادت میں پیش کیا۔ ام ایمن نے گواہی دینے سے پہلے کہا کہ اے ابوبکر! تم کو میں خدا کی قسم دیتی ہوں سچ کہنا کہ آیا تم نے پیغمبر خدا کو یہ کہتے سنا ہے ام ایمن اذۃ من اهل الجنة (یعنی امین زنان اہل جنت میں سے ہے) حضرت ابوبکر نے کہا کہ البتہ میں نے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سنی ہے۔ اس کے بعد ام ایمن نے کہا فاشہد ان اللہ عزوجل اوحیٰ رسول اللہ واثنا العزیز حۃ فجعل فداک لہا طمۃ باع اللہ یعنی میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ پر وحی نازل کی کہ ذی القربیٰ کو اس کا حق دید و پس آنحضرت نے فاطمہ کو مذک قوت بری کے لئے دیدیا۔ امیر المومنین اور حنین نے بھی یہی گواہی دی۔

عمر۔ ابوبکر! جواب و متردد کیجئے کہ ام ایمن زن عجمیہ ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے رے علی وہ تو اپنی ہی ایسی کہیں گے اور حنین کم سن ہیں ان کی بات قابل لحاظ نہیں۔ ابوبکر (سید سے) یہ لوگ آپ کے طرفدار ہیں اس لئے ان کی بات قابل قبول نہیں (صواعقِ محرقہ ابن حجر کی) برایت دیگر فرمایا کہ نصاب کافی نہیں ہے (۱) صدیقہ لے ابوبکر! یہ کیا کلام و عقیدہ ہے۔ ہم اہمیت محمد میں ہم کو بے اعتبار اور جھوٹا سمجھنے سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیا قرآن تم اتنی جلد بول گئے۔ اللہ جل شانہ تو ہماری شان میں آیت مبارکہ تطہیر نازل فرما کر ہماری طہارت و عصمت کی خبر دے

(۱) اس امر میں مابین سنی و شیعہ اختلاف ہے کہ جو شہادت جناب معصوم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کی تھی اس کی کیا وقعت تھی اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند احادیث و روایات مسلمہ و مندرجہ کتب اہلسنت اس مقام پر نقل کر دیں تاکہ ناظرین کو بطور خود رائی قائم کرنے کا موقع ملے۔ کنز العمال میں ہے ان رسول اللہ و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقفون بشہادۃ الواحد الیہین۔ یعنی پیغمبر خدا اور ابوبکر و عمر و عثمان ایک شہادت اور قسم پر فیصلہ کرتے تھے۔ کتاب تلخیص شرح توضیح میں رقم ہے۔ ان النبی قضیٰ بشہادۃ شاہد الیہین صاحب الحق و ردی عنہ ان النبی و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقفون بشہادۃ الواحد الیہین۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صرف ایک شہادت اور صاحب حق کی قسم پر حکم جاری کر دیتے تھے اور ابوبکر و عمر و عثمان کا بھی یہی معمول تھا۔ تجارتی کتاب یہ نہیں لکھا ہے کہ پسرانِ ہمایا غلام ابن جدمان دو گھروں اور ایک کوٹھری کے دعویدار تھے کہ انھیں رسول اللہ نے عطا کئے ہیں۔ مروان نے گواہ طلب کئے تو حضرت ابن عمر پیش ہوئے اور انھیں کی شہادت پر دعوے ڈگری کیا گیا۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اور ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا کی وفات کے بعد جب بھرن کا مال آیا تو چاہئے حضرت ابوبکر کے سامنے دعوے کیا کہ رسول اللہ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ جب بھرن کا مال آیا تو جابر نے حضرت ابوبکر کے سامنے دعوے کیا کہ رسول اللہ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ جب بھرن سے مال آجائے تو نکتہ پانودرم دوں گا۔ حضرت ابوبکر نے جابر کا جہر و قول بلا کسی ثبوت و شہادت کے قبول کر کے ان سے کہا کہ اس مال میں سے یلو جابر نے پانودرم لئے تو حضرت ابوبکر نے ایک ہزار درم اور عطا کئے صبح بخاری میں بھی یہ روایت منقول ہے اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے اولاد الخفا

اہم کو ہر قسم کی نجاست اور بُرائی سے پاک و پاکیزہ اور مصیبت سے مبرا و معصوم قرار دے اور تم ہکو
جھوٹا اور بے اعتبار سمجھو۔ پر ایسا مال ناحق لینے اور اس کے حصول کے لئے جھوٹی شہادت دینے
یا دلائل سے بدتر بھی کسی جس ہو سکتا ہے جس سے خداوند کریم نے ہم کو طہر فرمایا ہے۔ علاوہ اس
اگر ان گواہوں کی گواہی کافی اور جائز نہ ہوتی تو پیغمبر خدا ان کی گواہی پر کیوں اکتفا فرماتے۔ کیا تم
رسول اللہ سے بھی اعلم واقضی ہو۔ خیر اگر تم اس طرح پر میرے دعوے کو قبول نہیں کرتے تو مجھ کو
میرے پدر بزرگوار رسول مختار کا ورثہ پہنچتا ہے اور اس طور سے بھی میں فدا کی مستحق ہوں کیونکہ

میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو بخاری نے بطریق مختلف اخراج کیا ہے۔ علامہ زحشری کتاب ربيع الابرار میں تحریر کرتے
ہیں کہ ایک یہودی نے پیغمبر خدا سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا حضور نے فرمایا کہ میں نے قرضہ ادا کر دیا ہے اس نے گواہی طلب
کی۔ سرور عالم نے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کون شخص میری گواہی دیتا ہے۔ حمزہ نے کہا کہ یا
رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ تم کس بنا پر گواہی دیتے ہو تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ حمزہ
نے کہا کہ جب ہم آپ کی تصدیق وحی آسمانی پر کرتے ہیں تو آپ کے اس قول کی تصدیق کیونکر نہ کریں کہ آپ قرض ادا کرنا
ہے۔ پس اپنے حمزہ کی شہادت قبول فرمائی اور اون کو ذوالشہادین کا خطاب عنایت کیا۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ ثَمَّةِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فِيهِ فَقَالَ
الْبَنِيُّ كُنْ كَخَ لَيْطٍ طَرَفًا قَالَ لَا شَعْرَتَ إِلَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔ یعنی رسول اللہ کے پاس کچھ چھوڑے صدقہ کے
آئے رکھے کہ اتنے میں حضرت حسن آئے اور آپ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ صدقہ کے چھوڑے ہیں آپ نے ایک چھوڑا
اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا تھو تھو تاکہ اسے تھو کیں پھر فرمایا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ پیغمبر صدقہ
کی چیز کھانا حلال نہیں ہے۔ اس واقعہ کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب طہوی شرع مشکات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”پیغمبر
خدا کے طرد کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو پہلے سے اس حکم کا علم تھا اور اون کو ایسا علم ہوتا کچھ بعید
نہیں ہے کیونکہ وہ ضعیف عاقل تھے اور اس میں شک نہیں ہے کہ ان دونوں اماموں نے حسن و حسین نے کم سنی میں احادیث
پیغمبر کا نقل کیا اور وہ آنحضرت کے زمانہ میں آٹھ برس کے تھے۔“ علامہ عسقلانی کتاب فتح الباری شرح

بخاری میں تحریر فرماتے ہیں :- الحسن في هذا المتن كان يطالع اللوح المحفوظ ان علومهم لدينه و هيبته
لا كسبيه۔ یعنی حضرت حسن ؑ اس کم سنی نے پانچ سات برس کی عمر میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے تھے۔ ان لوگوں
نے اہلبیت کا علم کسی نہ تھا۔ بلکہ لدنی اور وہی تھا۔ یہ حدیث مشہور عام ہے حتیٰ کہ جمعہ کے خطبہ میں لوگ
سنا کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وابو هاشم منہا۔ یعنی حضرت حسن و حضرت حسین
جوانان اہل بہشت کے سرور ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں۔ الشیخ سلیمان الحنفی کتاب بیایح المودة
میں لکھتے ہیں :- احمد بن منلة وابو نعیم وابن المغازی وموفق الخوارزمی اخرجوا بالامانة عن ابي ليلى عن
ابي ايوب الانصاري رفا فلا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الصدقيون ثلاثة حبيب المناد هو
للون الذي قال يا هو حيا تتبعوا الرسلين وخزفيل مؤثر ال فرعون الذي قال القتلون و جلدان يقول
ربي الله و عليا بن ابي طالب هو افضلهم۔ یعنی امام احمد بن حنبل اور حافظ ابو نعیم وابن المغازی وموفق خوارزمی
علمائے اہلسنت نے بہ اسناد ابویعلیٰ و ابویوب انصاری اس حدیث کو لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسالتاب نے کہ

فدک خاص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک ہے میں حضور سرور عالم کی بیٹی اور اون کی چیز کی ملک اور ورثہ دار ہوں۔ ابوبکر اس طرح پر بھی آپ کا دعویٰ درست نہیں ہے کیونکہ پیغمبروں

صدیقین میں شخص ہی ایک توصیب بخار کہ وہ ایسے مومن تھے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ پیغمبروں کا اتباع کرو دوسرے خرقیل کہ وہ مومن آل فرعون تھے جنہوں نے کہا کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا پروردگار ہے پیغمبر علی بن ابی طالب اور یہ سب میں افضل ہیں۔ کتاب ینا بیع المودۃ میں شیخ صاحب موصوف ایک اور حدیث نقل فرماتے ہیں۔ عن حکمرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن عوف یا عبد الرحمن انکما اصحابی علی بن ابی طالب احی دینی وانا من علی فخر باب علی فخر باب علی دوسی وھو فاطمہ والحسن والحزین ہم خیر الارض عنصر او شرفا وکرمًا۔ یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا کہ اے عبد الرحمن تم لوگ تو میرے اصحاب ہو مگر علی بن ابی طالب۔ وہ میرے بھائی ہیں اور مجھ سے ہیں اور میں اون سے ہوں اور وہ میرے علم کا دروازہ اور میرے وصی ہیں۔ وہ اور فاطمہ اور حسن و حسین خلقت و شرافت و کرامت میں جملہ اہل ارض سے بہتر و افضل ہیں۔ کتاب مناقب میں یہ حدیث ہے اور شیخ سلیمان الحنفی نے بھی کتاب ینا بیع المودۃ میں نقل کی ہے اور اس حدیث کا سلسلہ حدیث بن الیمان صحابی پر مشتمل ہوتا ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ انی تادک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا علیکم واثمنا لن یفترقا حتی یرد اعلیٰ الخوض فقلوہم ولا تعلوہم فانہم اعلم منکم یعنی میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑتا ہوں قرآن اور اہلبیت۔ اگر تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں کوثر پر مجھ سے ملنے تک کہہی باہم جدا نہ ہو گئے پس تم لوگ ان سے علم حاصل کرو اور اون کو تنہیم نہ دو کیونکہ یہ تم سے زیادہ علم رکھنے میں اطرانی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ علامہ زعزعی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قدسی ہے لا دخل الحجة من اطاع علیا وان عصانی ولا دخل النار من عصاہ وان اطاعنی۔ یعنی ہادی قلعے فرماتے ہیں کہ میں جنت میں اوس شخص کو ضرور داخل کروں گا جو نے اطاعت کی ہوگی علی کی اگرچہ اوس نے میرا گناہ کیا ہو۔ اور دوزخ میں داخل کروں گا اوس شخص کو جس نے نافرمانی کی ہوگی علی کی۔ اگرچہ اوس نے میری اطاعت کی ہو۔ اور یہ حدیث تو بہت مشہور ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ علی مع القرآن مع علی بن ابی طالب یعنی قرآن و احقر علی الخوض یعنی علی اور قرآن ساتھ ہیں اور یہ دونوں آپس میں جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس کوثر پر وارد ہوں۔ ۱۲ المؤلف ص ۱۷ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔

عن عائشہ ان فاطمہ بنت ابی اسلم ابی بکر سالہ عن میراثہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اقام اللہ علیہ بال ل وفدک ما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مات کما صدقہ۔ انما یا کل ال جہ فی ہذا لما والی واللہ لا غیر شیئا من صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان علیہا اللہ کان علیہا من عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہا عیال علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی بکر ان یدفع الی فاطمہ منہا شیئا فوجبت ای غضبت فاطمہ علی ابی بکر فی ذلک فتمصرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت عاشت بعد النبی ستۃ اشھر فلما توفیت دفنہا زوجھا علی ولہ یوزن ہما ابابکر وعلی علیہما۔ یعنی ام المؤمنین عائشہ بنت ابوبکر نے بیان کیا ہے کہ جناب فاطمہ زہرا بنت پیغمبر خدا نے اپنے بہرہ دار کی میراث دینہ اہ فدک سے جو اللہ نے اون کو دیا تھا اور خیبر کا باقی خمس حضرت ابوبکر سے طلب کیا تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ ہمارا (یعنی انبیاء کا) مترکہ صدقہ ہوتا ہے البتہ اس مال سے آل محمد کو نفقہ دیا جائیگا اور والدہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے وہی میں بھی کروں گا۔ اور

کا ترک میراث نہیں ہوتا بلکہ صدقہ ہوتا ہے۔ قصہ لقیہ۔ یہ قول تمہارا قرآن کے بالکل خلاف ہے خدا کا یہ حکم صریح و عام بندے کے لئے بلا استثناء ہے کہ دختر کے حصہ کا دگنا پسر کا حصہ تک میں ہوتا ہے جو چیز خالص اپنے ہر بندے کے لئے حلال فرمائی ہے اس کو تم لے ابو بکر آل نبی کے لئے حرام قرار دیتے ہو۔ تمہارے مرنیکے بعد تمہارا ترکہ کون لے گا۔ ابو بکر۔ میری اہل و اولاد (۱)

کسی قسم کا تبدل قیصر نہ کروں گا۔ پس حضرت ابو بکر نے اس میں سے (یعنی ترکہ اور جس میں سے) جناب سیدہ کو کچھ دنیا اور صاف انکار کر دیا پس جناب فاطمہ صدقۃ اللہ علیہا حضرت ابو بکر سے اس بوجہ غضبناک ہوئیں امدادوں سے ملاقات ترک کر دی اور ملتے دم تک اون سے بات نہیں کی اور پیغمبر خدا کے بعد چھ مہینہ تک زندہ رہیں اور جب انتقال فرمایا تو حسب وصیت حضرت ابو بکر کو جناب سیدہ کے جنازہ پر حاضر ہوئے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی گئی اور حضرت علیؑ نے رات کے وقت نماز جنازہ پڑھ کر اون کو دفن کیا۔ صحیح بخاری میں دوسری روایت اس طرح لکھی ہے۔ ان عائشہ ام المؤمنین اخبثتہ ان فاطمہ بنت رسول اللہ قالت ابابکر الصديق بعد وفات رسول الله ان يقسم لها ميراثها ما ترك رسول الله ما افاء الله عليه فقال لها ابو بکر ان رسول الله قال سمعت رسول الله لا وفدت ما تركناه صدقة فغضبت فاطمہ بنت رسول الله فخرجت ابابکر فلم تزل مهاجرة حتى توفيت وعاشت بعد رسول الله ستة اشهر۔ یعنی ام المؤمنین عائشہ نے جزوی ہے کہ فاطمہ بنت پیغمبر نے بعد وفات آنحضرت ابو بکر سے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ نے چھوڑا ہے اور جو اون کو خدا نے تعالیٰ نے دیا تھا بطور میراث تقسیم کر دیجئے ابو بکر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ہمارا (یعنی ابنیائے اکابر) ورثہ کسی کو نہیں ملتا جو کچھ ہم (ابنیا) چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے پس فاطمہ ابو بکر پر غضبناک ہوئیں اور اون سے ملاقات ترک کر دی اور آخر وقت تک اس ترک ملاقات پر قائم رہیں اور بعد پیغمبر خدا کے چھ مہینہ زندہ رہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفاء میں احراق بیت و منع میراث فاطمہ کی نسبت لکھتے ہیں:- ”درہم ایام (زمانہ خلافت ابو بکر) مشکلی و دیگر کہ فوق جمیع مشکلات تو نے شمر پیش آمد“ اس کے بعد احادیث مندرجہ بالا بخلاف صحیح بخاری نقل فرمائی ہیں۔ سر ولیم مورانی کتاب انیس آدمی کیلیفٹ میں لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہ نے اپنے دعوے پر شہادت پیش کی لیکن حضرت ابو بکر نے فک واپس نہیں کیا جس سے وہ نہایت آزرده اور غضبناک ہوئیں۔ سبط ابن جوزی (الہدیت) اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:-

جاءت فاطمہ بنت رسول الله الى ابی بکر وهو على المنبر فقال يا ابی بکر انی کتاب الله ان توفت ابنتک فلا اوفی ابی فاستعبر ابو بکر کیا فاعاد فقال ابی ابوک ویا ابی انت لہ تزل فلکتب لها فیکلک و دخل علیہ عمر فقال ما هذا فقال کتبته لفاطمہ میراثها من ابیہا فقال فماذا تنفق علی المسکین وقد حادبتک العرب لذل لخذ العر الکتاب فثقتہ یعنی فاطمہ بنت پیغمبر خدا ابو بکر کے پاس آئیں اس وقت وہ منبر پر تھے پس سیدہ نے فرمایا لے ابو بکر کیا قرآن میں یہ حکم ہے کہ تمہاری بیٹی تمہاری میراث پائے اور مجھے میرے باپ کی میراث نہ ملے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر نے آپؑ کو کہا کہ میری باپ تمہارے باپ پر اور تم پر قربان ہوں یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اور فک کے لئے سیدہ کو حق میں تجویز لکھ دی اتنے میں عمر کئے اور پوچھا کہ یہ کیا ہے ابو بکر نے کہا کہ یہ وثیقہ ہے جو میں نے فاطمہ کی میراث کے لئے لکھ دیا ہے حضرت عمر بولے کہ اب مسکینوں کو کیا دو گے تمام عرب تو تم سے لڑنے کو تیار ہے یہ کہہ کر عمر نے وہ حق پر لیکر چاک کر ڈالی۔ یہی روایت کتاب النان العیون فی سیرۃ الامین والامان مصنفہ لوزالدین علی ابن برہان طیالہ میں بھی لکھی ہے۔ ۱۲۔ اللؤلؤ۔ سلمہ فی شمائل ترمذی عن سلمیٰ ہدیہ قال جاءت فاطمہ لہ

صدقہ لقیہ۔ سبحان اللہ تمہاری اولاد تو وارث ہو اور ترکہ پاٹے اور پیغمبر کی اولاد اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہے کیلئے قرآن میں ہے: **الْبُؤْكَرُ** میں نے خود پیغمبر خدا کی زبانی سنا ہے کہ انبیاء خود کسی کے وارث بنتے ہیں اور نہ کوئی انبیاء کا وارث ہوتا ہے اور ان کا مترکہ مسلمانوں کا مال ہو جاتا ہے (مراج النبوة) صدقہ لقیہ تم غلط کہتے ہو۔ مگر گرجاب رسالت کی یہ حدیث نہیں ہے کیونکہ یہ ہر نبی حکم خدا کے خلاف ہے۔ خود قرآن میں پیغمبروں کے وراثہ اور ترکہ لینے کا ذکر موجود ہے رسول قرآن کے خلاف کیونکہ کچھ فرما سکتے تھے چنانچہ قرآن میں ذکر ہے کہ حضرت سلیمان نے اپنے والد حضرت داؤد کی میراث لی۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ جنر دیتا ہے کہ حضرت ذکریا نے خدا سے دعا کی بار بار اہسا مجھے فرزند عطا کر کہ وہ میری اور آل یعقوب کی میراث لے۔ لے الوبکر کیا یہ حضرت پیغمبر تھے؟ **الْبُؤْكَرُ** جس میراث کا اپنے ذکر فرمایا اس سے میراث نبوت مراد ہے (۱)

ابوبکر فقال من يرثك فقال اهل ردي فقال مالي لا ارث ابي فقال ابوبكر سمعت رسول الله يقول لا نورث ولكن اهل من كان رسول الله يعوله وانفق على من كان رسول الله ينفق عليه۔ یعنی تمہارا ترہی میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ تمہارا وارث کون ہوگا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میری اہل و اولاد۔ پس یہ نہ لے کہا تو میں اپنے باپ کی وارث کیوں نہیں ہوں ابوبکر نے کہا رسول اللہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے میراث کسی کو نہیں پہنچتی۔ لیکن میں اسی طرح صحت کروں گا اور فقہ دوں گا جس طرح پیغمبر خدا کیا کرتے تھے ۱۲ المولف۔ سلع قال التوردي في شرحه وحكي القاضي عزالحمين البصري انه قال عدم الارث منهم محقق ثبتا صلعم بقوله تعالى عن ذكركم يا بني۔ يرث من آل يعقوب وزعم ان المواد وراثه المال وقال لوا داد واورثا النبوة لم يقل والي خفت الموالين وراي لا يخاف للموالين على النبوة وبقوله تعالى وورث سليمان داؤد يعني ذکری نے اپنی شرح میں اور قاضی نے جن بھری سے حکایت کی ہے کہ عدم ارث بخلاف انبیاء سابق کے ہمارے ہی پیغمبر سے محض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا کے باپے میں جو ان کا قول پر مبنی الا نقل فرمایا ہے اس سے مال کی وراثت مراد لی گئی ہے اگر مال کی وراثت مراد نہ ہوتی تو اپنے موالی سے خوف کا اظہار نہ کیا جاتا کیونکہ نبوت کے بارے میں ان سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا تھا اور پھر خدا کے قول سے سلیمان کا وارث داؤد ہونا ظاہر ہے کہ ملک و مال میں ان کے وارث ہوئے۔ اگرچہ توری نے یہ جہ دیکھا کہ قرآن میں انبیاء کے وراثہ پلنے اور ترکہ لینے کا ناقابل تاویل یا ان کا ذکر موجود ہے حضرت ابوبکر کی حذکرہ حدیث عدم ارث کو حضرت رسول سے مخصوص کر دیا لیکن حدیث تمکو کے الفاظ اس تاویل کا مطلق نقل نہیں کرتے کیونکہ حضرت ابوبکر نے جو حدیث بیان کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں نحن معاشر الانبياء لا نورث ولا نورث ما تركناه صدقه۔ الفاظ نحن معاشر الانبياء (یعنی ہم گروہ انبیاء) اور جمع کی ضمیر کے استعمال سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث جملہ پیغمبروں سے متعلق ہے صرف رسول اللہ سے اس کو مخصوص کرنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ اگر توری حدیث مذکورہ حضرت ابوبکر حضور سرور عالم کا قول مان لیا جائے تو قرآن کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔ بہر حال اس قول کو پیغمبر خدا کی حدیث ماننے سے ایک ایسی شکل پیدا ہوتی ہے جو حل نہیں ہو سکتی۔ المولف

صدقہ لقمہ۔ یہ قول بھی تمہارا صریحاً باطل ہے اگر نبوت میراث ہوتی اور ترکہ میں تقسیم ہو کر جتنی تو انبیاء کی تمام اولاد نبی ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت و اولاد کے لئے خدا سے امانت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا کہ یہ منصب ظالموں کو نہیں مل سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبوت میراث میں نہیں دیکھائی۔ اور نہ میراث سے نبوت مراد ہے۔ علاوہ اس کے یہ تو سمجھو کہ اگر پیغمبروں کی میراث جائز نہ ہوتی تو ضرور تھا کہ رسول اللہ ہم کو یہ حکم بتا جاتے اور ہدایت کر جاتے کہ میرے بعد میرا ترکہ نہ لینا کیونکہ ہم آنحضرت کے وارث ہیں اور اس حکم کا نقل خاص طور پر ہم ہی سے ہو سکتا تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو حکم جس سے متعلق ہو اس کو باوجود بالکل سہل و ممکن ہونے کے نہ بتلائیں اور غیروں کو خفیہ طور سے بتلا جائیں جن کو اس سے کوئی تعلق بھی نہ ہو۔ تمہارے اس بیان سے تو لازم آتا ہے کہ پیغمبر خدا نے احکام کی تبلیغ مناسب طور پر نہیں فرمائی جو قطعاً ناممکن ہے۔ اے ابوبکر حضرت ختمی مرتبت جانتے تھے کہ ان کے بعد لوگ جھوٹی حدیثیں اپنے مطلب کے موافق بنا بنا کر پیش کریں گے اسی لئے حضور فرمائے ہیں کہ اگر قرآن کے خلاف کوئی شخص حدیث میری طرف منسوب کرے تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث میری نہیں ہے

تفسیر نیا پوری سورہ مریم۔ واخلفوا ایضاً فی الوراثة فعن ابن عباس والحسن والعطاء فی روضة المال وغیرہ ایضاً ان الموادیرثنی المال ویرث من ال یعقوب النبوة او بالعکس فی روایۃ ابی صالح ان المراد فی موضعین النبوة فلغظ الارث مستعمل فی المال واورثکم ارضہم و دیارہم واموالہم و فی العلم واورثنا بنی اسرائیل الکتاب العلماء ویرثہ الا بنیاء وحجۃ الاولین ماری انہ قال رحمہ اللہ ذکرنا واما علیہ من یرثہ فان ظاہرہ یدل علی انہ بالوراثة المال وکذا قوله انا معشر الانبیاء لانورث ما ترکنا لا صدقہ وایضاً ان العلم والنبوة کیف یحصل بالمیراث ولو کان المراد ارث النبوة لہ یخرج الی قوله رب رضیا لان النبی لا یرث الارضیا۔ ایضاً تفسیر کبیر رازی۔ (خلاصہ مطلب) وراثت کو مال یا علم سے متعلق کرنے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس و حسن و عطاء نے اس سے وراثت مال مراد لی ہے اور یہ بھی اون سے منقول ہے کہ یرثنی ہے وراثت مال اور یرث من ال یعقوب وراثت نبوت مراد ہے اور اس کے بالعکس بھی۔ ابی صالح کی روایت میں ہے کہ دونوں جگہ وراثت نبوت مراد ہے اور ارث کا لفظ وراثت مال میں بھی مستعمل ہے جیسے اون کی ارضیات و مکانات و اموال کا ترکہ وارث کیا اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا اور انبیاء کے وارث علماء ہیں۔ وراثت مال مراد لینے کی دلیل یہ ہے کہ روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا رحم کرے ذکرنا پر کہ ان کا کوئی وارث نہ تھا یہ قول آنحضرت کا صریحاً وراثت مال پر دلالت کرتا ہے اور اسی طرح خود فقرہ لانورث۔ وراثت مال سے متعلق ہے علاوہ اس کے علم و نبوت کا میراث میں ملنا خلاف عقل اور صریحاً باطل ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ انبیاء کے تمام اقربا جو میراث کے مستحق ہوں علم و نبوت کا حصہ

راہیں لے ابو بکر جو حدیث تھنے بیان کی وہ قرآن کے بالکل خلاف ہے اس لئے وہ حضرت ریشا پناہ کی حدیث نہیں ہے۔ ابو بکر خدا و رسولؐ نے بجز صدق و ہستی کے کچھ نہیں کیا ہے اور آپؐ لے دختر محمدؐ جو کہتی ہیں سچ اور بجا کہتی ہیں۔ آپؐ معصن حکمت و موطن ہدایت و مصدر رحمت اور رکن دین و عین محبت میں۔ میں آپؐ کو طریق صواب سے علیحدہ نہیں جانتا آپؐ شایخیالی کرنی ہوں گی کہ مذک میں نے اپنی ذات خاص کے لئے لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ تجزیر لشکر و آلات حرب کے لئے میں نے مذک لیا ہے تاکہ مسلمان کفار و فجار سے جہاد کریں اور اوس کی آمدنی اون کے کام آئے اور اس ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہو اور یہ صرف میری ہی راشے نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان اس امر میں مجھ سے متفق ہیں کیونکہ اس سے اسلام کی تقویت اور مسلمانوں کا فائدہ ہے اور جس چیز سے عام مسلمانوں کا فائدہ متعلق ہو وہ میں کیونکر آپؐ کو واپس دے سکتا ہوں۔ میلا ذاتی مال موجود ہے اوس میں سے آپؐ جو چاہیں لے سکتی ہیں مجھے دینے میں ہذر نہیں ہے (ناسخ التواریخ) صدیقیۃ (نہایت آزرده و غضبناک ہو کر) لے ابو بکر! خدا و رسولؐ نے جو چیز بکو دی تھی اوس کو تم نے بجز و ظلم ہم سے لے لیا اور خدا و رسولؐ کی مخالفت و نافرمانی کی اس چند روزہ دنیا کے فریب میں تم لوگ آگئے اور دین کو پس پشت ڈال دیا لے ابو بکر! اوس روز سے ذرہ جس روز میں خدا کے حضور میں تم سے خصومت اور تمہارے ظلم کی فریاد کرونگی تمہارے (بہ آواز بلند) لے فاطمہ! آپؐ چاہتی ہیں کہ مسلمانوں کا حق لے لیں ہم سے بہلا یہہ کیونکر ہو سکتا کہ مسلمانوں کو محروم کر کے مذک آپؐ کو دے دیں۔ صدیقیۃ (نہایت غضبناک ہو کر) استغفر اللہ میں کسی کا حق لینا نہیں چاہتی بلکہ میں اپنے ہی حق کو چاہتی ہوں۔ لے عمر! تجھ سے یہ باتیں عجیب نہیں ہیں۔ تیرے کردار کی خبر ہم کو بابا رسول اللہؐ سے کئے ہیں۔ لیکن لے پسر خطاب چند روزہ

پائیں اور اگر وہ اوس سے محروم رہیں تو اون کو اون کے حق سے محروم کرنا لانا ظالم و فاسق ہو جو کوئی نہیں ہو سکتا بجز خدا و نذکریم کے کہ جو عادل و حقیقی ہے اور پھر قرآن میں جو قول دینا نقل ہوا ہے وہ مہمل ہو جاتا ہے کیونکہ نبی جو کوئی ہوگا وہ پسندیدہ اور معصوم ضرور ہوگا پھر یہ دعا مانگا کہ مجھے پسندیدہ و ارشاد سے ایک فعل حبث اور مہمل ہوگا جو پیغمبر کی شان سے بعید ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی۔ اوس میں بھی تقریباً یہی معنی ہے۔ صلہ یہ حدیث متفق علیہ ہے قال صل اللہ افاروی لکھ عنی حدیث فاعرضہ علی کتاب اللہ فان فاتہ فاقبلوہ والا فذرہ۔ وذلک یقتضی تقدیم القرآن علی الخبر۔ یعنی پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ جب میری طرف سے تمہارے سامنے کوئی حدیث رہایت کی جائے تو اوس کو قرآن سے ملاؤ اگر قرآن کے موافق ہو تو قبول کرو ورنہ مت قبول کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پر قرآن مقدم ہے (تفسیر کبیر امام رازی) صلہ مجمع بخاری۔ غضبت فاطمہ علی ابی بکرؓ فی ذلک لکلمہ کلمہ حصۃ توفیقیت۔ یعنی فاطمہ اس بار میں ابو بکر پر غضبناک ہوئیں اور مرتے دم تک اون سے خفا میں اور بات نہیں کی۔

زندگی پر اتنا غرہ نہ کر۔ کل قیامت کے دن حقیقت معلوم ہو جائیگی اور آج کا دن اوس روزیجہ بہت
 یاد آئیگا۔ اس موقع پر جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہراء نے جو خطبہ فرمایا ہے وہ ہم ذیل میں
 درج کرتے ہیں۔ اس خطبہ کو ابو بکر احمد بن عبدالعزیز الجوهری نے جو ثقات و اعیان السنہ سے
 میں کتاب سقیفہ میں اور صاحب ناسخ التواریخ نے جواہل شیع سے میں تاریخ مذکور میں نقل کیا
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلَیْهِ الشُّكْرُ عَلٰی مَا اَلْفَمَ
خطبہ جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام
 سُبْحَ الْاَیَّامِ اَسَدُهَا وَتَمَامِ مَدَنٍ وَالْاَهْلِ جَمْعٍ غَيْرِ الْاَحْصَاءِ عَدُّهَا وَنَاخِ غَيْرِ الْجَزْأِ اَمْدُهَا وَ
 تَعَاوَةُ غَيْرِ الْاَدْرَاكِ اَبَدُهَا وَنَدْبُهَا بِشَرِّ اَشْیَءِهَا بِالشُّكْرِ لَا قِصَالًا وَاسْتِعْدَادًا إِلَى الْخَالِقِ بِاِحْزَانٍ
 لِّهَا وَشَوْقًا لِلذَّنْبِ إِلَى اَمْسَالِهَا وَاشْهَادًا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ كَلِمَةً جَعَلَ الْإِلَٰهَ
 خَلَاصَ ثَوَابِهَا وَخَمَسَ الْقُلُوبِ مَوْصُولَهَا وَأَنَا فِي الْفِكْرِ مَعْقُولُهَا الْمُنْتَبِغُ مِنَ الْأَبْصَارِ وَرُؤُوسُ
 وَمِنْ الْأَلْسِنِ صِفَتُهُ وَمِنْ الْأَوْهَامِ كَيْفِيَّتُهُ اُبْتَدَعَ الْأَشْيَاءَ لَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ قَبْلُهَا وَأَنْشَأَهَا
 بِلَا اِحْتِذَاءٍ أَمْثَلُهُ أَمْثَلُهَا كَرَّمَهَا بِقُدْرَتِهِ وَدَسَّهَا بِمَشِيئَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ إِلَى
 تَكْوِينِهَا وَلَا نَائِدَةٍ لَهُ فِي تَصْوِيرِهَا إِلَّا تَنْبِيْهَا لِحِكْمَتِهِ وَتَنْبِيْهَا عَلَى طَاعَتِهِ وَلَهَا رَأْيُهَا
 وَتَعَبُّدُ الْبَرِّيَّةِ وَاعْزَانُ الدَّعْوَةِ ثُمَّ جَعَلَ الثَّوَابَ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَضَعَ الْعِقَابَ عَلَى
 مَعْصِيَتِهِ زِيَادَةً لِّبَيَادِهِ عَنْ نَفْسِهِ وَحَيَاةً مِنْهُ إِلَى حَبْنِهِ - وَاشْهَدُ أَنَّ ابْنِي مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اخْتَارَهُ وَأَنْتَجَبَهُ قَبْلَ أَنْ أَرْسَلَهُ وَسَمَاهُ قَبْلَ أَنْ أُحْبِلَهُ وَأَصْطَفَاهُ
 قَبْلَ أَنْ أُنْشِئَهُ إِذَا خَلَلْتُ بِالْغَيْبِ مَكْمُونَهُ وَبَسْرَ الْأَهْوِيلِ مَصْنُونَهُ وَبِنَاهَا يَهُ
 الْعَدِيمِ مَقْرُونَهُ عَلِمًا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى بِمَسَائِلِ الْأُمُورِ وَاحِاطَةً بِمُجَادِثِ الدُّهُورِ وَ
 مَعْرِفَةً بِمَوَاقِعِ الْقَدْرِ وَرَأْبَعَتُهُ اللَّهُ اِتِّمَامًا لِأَمْرِهِ وَعَزِيَّةً عَلَى اِمْضَاءِ حَكْمِهِ وَانْفِذَا
 لِمُقَادِيرِ حُجَّتِهِ قَرَأَى الْأَيْمَ فَرَقَانِي اَدْبَانِيهَا عَكْفًا عَلَى نِزَانِهَا عَابِدَةً لَا وَثَانِهَا
 مُنْكَرَةً لِلَّهِ مَعَ عِرْفَانِهَا فَأَنَا رَأَى اللَّهِ بِمُجَدِّ ظَلَمِهَا وَكُفِّ عَنِ الْقُلُوبِ بِمَهْمَا وَجَلَى عَنِ الْأَبْصَارِ
 عَمَّهَا وَاقَامَ فِي النَّاسِ بِالْهُدَايَةِ وَانْقَدُ هُمْ مِنَ الْغَوَايَةِ وَبَصَّرَهُمْ مِنَ النُّجْمَايَةِ وَهَدَاهُمْ إِلَى
 الدِّينِ الْعَظِيمِ وَدَعَاهُمْ إِلَى الطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ ثُمَّ قَبَضَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ قَبْضَ رَافَةٍ وَلِخْتِيَارٍ وَ
 رَغْبَةٍ وَابْتِذَا رَحْمَتَهُ عَنْ لَعْنِ هَذِهِ الدَّارِ فِي رَاحَةٍ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَلَائِكَةِ لَا بُرَارٍ وَ
 رِصْوَانِ الرَّبِّ الْعَفَّارِ وَنَحْيَا وَرَةَ الْمَلِكِ لِيُبَارِكْ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيَّ وَآلِيَّ وَآمِينُ عَلَى

الْوَحْيُ وَصِفَتِهِ وَخَيْرَتِهِ مِنَ الْخَلْقِ وَصِفَتِهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 پھر ہاجرین و انصار کو خطاب کر کے فرمایا۔ اَنْتُمْ عِبَادُ اللَّهِ نُصِبَ فَرَسٌ وَنَهَبَتْهُ وَحْمَلَةٌ
 دِينُهُ وَوَحْيُهُ وَآمَنَاءُ اللَّهِ عَلَى انْفُسِكُمْ وَبَلَاغَاتِهِ إِلَى الْأَمِّ وَزَعَمْتُمْ خَشْيَ لَكُمْ لِلَّهِ فِيمَا
 عَمِلْتُمْ قَدْ مَدَّ إِلَيْكُمْ وَبَقِيَّةُ اسْتَحْلَفَهَا عَلَيْكُمْ كِتَابُ اللَّهِ النَّاطِقُ وَالْقُرْآنُ الصَّادِقُ
 وَالتَّوْرُ الشَّاطِعُ وَالضِّيَاءُ الْأَمْعُ بَيْنَهُ بَصَائِرُ وَلَا مَنَكُشْفَةٌ سُرَائِرُ لَا مَنَجْلِيَّةٌ ظَوَاهِرُ لَا
 مَغْتَبِطٌ بِهِ أَشْيَاءٌ لَا قَائِدٌ إِلَى الرِّضْوَانِ اتِّبَاعُهُ مَوْدٍ إِلَى التَّجَاةِ اسْمَاعُهُ بِهِ تَنَالُ
 حُجَّ اللَّهِ الْمُنَوَّرَةِ وَغَزَائِمُهُ الْمَفْسَرَةُ وَمَحَارِمُهُ الْمَخْدُوعَةُ وَبَيِّنَاتُهُ الْحَالِيَّةُ وَبِرَاهِينُهُ
 الْكَافِيَّةُ وَفَضَائِلُهُ الْمُنْدُوبَةُ وَرُخَصُهُ لِلرُّهُوبَةِ وَشُرَائِعُهُ الْمَكْتُوبَةُ فَجَعَلَ اللَّهُ الْإِيمَانَ
 تَطْهِيرًا لَكُمْ مِنَ الشُّرْكِ الصَّلَاةَ تَزِيهًا لَكُمْ عَنِ الْكِبْرِ وَالزَّكَاةَ تَزْكِيَةً لِلنَّفْسِ وَنَمَاءً
 فِي الرِّزْقِ وَالصِّيَامَ تَثْبِيثًا لِلْإِحْلَاصِ وَالْحَجَّ تَشْدِيدًا لِلدِّينِ وَالْعَدْلَ تَنْسِيقًا لِلْقُلُوبِ
 وَطَاعَتَنَا نِظَامًا لِلْمِلَّةِ وَأَمَامَتَنَا أَمَانًا مِنَ الْفِرْقَةِ وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ وَالصَّبْرَ
 مَعُونَةً عَلَى اسْتِجَابِ الْأَجْرِ وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَامَّةِ وَبِرَّ الْوَالِدِينَ وَ
 قَائِمَةً مِنَ السُّنَنِ وَصَلَةَ الْأَرْحَامِ مَثَلًا لِلْعَدَدِ وَالْقَضَا حَقًّا لِلدَّاءِ وَالْوَفَاءَ
 بِالْعَهْدِ تَقْرِيبًا لِلْمَغْفُورَةِ وَالْمَكَايِيلَ وَالْوَازِينَ تَغْيِيرًا لِلنَّجَسِ وَالنَّهْيَ عَنِ شَرْبِ الْخَمْرِ
 تَزْيِيمًا عَنِ الرَّحْسِ وَاجْتِنَابَ الْقَذْفِ حِجَابًا عَنِ اللَّعْنَةِ وَتَرْكَ السَّرَقَةِ إِيجَابًا لِلْعَقَّةِ
 وَحَرَّمَ اللَّهُ الشُّرْكَ إِحْلَاصًا لَهُ بِالرُّبُوبِيَّةِ فَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ
 مُسْلِمُونَ وَاطِيعُوا اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ وَنَهَىكُمْ عَنْهُ فَإِنَّهُ أَمَّا يَعِشِي اللَّهُ مِنْ عِبَادَةِ الْعُلَمَاءِ
 أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا أَنَّكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَقُولُ عَوْدًا وَبَدَأًا أَقُولُ
 مَا أَقُولُ غَلَطًا وَلَا أَفْعَلُ مَا أَفْعَلُ شَطَطًا لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا
 عَنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ فَإِنْ تَعَزَّوْا وَتَعَرَّفَوْهُ تَجِدُوا إِلَيْنَا دُونَكُمْ
 وَأَخِي ابْنُ عَمِي دُونَ رَجَائِكُمْ وَلَنْعَمَ الْمَعْنَى إِلَيْهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلْيُفْلِحِ الرِّسَالَةَ صَادِعًا
 يَا لِنَيْدِ أَرْوَاحِنَا لَعَنَ مَدْرَجَةَ الْمُشْرِكِينَ لِنَسْخَةٍ فَلْيُفْلِحِ النِّذَارَةَ صَادِعًا بِالرِّسَالَةِ ثَاكِبًا عَنِ
 سَنَنِ مَدْرَجَةِ الْمُشْرِكِينَ ضَارِبًا يَتِيهِمْ أَخَذًا أَبَا كَلَامِهِمْ دَاعِيًا إِلَى مَسِيلِ رَبِّهِ بِالْحَكْمَةِ
 وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ يَكْسِرُ لِنَسْخَةٍ نَحْنُ الْأَصْنَامُ وَنَيْكِبُ الْهَامُ حَتَّى انْخَسَمَ الْجَمْعُ وَوَلَوْ
 الدَّبْرُ حَتَّى لَفَزَى اللَّيْلُ عَنْ صَبْحِهِ وَاسْفَرَّ الْحَقُّ عَنْ مُحَضِّهِ وَنَطَقَ زَعِيمُ الدِّينِ وَخَرَسَتْ

شقاقت الشياطين وطاح وشيظ النفاق وانحلت عقدا لكفر والشقاق وفتمت بكلمة
 الاخلاص (نسخر مع) نفير من البيض الخاص (نسخر الخاص الذين اذهب الله عنهم
 الرجس وطهرهم تطهيرا) وكنتم على شفا حفرة من النار (نسخر فانقذكم منها ثمرة
 الطامع وقبسة العجلان مذقة الشارب ونهزة الطامع وقبسة العجلان وموطأ
 الاقدام تشربون الطرقت وتقتاتون الورق اذلة خاسين تخافون ان يتخطفكم الناس
 من حولكم فانقذكم الله تبارك وتعالى محمد صلى الله عليه واله بعد اللثا والتي وبعد
 ان منى ببهيم الرجال وذوبان العرب ومردة اهل الكتاب كلما اوقدونا ناراً للحرب
 لطفاها الله او نجم قرن للشيطان وقضت فاعرة من المشركين قد ذف احاه في هوا
 فلا نيكفاه حتى بطا صماخها باخمصه ويحمد لجهنما بسيفه مكذبا في ذات الله
 مجتهدا كادحا وانتم في بالهينة من العيش وادعون فاكهون امنون تترصبون بنا
 الدوائر وتتوكلون الاخبار وتنكصون عند النزال وتضرون عند القتال فلما اختار
 الله للميث دارا بنيانه وماوى اصفياه (نسخر واتمه عليه ما وعد لا) ظهور فيكم خيكة
 التفاق وسمل حلياب الدين ونطق كاظم الغاوين وتبع خامل الافلين وهدر
 فيلق المبطلين (نسخر الكفر) فخطر (نسخر غيظكم) في عرضاتكم واطلع الشيطان لاسه
 من معزرة هاتقا بكم (نسخر فوجدكم لدعائه) فالقاكم لدعوته مستجيبين و
 للعزة فيه ملاحظين ثم استهمضكم فوجدكم خفايا واحشكم فالقاكم غضا بافئتم
 غير ابلكم واوردته غير شريكه هذا والعهد قريب والكلم رحيب والجرح لما
 نيد مل والرسول لما يقبر ابدا رازعمة خوف الفتنة الالف الفتنة سقطوا وان
 جهنم لمحيطه بالكافرين فهبهاات منكم وكيف بكم وانى تؤفكون وكتاب الله بين
 اظهركم امورا زاهرة واعلامه باهرة وزواجره لا يحجها واورا واضحة قد خلفتموه
 وراء ظهوركم اربعة عنه تريدون امر بغيره تحكمون بقر للظالمين بدلا ومن يتبع
 غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين ثم لم تلبثوا الا ريث
 ان تسكن فقرتها وليس قيادها ثم اخذتم تورون وقدتها وتيجون حمرتها وتجيون
 بمهتاف الشيطان العنوي واطفاء انوار الدين الحلي واهما دالسن النبي الصفي شرو
 حوله في ارتقاء وتمشون لاهله وولده في الخمر والقتراء ونصير منكم على مثل

عز المدی ووخز الشان فی الحشا وانتم تزعمون ان لا ارث لنا ان حکم الجاهلیة یبعث
ومن احسن من الله حکماً القوم یوتون افلا تعلمون بل تجلی لکم کاشم الشمس الضاحیة انی
ابنتہ ایہا المسلمون واعلی علی ارضیہ یا بن ابی قحافة انی کتاب الله ان ترث اباً
ولا ارث ابی لقد حبث شیئاً فزیاً افعلی عید ترکم کتاب الله وبنذ عموه وراء
ظهورکم اذ یقول وورث سلیمان داود وقال فیما اقتص من خبر یحیی بن ذکریا اذ قال
رب هب لی من لدنک ولیاً یرثنی یرث من ال یعقوب وقال واولوا الارحام بعضها
اولی ببعض فی کتاب الله وقال یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین ولما
ان ترک حیرة الوصیة للوالدین والاقرابین بالمعروف حقاً علی المتعین وزعمتم
ان لا خطوة لی ولا ارث من ابی ولا رحم بنینا افحکم الله بآیة اخرج منها الی
ام هل تقولون اهل ملتین لا یتوارثان ولست نا وابی من اهل ملة واحدة
ام انما علم محصوص القرآن وعمومه من ابی وابن عتی قد نکھا مخطومة مرحولة
تلقاک یوم حشرک فنعیم الحکم الله والزعیم محمد والموعد القیامة وعند الشاة
ما نخرون ولا ینفعکم اذ تندمون وکل بناء مستقر فموت تعلمون من یتبیه
عذاب یخزیه ویحمل علیه عذاب مقیم۔ اس کے بعد انصار کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا
یا معشرۃ الفقیة (نسخہ البقیة) واعضاد (نسخہ عمار) اللہ وانصار (نسخہ حصنة)
الاسلام ما هذه الغمیزة (نسخہ الغترة) مخفی حقّی والثثة عن ظلامتی اما کان رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ ابی یقول المرء یحفظنی ولله سرعان ما احدثتم وعجلان اذا هالة
ولکم طاعة بما احاول وقوة علی ما اطلب واذا اول اتقولون مات محمد صلی اللہ علیہ
والہ فخطب جلیل استوسع وھبہ واستہر ففقه وافترت رقہ واطلت الارض لغیبہ
وکسفت النجوم لمصیبہ واكدت الامال وخشعت الجبال وازیل الحریم وازیل الحرمة
عند حماته فلک الله النازلة الکبری والمصیبة العظمی لا مثلها نازلة ولا بایقة
عاجلة اعلن بها کتاب الله جل ثناء لا فی افئنتیکم وفی مماسکم ومصبکم مثاقا و
صلوا وتلاوة والحقا ولقبہ ما حل با نبیاء الله ورسله حکم فضل وقضاء حکم
وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم
ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یمضی اللہ شیئاً وسیمضی اللہ الشاکرین۔ ایہا بنی قلیة

اهضم تراث ابيه وانتم بمري متى ومسمع ومبتدي وجمع تلبيكم الدعوة وتشكلكم الخيرة
وانتم ذور العدل والعدة والاداة والقوة وعندكم السلاح والحنة لتوافيكم الدعوة
فلا تحبون وتايتم الصرخة فلا تعيثون وانتم مرصوفون بالكفاح معروفون بالخير
والصلاح والجنة التي انتجبت والخيرة التي اختيرت قاتلم العرب وتحلمم الكلدان تعجب
وناطحتم الام وكافحتم البهم فلا نبرح او تبرحون تاحكم فتامرون حتى اذا دارت بنا
الاسلام ودر حلب الايام وخضعت لغرت الشرك وسكنت فورة الافك وخمدت
نيران الكفر وهدئت دعوة الهرج واستوثق نظام الدين فالتى حرم بعد البيان و
واسرتم بعد الاعلان ونكصتم بعد الاقدام واشركتم بعد الايمان الاتقان قواما
نكثوا بيمانهم وهو باخراج الرسول وهم بدوكم اول حرة تخشونهم فالدله بحق ان تخشوه
ان كنتم مؤمنين الاقداري ان اخلدتم الى الخفض وابعدتم من هو الحق بالبسط
والقبض وخلوتم بالدعة ونحوتم من الضيق بالسعة فنجتم ما وقيم ودسعلم الذي
تسوغتم فان تكفروا انتم ومن في الارض جميعا فان الله لغني حميد -
الا وقد قلت ما قلت على معرفة متى بالخرلة التي حارتمكم والخدمة التي ستعبر
قلوبكم واكتنتها قبضة النفس ونفثة الغيظ وخور الفتا وبنة الصلبر وتقديره
الحجة فدونكموها فاحتسبوها دبرة الظهر نفقة الخف باقية العار موسومة بفضب
الله وشنار الاباصولة بيد الله الموقدة التي تطلع على الافئدة فبعين الله ما
تفعلون وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون وانا ابته نذير لكم بين يدي علة
شد يد فاعلموا انما عاملون وانتظروا انا منتظرون (١)

(١) شمس الدين ابو المنظر يوسف سبط ابن الجوزي جوهر كرام المهنت من في كتاب تذكرة الخوارج
الامة في معرفة الامم من كتبه هي :- قال الشعبي لما منعت ميراثها (اي فاطمة بنت الرسول) لانت خاها
على راسها وحرمت الله واننت عليه ووصفت رسول الله باوصاف فكان مما قالت كلما فغرت
فاغرة من الشركين او نجم قرن من الشيطان وطاء صملاخه باخصه واحمد لهيته بسيفه وكر
قرنه بعوضة حتى اذا اختار الله له دار انبيائه ومقر اصفيائه واحبائه اطلقت الذبياز لاسها
اليكم فوجدتكم لها مستجيبين ولغزور هامل احظين هذا والعهد قريب والمدى غير بعيد
والجرح لم يندمل فاني تكونون كذا وكتاب الله بين اظهركم يا ابن ابي عفاة اترث اباك ولا ارث
ابي دونكم احولة من مومة فغهم الحاكم الحق الموعد للقيامة ولكل بناء مستقر فنون تغلمون
لنا ومانات الى قبر النبي وقالت -

شرحبہ۔ ہر حمد اللہ کے لئے اور نعمتوں پر ہے جو اس نے عطا فرمائی ہیں اور خدا کا شکر اور نیکیوں پر ہے جو اس نے دلیں ڈالی ہیں اور ہر ثنا اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہر طرح کی نعمت کے ساتھ ہے اس نے ابتدا فرمائی پھل (سبقت) کی اور عطا کے کاملہ کی وجہ سے جو اس نے بذل فرمائیں اور تمام احسانات کے سبب جو اس نے مسلسل جاری رکھے جن کا شمار حد سے زیادہ ہے اور جن کی انتہا معاوضہ سے دور ہے اور جن کی ہمیشگی اور اک سے بعید ہے اور شکر کے صلہ میں اور نعمتوں کے علی الاقصال زیادہ طلب کرنے کی طرف توجہ دلائی اور عطا یا کی زیاتی کے لئے مخلوقات سے طالب حمد ہوا اور ایسی نعمتوں کی طرف مکر تو جہ دلائی اور میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ سوائے خدائے یکتا ولا شریک کے کوئی معبود نہیں ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ اخلاص کو جس کی تاویل قرار دیتا ہے۔ اور جمیع قلوب کو اس کی معنی پر مشتمل کیا ہے اور کلمہ توحید سے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے اس کو فکر میں منور فرمایا ہے آنکھوں سے اس کی رویت اور زبانوں سے اس کی صفت اور خیالات سے اس کی کیفیت ممتنع ہے۔ بغیر کسی ایسی چیز کے جو قبل اشیاء کے ہو اس نے اشیاء کو خلق فرمایا اور بغیر ایسے نمونوں کی تخلیق کے جنکو

قد کان بعدک انباء وھنیشۃ
لے بابا بعد آپ کی ہمیشہ تین دور آفتیں وارد ہوئیں
انا فقد ناک فقد الارض وابلھا
ہم آپ کے معبود ہو جانے سے مثل اہل ارضی بے باران کے ہو گئے
وقد نبتا بالمالہ برزۃ احد
اور ہم ایسے متاع گئے کہ کوئی بھی دنیا میں
ثم انھا اعتزلت القوم ولم تنزل
یعنی شعبی نے ذکر کیا ہے کہ جب جناب فاطمہ الزہراء اپنی باپ رسول اللہ کے میراث سے ممنوع
کی گئیں تو اپنے اپنی چادر اور حلی اور خدا کی حمد و ثنا اور پیغمبر خدا کی نعمت کے بعد جو کچھ فرمایا اس کے بعض
فقرت یہ ہیں کہ جب مشرکین میں سے کسی منہ بھار نے جانے سے منہ بھار ایا کسی شیطان کے ہمعمرین نے
ظہور کیا تو پیغمبر خدا نے ان کی سخت زمیوں کو اپنے تلواروں سے روند ڈالا اور ان کے شعلوں کو اپنی تلوار سے
بجھا دیا اور ان کے مجمع کو اپنے حلوں سے پرانہ کر دیا تاکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اپنے انبیاء کا مکان
اور اپنے برگزیدوں اور دوستوں کی آماجگاہ کو اختیار فرمایا پس دنیا نے اپنا ستر ہماری طرف ظاہر کیا اور تنکو
اپنا قبول کرنے والا لاہ اپنے اوپر فرغیت ہوئے والا پایا حالانکہ پیغمبر خدا کا عہد قریب ہے اور رحم عم ابھی مندر نہیں ہوا
ہے۔ تم لوگ قرآن کے موجود ہونے ایسے کیوں ہو گئے۔ لے پیرا بوجہ توفیق تو اپنے باپ کی میراث پائے اور میں
اپنے باپ کی میراث نہ پاؤں۔ اس کے چوے تیار ناقہ کو پیلے مگر (یاد رکھو کہ) خدا بہت اچھا حاکم ہے اور وعدہ کا
قیامت ہے اور ہر جز کے لئے ایک منفرد ہے پس بہت جلد تمکو حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ اس کے بعد جناب سیدہ

پہلے سے بنایا ہوا اون کو ایجاد فرمایا اور اپنی حکمت کے ظاہر کرنے اور اپنی طاعت پر متنبہ کرنے اور اپنی قدرت کے اظہار اور اپنے بندوں کے تقبہ اور اپنی دعوت کی تقویت کے لئے بغیر اس کے کہ اون کے وجود کی طرف اس سے کوئی حاجت ہو یا اون کی صورت گرمی میں اس کا کوئی فائدہ ہو اس نے اون کو اپنی قدرت سے پیدا اور اپنے ارادے سے خلق فرمایا۔ بعد اس کے اس نے اپنے عذاب سے بچانے کے لئے اور اون کو اپنی جنت کی طرف رہبری کرنے کے لئے اپنی طاعت پر ثواب مقرر کیا اور اپنی نافرمانی پر عذاب وضع کیا۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں خدا نے اون کو قبل بغیری کے برگزیدہ اور منتخب فرمایا اور قبل پیدا کرنے کے اون کو رغبت دی اور قبل بعثت کے اون کو اپنے لئے مخصوص فرمایا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ مسائل امور کا عالم اور حادثات زمانہ پر محیط اور مواقع مقدرات کا جاننے والا ہے اس نے حضرت کو اس وقت جبکہ خلافت حجاب غیب میں مخفی اور پردے ہو لٹاک میں محفوظ اور نہایت عدم سے ہمیق رہتی تھی اپنی حکمت کی تکمیل اور اپنے حکم کے اجراء کی تاکید اور اپنے مقدرات حتمی کے نفاذ کے لئے مبعوث فرمایا پس حضرت نے جماعتوں کو اون کے ادیان میں متفرق اور اپنی اپنی آگوں کا پوجنے والا اور اپنے اپنے بتوں کی پرستش کرنیوالا اور باوصف معرفت کے اللہ کا منکر پایا۔ خدا نے محمدؐ کی برکت سے اون کی تاریکیوں کو روشن فرمایا پس اونھوں نے لوگوں کے قلوب سے اون کے مستحکات احمہ کو واضح فرمایا اور اون کی آنکھوں سے پردوں کو ہٹا دیا اور ہدایت کے لئے لوگوں میں قیام کیا اور گمراہی سے اون کو غلطی بخشی نابینائی سے اون کو بصیر کیا راہ راست کی طرف اون کو ہدایت فرمائی اور طریق متیقم کی طرف اون کو دعوت کی بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے شدت رحمت و رضا و میل خواہش کے ساتھ اون کی روح کو قبض فرمایا۔ پس حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس دنیا کی مشقت سے راحت میں ہیں اور ملائکہ ابرار اور رضوان رب غفار اور قرب ملک جبا میں گھرے ہوئے ہیں۔ خدا میرے پدر بزرگوار اپنے جی ادائیگی کے امین اور اپنے برگزیدہ اور بہترین خلق اور اپنے محبوب پر رحمت نازل کر اور سلام ہو اور سپر اور خدا کی رحمت و برکات۔

پھر مجاہدین و انصار کو خطاب کر کے فرمایا۔ تم سب بندہ گلان خدا اس کے امر و نہی سے قائم

لے پیغمبرؐ کی فکر و طرف اشارہ کر کے یہ اشعار (مندرجہ بالا) فرمائے۔ بعد ازاں اپنے قوم سے طبع و لہجہ کی اختیار فرمائی اور اپنے پھر عالمہ تقاریر پر گریہ و زاری کرتی ہیں یہاں تک کہ اون سے جا ملیں۔

مسعودی نے بھی اپنی کتاب مروج الذهب میں اس خطبہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (۲) المؤلف

کرنے والے اور اوس کے دین و احکام شریعت کے حامل اور اپنے نفوس پر خدا کے ایمن اور املوں کی طرف اوس کے دین کے پہنچانے والے ہو۔ خدا کی کتاب ناطق و قرآن صادق اور نور تابان و ضیاء درخشان ہے جس کی محبتیں واضح ہیں جس کے مطالب خفیہ آشکارا ہیں جس کے ظواہر روشن ہیں جس کے باعث سے اوس کے تابعین پر غبطہ کیا گیا ہے اسی کے واسطے سے خدا کی حجتہائے روشن اور فرائض واضحہ اور قابل احترام عہدات اور اوس کے ایضاحات ظاہرہ اور دلائل کافیہ اندامہ و راجحہ اور مباهات مودوبہ اور شرایع مقررہ تک رسائی ہوتی ہے۔ تمہارے لئے خدا کا عہدہ ہے جو اوس نے پہلے ہی سے تم سے لے لیا ہے اور وہ بقیہ ہے جس کو تمہرے خلیفہ کیا ہے اور تم نے دُعم کیا ہے کہ وہ تمہارا حق ہے۔ خدا نے تم کو شرک سے پاک کرنے کے لئے ایمان کا اور کبر سے منزہ کرنے کے لئے نماز کا اور تزکیہ نفس اور ترقی رزق کے لئے زکات کا اور اخلاص کے استحکام کے لئے روزوں کا اور دین کے مضبوط کرنے کے لئے حج کا اور قلوب کے ہموار کرنے کے لئے عدل کا اور ملت کی درستی کے لئے ہماری اطاعت کا اور تفرقہ سے محفوظ رہنے کے لئے ہماری امامت کا اور اسلام کی عزت کے لئے جہاد کا اور اجر کے قابل قبول ہونے کے اعانت کے لئے مبرا کا اور مصالحت عام کیلئے امرا المعروف کا اور عذاب خدا سے بچنے کے لئے قصاص کا اور مغفرت کے مہیا ہونے کے لئے وفاء و نذر کا اور دفع نقصانات کے لئے ناپوں اور اوزان کا اور پلیدیوں سے طہارت کے لئے شرب خمر سے ممانعت کا اور تعنت سے بچنے کے لئے دشتا مدھی سے احتراز کا اور اثبات عفت کے لئے ترک سرقہ کا حکم دیا اور اپنی ربوبیت کے ساتھ اخلاص کے لئے اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام کیا پس خدا سے کما ینبغی خوف کرو اور نہ مروگر ایسے حالت میں کہ مسلمان ہو او جس چیز کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے اور جس چیز سے تم کو منع کیا ہے اوس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو کیونکہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے اوس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اوس کا خوف کرتے ہیں۔ بعد اس کے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! واقف ہو کہ میں فاطمہ ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد ہیں۔ اول و آخر میرا قول ایک ہے اور جو کہتی ہوں غلط نہیں کہتی ہوں اور جو کہتی ہوں خلاف حق نہیں کرتی ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ تمہیں میں سے تمہارے پاس رسول آیا جو اذیتیں تم نے اوٹھائی ہیں وہ ادب سے گراں ہیں۔ تمہاری طرف راعب اور اہل ایمان کے ساتھ مہربانی اور رحم کرنے والا تھا اگر تم اوس کی قرابت پر غور کرو اور اوس سے بچاؤ تو برخلاف اپنی عہدیت کے اوسے میرا باپ پاؤ گی اور برخلاف اپنے

مردوں کے میرے ابن عم کا بھائی پاؤ گئے۔ اور بیشک اوس کی طرف منسوب ہونا کیسا اچھا ہے
خدا اوس پر اور اوس کی آل پر رحمت و سلام نازل کرے۔ پس اوس نے اس طرح تبلیغ رسالت
کی کہ علانیہ لوگوں کو ڈراتا تھا مشرکین کے درجات کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اون کے اعظم اور
رؤسا کو مارتا تھا اون کے نرحزوں کو دباتا تھا اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اپنے پروردگار کے
طریقہ کی طرف بلانے والا تھا۔ بتوں کو توڑتا تھا رؤساء مشرکین کے سروں کو کچلتا تھا تاکہ
جامعین منہزم ہو گئیں اور پیہیں پھر گئیں یہاں تک کہ رات اپنی صبح سے منقش ہو گئی رہینے کفر کی
تاریکی دور ہو گئی اور اسلام کی روشنی پھیل گئی (اور دین اسلام کی حقیقت ظاہر ہو گئی دین کا
منتظم گویا ہوا شیاطین کے نعرے پست ہوئے اراذل نفاق مشرک بہ ہلاکت ہوئے عقد کفر
کفر و عداوت کھل گئے۔ چند گرسنہ شکم روشن چہرہ اشخاص کی دیکھا دیکھی تم نے کلمہ خلاص اپنے
منہ سے نکالا حالانکہ تم چاہ آتش میں گر پڑنے کے قریب تھی۔ ہر پینے والے کے ایک گھونٹ تم
طبع کرنے والے کے لئے مال عنایت تھے جلدی کرنے والے کے لئے فائدہ مند اور پاؤں کی روند
تھے تم اون ڈبروں میں آپ باران پیتے تھے جس میں اونٹ وغیرہ پیاب کرتے تھے اور درختوں
کی پتے کھاتے تھے اس بات سے ڈرتے تھے کہ تمہارے اطراف کے لوگ تم کو پکڑ لے جائیں
پس اللہ تعالیٰ نے بعد ان حالات کے اور بعد اس کے کہ مردان دلاور اور گرگان عرب اور کشتان
اہل کتاب نے تم کو بلاؤں میں مبتلا کر رکھا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے
تمہیں نجات عطا فرمائی جب کہی اون لوگوں نے آتش حرب مشتعل کی اللہ تعالیٰ نے او سے
خاموش کر دیا یا جب شیطان کی امت نے ظہور کیا اور مشرکین میں سے کسی منہ پھیلانے والے
نے منہ پھیلایا تو حضرت نے اپنے بھائی کو جو ذات خدا میں مستغرق اور امر خدا میں سعی کرنے والا رسول
خدا سے قریب اولیائے خدا کا سرواڑا اہتمام کرنے والا نصیحت کرنے والا جدوجہد کرنے والا کوشش
کرنے والا تھا اون کے حلقوں میں ڈال دیا (یعنی اون کے دفع کرنے پر متعین کیا) اور وہ اوس وقت
تک نہ پھر جب تک اوس نے اون کے کانوں کو اپنے تلووں سے روند نہ لیا اور دم تیغ سے اون کی
مشتعل کی ہوئی آگ کو بجھا نہ دیا۔ اور تم رفاه اسباب معیشت میں مشغول تھے تن آسانی طرب
یگی اور اطمینان میں بسر کرتے تھے زمانہ کے ہم سے پھر جانے کے منتظر اور ہمارے اخبار مصفا
و فتن کے متوقع تھے ستمی کے وقت پھر جاتے تھے اور وقت جنگ و فزاکر جاتے تھے پھر جب
اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے لئے اپنے انبیاء کا مکان اور اپنے برگزیدہوں کی آمانگاہ پسند فرمائی

تو تم میں نفاق آمیز عداوت ظاہر ہوئی اور پردہ دین کا کہنہ ہو گیا۔ جو گمراہ ہیبت سے دم بخود تھے گویا ہوسے جو لوگ زاویہ غمبول میں مغنی تھے اونھوں نے خروج کیا کفر کے باطل کرنے مالوں کی خوبی ضائع ہوئی پس شیطان تمہارے ماں سبقت کرنے والا ہوا اور اوس نے تمہیں بکارتے ہوئے اپنی کنیکھا سے سر نکالا اور تم کو اوس نے اپنی دعوت کا قبول کرنے والا اور اپنی عزت کا لٹی ڈالنے والا پایا بعد اوس کے وہ تمہیں حرکت میں لایا اور تم کو سب پایا اور وہ تم کو غصہ میں لایا اور تم کو غضبناک پایا پس تم نے دوسرے کے اونٹ پر اپنا نشان لگایا (یعنی دوسرے کا مال غصب کیا) اور اس ننگہٹ پر وارد ہوئے جو دوسرے کا ہے۔ اس امر میں غور کر دہات یہ ہے کہ عہد (پغیر) قریب کا ہے کہا و بڑھا ہوا ہے زخم مندل نہیں ہوا ہے اور پیغیر نے قبریں آرام نہیں لیا ہے کہ تم نے پیش بندی سے بغیر کسی محبت کے فتنے کے خوف کو پذیر کیا۔ آگاہ ہو کہ تم فتنے میں گرفتار ہوئے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جنہم کفار کو گھیرے ہوئے ہے پس واسے ہے پتر یہ تمہاری کیا حالت ہو گئی ہے اور تم کہ ہر جاتے ہو کتاب خدا تمہارے پاس موجود ہے اوس کے احکام ظاہر اور اوس کے لواہی آشکارا اور اوس کے اوامر واضح اور اوس کے علامات باہر ہیں تم نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے کیا یہ رغبت تم اوس سے روگردانی کرتے ہو یا اوس کے خلاف حکم کرتے ہو۔ ظلم کرنے والے کے لئے برا عوض ہے اور جو شخص سوا اسلام کے کسی دین کی خواہش کرے گا پس خدا ہرگز اوس سے قبول نہ کرے گا اور وہ آخرت میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گا بعد اوس کے تم نے توقف نہیں کیا مگر اس قدر کہ بھڑک اوس کی کم ہو جائے اور مہار اوس کی نرم ہو جائے اوس کے بعد تم آتش فتنہ بہرہ کلنے لگے اور فساد کے شرارہ ہجان میں لانے لگے اور تم دین روشن کے نور بجھانے اور سنہاٹے نبی برگذیدہ کے باطل کرنے میں شیطان گمراہ کی دعوت کو قبول کر سنے لگے تم اپنے مافی الضمیر کے خلاف ظاہر کرنے لگے اور اہلبیت و اولاد پیغیر کے ساتھ خفیہ چال چلنے لگے اور ہم تمہاری ایذا پر جودل و جگر میں مثل دم دشمنہ اور دندان نیزہ کے کام کرتی ہے صبر کرتے ہیں۔ اور اس وقت میں تم نرم کرتے ہو کہ ہمارے لئے میراث نہیں ہے کیا تم حکم جاہلیت کے خواستگار ہو ال یا ان کے لئے خدا سے بہتر کس کا حکم ہے پھر کیا تم ناواقف ہو نہیں بلکہ آفتاب درخشان کی طرح پتر روشن ہے کہ میں اوس کی مٹی ہوں۔ اے مسلمانو! کیا میں اپنے ارث میں مغلوب ہو جاؤں اے پسر ابوقحافہ! کیا یہ خدا کی کتاب میں ہے کہ تم اپنے باپ کے میراث پاؤ اور میں اپنے باپ

کی میراث نہ پاؤں۔ بیشک تم نے یہ عجیب جھوٹا گرسھا ہے پھر کیا جان بوجھ کر تم نے کتاب خدا کو چھوڑ دیا ہے اور اس سے پس پشت پھینک دیا ہے جہاں خدا فرماتا ہے اور سلیمانؑ نے داؤدؑ کی میراث پائی اور منجملہ خبر یحییٰ بن زکریا کے اللہ تعالیٰ نے جو قصہ بیان فرمایا ہے اوس میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ذکر یائے عرض کیا کہ پروردگار میرے مجھے اپنی عنایت سے دلی عطا فرما جو میرا آل یحیو کا وارث ہو اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ بعض فوس الارحام بعض سے اولے ہیں اور فرمایا ہے کہ خدا تم کو تمہارے اولاد میں مرد کے لئے عہد سے دوئے حصے (مثل خط الانثین) کی وصیت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ پرہیزگاروں کو سزاوار ہے اگر وہ کوئی مال وصیت بطور احسان کے والدین اور اقربا کے لئے چھوڑیں اور تم نے گناں کیا ہے کہ میرے لئے میرے باپ کے متروکہ سے کوئی حصہ اور میراث نہیں ہے نہ ہم میں کوئی قرابت ہے آیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کسی آیتہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس سے میرے والد کو خارج کیا ہے یا تم یہ کہتے ہو کہ مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے اور میں اور میرے والد ایک ہی مذہب پر نہیں ہیں کیا تم حضوص و عموم قرآن کو میرے ابن عم سے زیادہ جانتے ہو۔ اچھا تم اس مہاروزین سے تیار نا کہ کوئے لو (مگر یاد رکھو) وہ تمہارے محشور ہونے کے دن تم سے ملائی ہوگا اور کیسا اچھا حکم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہوگا اور حق کے طالب محمدؐ ہونگے اور وعدہ گاہ قیامت ہوگی۔ اوس وقت تمہیں کیا خسارہ ہوگا اور جو ذامت اوس وقت تمہیں ہونگے وہ تم کو نفع نہ دے گی۔ اور ہر چیز کے لئے ایک وقت ہے بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ذلیل کرنے والا عذاب کس پر نازل ہوگا اور عذاب دائمی کس کے لئے ہوگا۔ اس کے بعد انصار کی طرف ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا۔ اے گردہ جو انسان و قوت بادشاہ مذہب و یافدان اسلام ہمارے حق میں یہ کیسی چشم پوشی ہے اور جو ظلم ہم پر ہو رہا ہے اس کی نسبت یہ کیا تعاقب ہے۔ کیا میرے والد سچیز خدا کو یہ فرماتے تم نے نہیں سنا ہے کہ انسان کی بزرگداشت اوس کی اولاد کے ساتھ نیکی کرنے میں ہے تم نے جو کچھ کیا اوس میں کس قدر محبت کی اور اپنی خواہشات نفس میں کس قدر تعمیل کی حالانکہ ہم جن مظالم کا تحمل کر رہے ہیں تمکو ان کے دفع کرنے کی قوت ہے اور ہم اپنے جس حق کے طالب و خواستگار ہیں اوس کی تم میں طاقت ہے۔ کیا تم اتنا ہی کہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال کیا پس یہ سانحہ عظیم ہے اوس کا اثر پھیل گیا ہے اوس کی صبح کا دن ہو گیا اوس کا سبت و

کشود و گروگن دینے انتظام درجم و برجم ہو گیا اوس کی وفات سے دنیا تاریک ہو گئی اور اوس کی
 مصیبت میں تیسے کسوف میں آگئے اور اوس کی وفات پر آرزوئیں پامال ہو گئیں اور پہاڑ لرز
 ہو گئے اور حریم و حرمت زایل ہو گئی پس بخدا یہ وہ نادانہ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ ہے کہ مثل اوس کے
 کوئی مصیبت اور کوئی آفت عاجلہ نہ ہوگی۔ اللہ جل شانہ کی کتاب نے جس کو تم صبح و شام اپنے گھروں میں
 پڑھتے ہو اور جس کی تم تلاوت کرتے ہو ظاہر کر دیا ہے کہ اوس سے پہلے جو انبیا خدا اور اوس کے
 مرسلین پر گزرا وہ حکم قطعی اور فیصلہ حتمی ہے و ما بعد الا رسول قد خلت من قبلہ الامل افان ما
 اوقلت انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبہ فلن ینظر اللہ شیئاً و سبوی اللہ الشاکرین
 دینے اور نہیں میں محمد مگر پیغمبر کہ اوس سے پہلے پیغمبر گزرے ہیں پھر اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو
 کیا تم انہی حالت سابقہ پر عود کر جاؤ گے اور جو شخص حالت سابقہ پر عود کرے گا وہ مگر خدا کو کسی
 طرح کا نقصان نہیں پہونچائیگا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا ہاں لے بنی
 قیل (قبیلہ اوس و خزرج) انوس میرے باپ کی میراث ہضم کی جا رہی ہے اور تم مجھے دیکھ رہے ہو
 اور میری باتیں سن رہے ہو اور تم مجلس میں موجود ہو میرے دعوت (تقریر) نے تمہیں گھیر لیا ہے اور تم
 خود میرے حال سے باخبر ہو تم صاحبان کثرت و استعداد اور صاحبان آلات و قوت ہو تمہارے
 پاس سلاح و سپر موجود ہے تم میرے پکارنے کو سنتے ہو اور میری حمایت نہیں کرتے اور تم میرا استغاثہ
 سنتے ہو اور فریاد رسی نہیں کرتے تم موصوف بہ شجاعت اور معروف بحیض و صلح ہو تم چٹھے ہوئے
 منتخب اور برگزیدگان و بزرگان قوم ہو تم نے اہل عرب سے مقابلہ کیا ہے اور رنج و تعب برداشت
 کئے ہیں تم نے دشمنوں سے جہاد اور شجاعوں کی مدافعت کی ہے ہمیشہ پتھر حکمرانی کرتے تھے اور تم
 ہمیشہ ہمارے امر کی بجا آوری کرتے تھے تا آنکہ جب آسیائے اسلام ہمارے سب سے گردش میں آئی
 یعنی امور اسلام منظم ہوئے اور دودھ زمانہ کا جاری ہوا (یعنی مخلوقات خدا اوس کے فیوض سے
 لالال ہونے) مغربے حرکت پست ہونے ہیجان کذب و افترا کا ساکن ہوا آتش کفر خاموش ہوئی
 اور فتنہ سکون پذیر ہوا دین کا انتظام مستحکم ہوا پس وضوح حالات کے بعد تم کہاں حیرت پس پڑ
 گئے اور اظہار کے بعد پردہ انخامیں چلے گئے پیش قدمی کے بعد پلٹ گئے اور ایمان کے بعد مشرک ہو گئے
 کیا تم اوس قوم سے عقائد نہیں کرتے جنہوں نے اپنے جہاد کو توڑ دیا اور رسول کے مخالفین میں
 اہتمام کیا اور پہلی دفعہ تم سے مقابلہ کیا کیا تم اوس سے خائف ہو پس اگر تم ایمان رکھتے ہو تو
 (سمجھو کہ) اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اوس سے ڈرو۔ آگاہ ہو کہ میں تمہیں

و کہتی ہوں کہ تم آرام طلبی کی طرف مائل ہو اور جو شخص سب سے زیادہ حل و عقد کا مستحق ہے تم نے اس کی
 طبعیہ کر دیا ہے اور تن آسانی میں مبتلا ہو گئے ہو اور وسعت کے ساتھ تنگی سے نجات حاصل کی ہے
 پس جو لباس تم نے پہنا تھا اس کو افکار کر پھینک دیا اور جو تم نے کھایا تھا اس سے اوگل دیا پس اگر تم
 اور تمامی اہل ارض سب کے سب کفر اختیار کرو تو خدا بے نیاز و محمود ہے۔ اہل لے لوگو! آگاہ ہو کہ جو کچھ میں نے
 کہا ہے وہ تمہاری ترک نصرت کو جس نے تمہیں غافل بنا رکھا ہے جان کر اور اس فکر کو جس نے تمہارے
 دلوں پر قبضہ کیا ہے سمجھ کر کہا ہے و لیکن یہ جو کچھ میں نے کہا ہے و لکن تنگی اور اظہار غیظ اور ضعف
 قلب اور حزن خاطر اور اتہام محبت تھا آئندہ تم کو اختیار ہے کہ اس کو غضب کر لو اور اپنا ذخیرہ
 (آخرت) بناؤ۔ (لیکن یاد رکھو کہ) یہ جرات پشت اور سوراخ قدم اور ہمیشہ کے لئے تنگ اور ذلت
 دہی ہے جس کا نام خدائی غضب ہے اور اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے جو قلوب کو جلائی
 ہے متصل ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ خدا دیکھتا ہے اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کو بہت جلد
 معلوم ہو جائیگا کہ ان کی بازگشت کس جگہ ہے اور میں عذاب آخرت سے تم کو ڈرانے والے نبی
 کی بی بی سخت مصیبت میں مبتلا ہوں پس جو چاہو کرو میں اس کا انتقام لوں گی ہم سب منتظر ہیں تم ہی
 منتظر ہو فقط۔
 خطبہ تام کرنے کے بعد نہایت آزرده و درنجیدہ جناب معصومہ صلی اللہ
 علیہا وعلیہا وعلیہا اپنے پد پور گوار حضرت ختمی مرتبت علیہ وآلہ السلام کی قبر مطہر پر تشریف لے گئیں
 اور اوپر سر نہ رکھ کر اس قدر روئیں کہ آنسوؤں سے قبر پاک تر ہو گئی اور چند اشعار بطور نوحہ کے
 فرمائے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

قد کان بعدك ابناءً وھبتہ	لو کنت شاھد ہالہ یکبر الخطب
لے بابا آپ کے بعد میرے معین اور آفتیں نازل ہوئیں	اگر آپ موجود ہوتے تو وہ زیادتی نہ کرنے پاتیں
انا فداک فدا الارض والبالصا	واختل قومک فاشہد ھم فقد نکوا
ہم آپ کو کہہ کر قطار زہ زمین کی مانند ہو گئے	اور آپ کے نہونے سے آپ کی قوم ختل اور غلطیوں میں پڑ گئے
ایک رجال لنا غوی صلد ودم	لما مضیت وحالت دونک التراب
لوگوں کے دو رئیس جو باتیں ہمارے خلاف پرشیدہ تھیں ظاہر ہوئیں	جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور زمین پہناں ہو گئے
یختمتنا رجال واستخف بنا	لما فدت وکل الارض مخضب
لوگوں نے ہم سے ترشروی اور ہماری شک کی	آپ کا سایہ ہم پر سے اٹھ جائیگے بدن میں غصہ کر گئی
لما رزنا بالہ یوز ذو شجون	من البریۃ لا عجب ولا عرب

بیشک ہم ایسے ستائے گئے کہ کوئی مصیبت زدہ

سبعلم المتولی ظلمہا متنا

متولی ظلم کو جس نے ہم پر ظلم کیا ہے عنقریب

وکنتم بدملاً ونوراً یستضاء به

اور آپ اے باباجان ماہ کال تھے اور آج نور تھے کہ آپ

وکان جبریل روح القدس زائراً

اور جبرئیل ہماری زیارت کو آیا کرتے تھے آپ کے

فلیت قبلك كان الموت صادفنا

کاش ہم اوس وقت سے پہلے ہی فوت ہو جاتا جبکہ آپ

دنیا میں خواہ وہ غم ہو یا عجب نہ ستایا گیا ہو گا

یوم القیامة انی سوف ینقلب

قیامت کے دن معلوم ہو گا کہ اوس کی جائے بازگشت کیا

علیک تنزل من ذی العزۃ الکتاب

روشنی حاصل ہوتی تھی اور آپ خدا کی طرف کتاب نازل فرماتے تھے

فغاب عنا فکل الحنیر محجب

ہونے سے وہ ہم سے غائب ہو گئے اور تمام نیکیاں پوشیدہ ہو

لما مضیت وحالت دونک الکتاب

دیل سے رحلت فرمائی اور ریت کے بچے چھپ گئے

بعد لوحہ وگریہ جناب خیر النساء صلوٰۃ اللہ علیہا بہزار حزن و دلال بیت الشرف میں تشریف لائیں

اور جناب امیر المومنین سے لوگوں کی زیادتی بر سبیل حکایت و شکایت بیان کی حضرت امیر

نے فرمایا کہ ویل وامنوس خدا نہ کرے کہ تمہارے لئے ہو بلکہ اوس کے مستحق تمہارے دشمن ہیں۔

دختر برگزیدہ موجودات و یادگار نبوت تم اپنے دل میں آزدگی کو راہ ندو۔ خداوند کریم تمہارا

کھیل امر اور ضامن رزق ہے اور جو کچھ کہ اللہ عزوجل نے تمہارے واسطے ذخیرہ کیا ہے وہ اوس

سے بدرجہا بہتر ہے جو تم سے منقطع کر لیا گیا ہے۔ خدا کی راہ میں صبر اختیار کرنا خوب ہے اور

پیغمبر خدا کی پیروی و صحبت ہے یہی کلام سن کر جناب سیدہ نے کہا حسبی اللہ اور پھر سکوت

فرمایا (۱) جبوقت جناب معصومہ مسجد سے تشریف لگیں تو مہاجرین و انصار میں ایک ہمہ

پیدا ہوا۔ حضرت ابو بکر یہ حالت دیکھ کر فوراً منبر پر گئے اور کہا۔

ایہا الناس ما ہذہ الرعۃ الی کل قالۃ ین کانت ہذہ الامانی فی عہد رسول اللہ

الامن سمع فلیقتل ومن شہد فلیقتل انما ہو ثعالۃ شہید کا ذنبہ مرت لکل فتنۃ

ہو لذل ینقول کتوہا جعدۃ بعد ما ہرمت لتعینون بالضعفۃ ولست تصور

بالنساء کام طحال احب اہلہا الیہا البغی الا انی لو اشاء ان اقول لقلت لہجۃ انی

ما لک ما ترکت ثمة التفت الی الانصار و قال قد بلغنی یا معشر الانصار مقالۃ

سفہائکم و احق من لزم محمد رسول اللہ انتم فقد جاءکم فادیتکم ونصرتمہ الا و انی

لے صاحب نسخ التواریخ اس مقام پر لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا محدثہ اور علم ماکان

لست بامسطاً بيداً ولساناً على من لم يصدق ذالك منا۔

یعنے لے لوگو۔ ہر شخص کے قول پر یہ کیا تمہارا خیال ہے رسول خدا کے زمانہ میں یہ آرزوی کب تھیں جس شخص نے سنا ہے اوس کو کہنا چاہئے اور جو حاضر ہے اوس کو کلام کرنا چاہئے۔ اُس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ایک لومڑی ہے جس پر اوس کی دُم گماہی دیتی ہے وہ ہر فتنہ کا پیدا کرنے والا ہے وہ ایسا شخص ہے جو کہتا ہے کہ اوس فتنہ کو بعد اوس کے پرائے ہونے کے تازہ کرے۔ ضغنا سے مستغیث ہے عورتوں سے نفرت کا خواستگار ہے مثل ام طحال نانیہ کے کہ اوس کے یاروں میں اوس کے نزدیک وہ درست تر ہے جو ذنا کار ہے۔ ہاں جزوار ہو اگر میں کہنا چاہوں تو ضرور کہوں اور اگر کہوں تو اوسے ظاہر کر دوں میں ساکت ہوں چیریں کہنے کی ہوں نہیں کہتا ہوں بعد اس کے انصار کی طرف خطاب کیا کہ اے گروہ انصار تمہارا حمقار کا قول میں نے سنا اور تمہیں وہ لوگ ہو جو رسول خدا کے نزدیک زیادہ حقدار ہو وہ تمہارا پاس آئے اُن کو تم نے جگہ دی اور اُن کی نصرت کی۔ تم سب سمجھے ہو کہ میں اپنے دست و زبان کو اوس پر دراز نہ کروں گا جو میرا مزاحم ہو یہ کہہ کر منبر پر سے اتر آئے۔

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ اس امر پر علمائے شیعہ دسی کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر نے یہ کلمات امیر المومنین کے حق میں فرمائے چنانچہ احمد بن عبد العزیز جو ہری عالم الطہنت نے بہ اسناد خود اسی طرح اُن کو روایت کیا ہے اور ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر کے ان کلمات کو فقیب ابو یحییٰ جعفر بن ابی زید سے ذکر کر کے پوچھا کہ حضرت ابوبکر نے ان کلمات میں کس شخص سے تعریض کی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ تعریض تو نہیں کی ہے۔ بلکہ تصریح کی ہے اپس میں نے کہا کہ اگر تصریح ہوتی تو میں کیوں پوچھتا۔ یہ سنکر ابو یحییٰ ہنسنے اور کہا کہ یہ کلمات علی کے حق میں حضرت ابوبکر نے فرمائے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا یہ غلام

و کیوں کی عالم تھیں اور ان حادثات کی اطلاع آپ کو پسیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رحلت سے پہلے کر چکے تھے لیکن آپ کا دلوئے محض بفرش انظار حق و تمام محبت و ہدایت تھا ورنہ آپ کی منزلت و مہویت ملک و مہکت سے بالاتر تھی یہاں اوقات حسین علیہما السلام کو عبرت کا مسلا دیتی تھیں اور اُن کا کھانا سائل کو بخش دیتی تھیں۔ آپ کی نظریں و فکر دعوائی کیا گیا کہ ملک دنیا پر پڑنے سے زیادہ وقت بذرکتی تھی۔ قطع نظر اس کے آپ کو اس امر کا یقین تھا انظر من اس ہے کہ ذکر و تدبیر نے گائیو کو جو دعویٰ ہے وہی حاکم ہے اور عمر آؤں نے آپ کے حقوق میں دست اندازی کی ہے ایسے شخص سے کسی طرح انصاف کی امید نہیں ہو سکتی پس اس پر کچھ شک نہیں ہے کہ یہ جو کچھ بحث تھی ازراہ ہدایت و ختم حجت تھی۔ فاعتبر وایادہ لایبصار۔ ۱۲

سے زمانہ جاہلیت میں ام طحال ایک عورت گندی ہے جو زنا کاری میں مشہور تھی۔ ۱۲

باتیں علی کے حق میں کہی ہیں اور انھوں نے جواب دیا کہ ہاں اے فرزند یہ پادشاہی ہے ملک عقیقہ ہوتا ہے اس کو یکھانے دیگھانے سے شناسائی نہیں ہوتی اور وہ بعید و قریب ہیں تمیز نہیں کرتا۔ یہ جواب سن کر میں نے پوچھا کہ پھر انصار نے ان کلمات کو سن کر کیا کہا تو جواب دیا کہ وہ علی کو یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خلافت حق علی کا ہے اور حضرت ابوبکر اون کے کلام سے بے چین ہوتے تھے اور اون کو اس کے خلاف سمجھاتے تھے۔

جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو ان کلمات کی خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر کو ایک رقعہ لکھ کر بھیجا جس کا خلاصہ مضمون بالا اختصار یہ تھا کہ تم نے عناد و کینہ دیرینہ کو ظاہر کیا اور حقوق اہلبیت پیغمبر پر قابض و متصرف ہوئے اس پر اتقنا کر کے اب تم زبان بازی بھی کرنے لگے اگر میں ماذون ہوتا تو تمہارے کردار کا جواب شمشیر برتان سے دیتا لیکن وصیت پیغمبر ملنے ہے اور میں صبر کرتا ہوں تمہاری دنیا میرے نزدیک ایک لکڑی ابر کے مانند ہے جو بلند ہو کر پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دھوپ کی تپش اس کو فنا کر دیتی ہے۔ یاد رکھو کہ تمہارا یہ اعمال تمہارے لئے سخت ضرر اور خسارہ کے باعث ہوں گے اور عنقریب تم اون کا ثمرہ چکھو گے جو بہت تلخ ہو گا۔ اور ہم قاتل کا کام دے گا۔ حضرت ابوبکر یہ تحریر دیکھ کر بہت خوف زدہ ہوئے اور لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں نے فک دعوائی تمہارے لفع کے واسطے لیا اب علی مجھ کو اپنی تلوار سے دھمکاتے ہیں پس میں خلافت سے باز آیا۔ سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرنا خوب ہے تم لوگ مجھ سے اقالہ بیعت کر لیتے جاؤ کیونکہ میں علی ابن ابی طالب سے منازعہ و مقابلہ کر کے اپنی جان مہلک میں ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت عمر نے اون کو اور کہا کہ اس طرح عجز و ناتوانی اور ہراس کے کلام آپ کے لئے زیبا نہیں ہیں مجھے آپ کے قلب ترسندہ و نفس ہراسندہ پر تعجب آتا ہے اس میں شک نہیں کہ علی وہ صحفہ صما ہے کہ کسی کے ٹوڑے نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور وہ انہی جاگنڑے ہے کہ اس کا زخم خوردہ کسی طرح جابر نہیں ہو سکتا اور وہ شجر تیغ ہے کہ کتنے بھی شہد سے وہ کیوں نہ سنیجا جائے مگر جب پھل دے گا تو کڑوا ہی دے گا۔ باوجود اس کے آپ اپنی جگہ استقلال سے بیٹھے رہے اور دل کو مضبوط رکھے کیونکہ علی پیغمبر کی وصیت کے خلاف کچھ نہ کرے گا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ امیر المومنین تشریف لائے اور حضرت ابوبکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے بنت پیغمبر کو اون کے حق سے محروم کر کے فک دعوائی کو کیوں ضبط کر لیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ فک مسلمانوں کا مال ہے تاہم اگر وہ کافی

شہادت پیش کر کے اپنا حق ثابت کر دیں تو مجھے فذک واپس کر دینے میں کوئی حذر نہیں ہے
امیر المومنینؑ۔ اے ابوبکر کیا تم حکم خدا کے خلاف حکم دیتا چاہتے ہو۔ **ابوبکر**۔ واللہ
 ہرگز نہیں۔ **امیر المومنینؑ**۔ اگر کوئی چیز کسی مسلمان کے قبضہ میں ہو اور میں اس کا
 دعوئے کروں تو تم کس سے گواہ طلب کرو گے۔ **ابوبکر**۔ آپ سے۔ **امیر المومنینؑ**
 پھر تم نے بنت پیغمبر سے کیوں گواہ طلب کئے حالانکہ فذک اون کے قبضہ و تصرف میں جناب سالتما
 کے وقت سے تھا۔ **عمر**۔ یا علی! بات کو بے کار طول نہ دو۔ اگر تمہارے پاس بیٹہ ہو تو لاؤ
 ورنہ فذک مسلمانوں کے گذارہ کے لئے تو مقرر ہو ہی چکا ہے۔ **امیر المومنینؑ** (عمر کی طرف
 نفات نہ کر کے ابوبکر سے اے ابوبکر تم نے قرآن شریف میں آیہ انما یرید اللہ لیبغ عنکم الرحمن
 اہل البیت و لیطہرکم تطہیرا پڑھ لی ہو گی پس نبلاؤ کہ یکس کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
ابوبکر۔ آپ لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو اہلیت پیغمبر ہیں۔ **امیر المومنینؑ**۔ اے ابوبکر! اگر کوئی
 شخص فاطمہ الزہراؑ پر کسی گناہ کا اتہام کرے اور گواہ گواہی دے تو تم کیا حکم دو گے؟

ابوبکر مثل اور عورتوں کے اوپر بھی حد جاری کرنے کا حکم دوں گا۔ **امیر المومنینؑ** اگر ایسا کرو گے
 تو کافر ہو جاؤ گے۔ **ابوبکر** کیونکر؟ **امیر المومنینؑ**۔ اس وجہ سے کہ ایسا حکم دینے سے تم
 خدا کی شہادت کو جو اس نے فاطمہ کی طہارت و عصمت پر وہی ہے رد کرنے والے اور خدا کی شہادت
 کے خلاف ایک آدمی کی شہادت قبول کرنے والے ہو گے۔ تم نے فذک لے کر پیغمبر خدا سے خلاف
 ورزی کی اور ناحق بنت پیغمبر کو اون کے حق سے محروم کر کے آندہ کیا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اقامہ
 شہادت و بیٹہ مدعی کے ذمہ اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے تم نے اس کے خلاف فاطمہ سے گواہ طلب
 کئے حالانکہ وہ فذک پر قاضی و متصرف تھیں۔ **امیر المومنینؑ** کا کلام ہدایت الیقام سن کر بعض
 مہاجر و انصار رونے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ علیٰ یح کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت امیر بیت الشرف
 کو تشریف لے گئے (رنا مع التواریخ)

ذکر گریہ بکا و علالت جناب سیدۃ النساءؑ جناب صادق آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام
 فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ روینوالے پانچ
 شخص گذرے ہیں ایک حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب جنت سے جدا کر کے دنیا میں بھیجے گئے تو فراق
 جنت میں آپس قدر روتے تھے کہ چشمہ مبارک سے گویا پانی کی دونیاں جاری ہو گئیں
 تھیں۔ دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام کہ جب اون کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام

گم ہو گئے تو اذن کے منسراق میں اس قدر روئے کہ بصارت زائل ہو گئی۔ سترے حضرت یوسف علیہ السلام کہ وہ اپنے پدر بزرگوار حضرت یعقوب کی جدائی میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ اذن کے ساتھی اہل زندان تنگ آ گئے اور انھوں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ یا تو دن کو رو یا کیجئے اور شب کو خاموش رہا کیجئے یا شب کو رو یا کیجئے اور دن کو سکوت فرمایا کیجئے تاکہ کسی وقت تو ہم آرام لے سکیں۔ چوتھی حضرت حیز النساء فاطمہ الزہرا علیہا السلام کہ وہ اپنے پدر بزرگوار حضرت ختی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق و یاد میں دن رات اس قدر دروالم سے رویا کرتی تھیں کہ اہل مدینہ بے چین ہو جاتے تھے جب سیدہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اذن کی تکلیف کے خیال سے قبرستان بقیع میں جا کر اپنے والد کے غم میں گریہ و بکا کیا کرتی تھیں۔ پانچویں حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہما السلام کہ بعد واقعہ کربلا تمام عمر اپنے پدر بزرگوار حضرت شہدا امام حسین علیہ السلام پر رویا کئے۔ جناب صدیقہ کبریٰ فاطمہ الزہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچیس دن یا بہ اختلاف روایات چھ مہینہ زندہ رہی لیکن یہ زمانہ نہایت سوگوارمی اور عظیم مصیبت و مال میں گذرا۔ جب آپ اپنے پدر بزرگوار کی یاد میں سخت محزون و بے چین ہوتی تھیں تو ملائکہ نازل ہوتے تھے اور تعزیت و تسلی کی باتیں کرتے اور رسول خدا کی منزل و مکان اور بہشت و جنان کا ذکر کر کے دل بہلاتے تھے اور اون واقعات و امور کو جو آئندہ ہونے والے ہیں اور آپ کے اولاد کے حالات آئندہ بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت امیر المومنین اون تمام باتوں کو لکھ لیتے تھے چنانچہ اسی کتاب کا نام مصحف فاطمہ ہے۔ حضرت تمام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مصحف فاطمہ میں حلال و حرام کے احکام نہیں ہیں بلکہ وہیں علم مایکون درج ہے (ناسخ التواریخ) بلا حذر دتے روتے جناب صدیقہ کی علالت میں زیادتی ہوئی اور اوس صدمہ سے جو پہلوے اقدس پر پہنچا تھا بے چینی بڑھ گئی اور شدہ شدہ نشست و برخاست کی طاقت جاتی رہی اور اب ایسی علیل نہوئیں کہ دیکھنے والوں کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ ایک روز اسمانت عیس سے آپ نے کہا کہ عورتوں کا جنازہ صرف چادر اوڑھا کر جو لے جاتے ہیں وہ مجھے پسند نہیں ہے کیونکہ اوس سے میت کی اچھی طرح پردہ پوشی نہیں ہوتی۔ اسمان نے عرض کیا کہ میں نے ملک حبش میں نقش بنانے کا طریقہ دیکھا ہے اوس میں سیت بالکل پوشیدہ رہتی ہے اور کسی کو نظر نہیں آتی۔ آپ نے پوچھا کہ نقش کس طرح بنای جاتی ہے اسمان نے حزن کی گہنی لکڑی کو خم دیکر چارپائی میں لگایا اور اوسپر کپڑا ڈال دیا جناب صدیقہ نے اوس کو

دیکھ کر بہت پسند فرمایا اور اسی قسم کے تابوت میں اپنا جنازہ اٹھانے کی وصیت فرمائی۔
 ناسخ التوایخ میں بحوالہ دلائل طبری و بسند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت ہے کہ
 ایک مرتبہ جناب صدیقہ کبریٰ سلام اللہ علیہا نے بحالت نیمخوابی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو دیکھا اور دیکھتے ہی فریاد کی یا ابتاہ آپ کی رحلت فرما جانے سے وحی کا آنا موقوف ہو گیا
 اور اسلام کی روشنی ماند اور دنیا تاریک ہو گئی۔ میں آپ کے فراق میں دنیا سے بیزار ہوں مجھے اپنے آپ
 بلا لیجئے۔ اتنے میں آپ نے دیکھا کہ بہت سے فرشتے ظاہر ہوئے جن کے آگے و فرشتے تھے اور بعض
 نے دفعتاً آپ کو لے کر آسمان کی طرف صعود کیا۔ اس کے بعد آپ کو نہایت شاداب باغات اور عالیشان
 مکانات نظر آئے اور ان مکانات میں سے بہت سی خوبصورت و پاکیزہ عورتیں برآمد ہوئیں اور
 ان سب نے آپ کے کہا مرحبا یا منت محمد آپ کے والد ماجد کی طفیل سے ہذاوند کریم نے ہم کو اُمت
 کو پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد وہ فرشتے آپ کو اور بلند لے گئے وہاں آپ نے ایک مکان دیکھا کہ وہ
 اور تمام مکانات سے زیادہ بارونق اور اون سب مکانات پر حاوی تھا اور اس مکان
 میں مرصع تخت پچھے ہوئے اور اون پر نہایت عمدہ اور پر تکلف فرش کیا ہوا تھا اور وہاں تم
 قسم کے کھانے رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس کا گھر ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا
 کہ یہ مکان تمام مکانات سے بلند ہے اور جگہ بہت اس کے تحت میں ہیں اور یہ خاص
 آپ کے پدر بزرگوار اور ان کے اہلبیت کا مکان ہے آپ نے پوچھا کہ یہ ہر کونسی ہے فرشتوں
 نے عرض کیا کہ یہ ہر وہی کوثر ہے جس کی عطا کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے
 پوچھا کہ بابا جان کہاں ہیں ملائکہ نے جواب دیا کہ ابھی آپ اور ان سے ملاقات فرمائیگی۔ ناگاہ
 ایک اور قصر آپ کو نظر پڑا کہ اس میں نہایت بیش بہا پر تکلف فرش بچھا ہوا ہے اور
 جناب سالتاب تشریف فرما ہیں اور کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ آنحضرت نے
 اوجھ کر سیدہ کو مرحبا کہا اور سینہ سے لگا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور آپ نے برابر بیٹھا کر فرمایا کہ
 دیکھو لے نور چشم! خداوند کریم نے تم کو کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ مکان تمہارا اور
 تمہارے شوہر اور بیٹوں اور دوستوں کا ہے تم کو چاہئے کہ چند روزہ زندگی خوشی سے
 بسر کرو۔ میرے پاس تمہارے آنے میں صرف چند روز باقی ہیں یہ یہ خواب دیکھ کر جناب
 صدیقہ چونک پڑیں اور جناب امیر کو آواز دی حضرت فوراً قریب آئے اور پوچھا خیر تو ہے
 آپ نے جواب دیا کہ مال چیزیت ہے اس کے بعد جو خواب دیکھا تھا بیان کیا۔

نماز ہماری میں بعض مہاجرین و انصار کی عورتیں کبھی کبھی عیادت کے لئے جناب صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور آپ اون کو امور حشر کی طرف ہدایت فرمایا کرتی تھیں ایک مرتبہ چند عورتیں مہاجرین و انصار کی حاضر ہوئیں اور پوچھا یا نبی رسول اللہ کیف اصعبت عن لیلتک یعنی اے دختر پیغمبر خدات آپ کی کیونکر سیر ہوئی اور کس حالت میں صبح ہوئی۔ حضرت معصومہ نے جواب دیا کہ میں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ تمہاری دنیا میری نظروں میں مگر وہ و خراب معلوم ہوئی اور تمہارے مرد بعد امتحان کے زشت و بد عمل ثابت ہوئے کہ اوکھوں نے اپنے نفوس کے کمر کو قبول کیا اور حق سے روگردانی کی۔ خلافت پیغمبری اور فدک عطیہ خداوندی پر نظم منصرف ہو کر اہل حق کو محروم کیا اور عذاب خدا کے مستوجب ہوئے۔ وہ وقت دور نہیں ہے جبکہ خدائے تعالیٰ اون کو اس ظلم کی پاداش میں ماخوذ کرے گا اور اس وقت اون کو معلوم ہو جائیگا کہ اس چند روزہ حکومت کے بدلے کیسی دایمی مذلت اون کو نصیب ہوگی (ناسخ التواہج)

ابن قتیبہ دنیوی کہ متقدمین علمائے اہلسنت سے ہیں کتاب الامامہ والیاستہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ فاطمہ بنت پیغمبر کو بمنہ بہت آزدہ کیا ہے اور وہ ہم پر غضبناک ہیں اور سنا جاتا ہے کہ اون کی حالت بہت سقیم ہے چلو اون کی عیادت کراؤں حضرت ابوبکر نے اون کے مشورہ کو قبول فرمایا اور دونوں صاحب بیت الشرف پر حاضر ہو کر اون کے خواستگار ہوئے۔ صدیقہ طاہرہ نے اذن دینے سے انکار فرمایا۔ اس کے بعد وہ دونوں حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم جناب سیدہ کونین کی خدمت میں بغرض عیادت حاضر ہونا چاہتے ہیں آپ اون سے سفارش کر کے حاضری کی اجازت دلا دیجئے۔ حضور نے جناب معصومہ سے اون کی استدعا بیان کی آپ نے کہا کہ اچھا آویں۔ اذن پاکر دونوں صاحب حاضر ہوئے اللہ سلام عرض کیا۔ جناب سیدہ نے اون کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ اے حبیبہ رسول خدا۔ رسول اللہ کی قربت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور آپ میرے نزدیک میری بیٹی عائشہ سے زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔ کاش میں اسی روز مر جاتا جس دن آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا تھا تاکہ میں اون کے بعد باقی نہ رہتا۔ اے سیدہ یہ کہیونکر ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو اور آپ کے فضل و شرف کو سچاؤں اور آپ کا حق نہ دوں اور میراث رسول اللہ سے محروم کروں۔ بات یہ ہے کہ میں نے آپ کے والد رسول اللہ سے سنا تھا کہ پیغمبروں کے واسطے میراث نہیں ہے اون کا متروک صدقہ۔

ہوتا ہے۔ یہ سن کر جناب صدیقہ نے فرمایا کہ اگر میں تم دونوں سے رسول اللہ کی حدیث بیان کروں تو اوس کا اقرار کرو گے؟ حضرات شیخین نے کہا کہ ہاں۔ پس آپ نے فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتی ہوں اللہ کی سچ کہنا آیا تم نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ رضا فاطمہ من رضائی و سخطا فاطمہ من سخطی فمن احب فاطمہ ابنتی فقد احب منی و من احب منی فقد احب رضا من رضا منی و من اسخط فاطمہ فقد اسخطی (یعنی فاطمہ کی رضا مندی میری رضا مندی ہے اور فاطمہ کی ناخوشی میری ناخوشی ہے جس نے فاطمہ سے محبت کی اوس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے فاطمہ کو راضی کیا اوس نے مجھ کو راضی کیا اور جس نے فاطمہ کو آزر دیا اوس نے مجھ کو آزر دیا کیا) شیخین نے عرض کیا کہ ہاں یا بنت محمد ہم نے پیغمبر کو بیشک یہ کہتے سنا ہے۔ قالت فانی اشہد اللہ و ملائکتہ اسخطانی و ما ارضینانی و لئن لقیت النبی لاشکونکما الیہ یعنی جناب معصوم نے فرمایا کہ میں گواہ کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کو اور اوس کے ملائکہ کو کہ تم دونوں نے مجھے آزر دیا و ناراض کیا اور مجھ کو راضی نہیں کیا اپنے پر بزرگوار حضرت رسول مختار سے ملوں گی تو تمہاری شکایت کروں گی۔ فقال ابو بکر انا عائد باللہ تعالیٰ من سخطہ و منخطک یا فاطمہ ثم انتخب ابو بکر بیکی جتنے کلمات فہمہ ان تروہ وھی تقول واللہ لا دعون اللہ علیک فی کل صلوۃ اصیلہا۔ یعنی حضرت ابو بکر یہ سن کر کہنے لگے کہ ہم پناہ مانگتے ہیں خدا کی اوس کی ناراضی اور تمہاری ناراضی سے اے فاطمہ! یہ کہہ کر اس طرح رونا شروع کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اون کی روح نخل جا نیگی لیکن سیدہ طاہرہ یہی فرما رہی تھیں کہ واللہ میں تمہارے لئے ہر نماز میں بد دعا کروں گی۔

ابو بکر جو ہماری کہ علمائے اہلسنت سے ہیں اپنی کتاب سقیفہ میں لکھتے ہیں قالت فاطمہ لابی بکر لا کلمتک ابدًا قال ابو بکر لا یجوزک ابدًا قالت واللہ لا دعون اللہ علیک قال واللہ لا دعون اللہ لک۔ فلما حضرتها الوفاۃ اوصیت ان لا یصلی علیہا فدفنت لیلا یعنی جناب فاطمہ صلوۃ اللہ علیہا نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ میں کہی تم سے کلام نہ کروں گی ابو بکر نے کہا کہ میں ہرگز آپ سے مفارقت نہ کروں گا۔ سیدہ نے کہا کہ بخدا میں تمہارے حق میں بد دعا کروں گی ابو بکر نے کہا کہ واللہ میں آپ کے حق میں دعائے خیر کروں گا۔ پس جب جناب فاطمہ کی وفات کا وقت آیا تو اپنے وصیت کی کہ ابو بکر میرے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہونے پائیں اور رات کو دفن کی گئیں۔ (۱)

ایک روز جناب خیر النساء فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا

بیان وصیت جناب خیر النساء علیہا السلام ایسا و علیہا نے ام امین اور اسماء بنت عیس سے

فرمایا کہ امیر المومنین کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب حضرت امیر قشرف لائے تو صدیقہ کبر نے کہا کہ

اے ابن عم! مجھ کو معلوم ہو گیا کہ میری حیات کا رشتہ اب عنقریب منقطع ہونے والا ہے اور صرف

تھوڑے عرصہ کے لئے تمہاری ہمان ہوں تم سے مفارقت کا وقت بہت قریب ہے بہت جلد پایا

جان سے ملا چاہتی ہوں اس لئے میری خواہش ہے کہ تم سے کچھ وصیت کروں اور جو کچھ میرے

دل میں ہے تم سے کہوں۔ امیر المومنین سرمانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے دخت پیغمبر جو کچھ تمہیں کہنا ہو

کہو۔ جناب سیدہ نے کہا کہ اے ابن عم میں نے کہی تم سے کوئی خلات بات نہیں کی اور جب سے میرا

تمہارا ساتھ ہوا کسی قسم کی تم سے مخالفت نہیں کی اور تمہاری اطاعت اپنے اوپر واجب سمجھی اور

اپنے مقدور بھر تمہاری خدمت گزار رہی اور رضا جوئی میں کوتاہی نہیں کی تاہم میں چاہتی ہوں کہ اچانا

اگر مجھ سے تمہاری خدمت میں کوئی قصور ہوا ہو تو اس سے درگزر کر کے مجھے معاف کرو۔ امیر

نے رو کر کہا کہ معاذ اللہ تم یہ کیا کہتی ہو تم راہ خدا میں جیسی نیکو کار و پرہیزگار ہو اور تم نے جس

راست بازی اور دلجوئی سے میرے ساتھ بسر کی ہے وہ بیان سے باہر ہے تم نے راہ خدا

میں فقر و فاقہ میں میرا ساتھ دیا اور کبھی لب پر شکایت کا حرف نہیں آنے دیا میں خود شرمندہ ہوں

کہ تم نے میرے گھر میں کچھ آرام نہیں پایا اور ہمیشہ محنت و جفاکشی میں زندگی بسر کی چکی پس

پس کزنچوں کو پالا پیٹ بھر کبھی کھانا نہیں کھایا۔ تمہاری حالت اور مفارقت کا خیال میرے دل کو

سخت بے چین کرتا ہے تمہارا فراق مجھ پر بہت شاق ہے اور اس سے رسول اللہ کا غم تازہ ہوتا ہے

بعد آنحضرت کے تم سے میرے قلب حزین کو تسکین ہوتی تھی اور اون کے غم میں تمہیں دیکھ کر فی الجملہ

دل مغموں کو تسلی ہوتی تھی اب تم سے بھی جدائی ہوتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمہارے فراق

سے زیادہ دردناک و سوزناک مصیبت کیا ہو سکتی ہے مگر رضائے خدا پر بہ صبر و شکر راضی رہنا

سب سے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر دونوں معصوم بزرگوار بہت روئے اور جناب امیر نے جتا سیدہ کو سینہ

آز فاطمہ بنت رسول اللہ نزد ابی بکر و میراث طلبیدہ گفت ابو بکر شنیدہ ام اور رسول خدا کے منی باشد مارا

میراث پس ناد ابو بکر فاطمہ بنزو سے اذان غریب در ان ست کہ میگوند فاطمہ و دیگر شد درین حکم

از ابو بکر و غضب کرد و بے و ہجران کرد اور تا وقت وفات خود این رنجیدہ بحکم طبیعت بود اما دوام

و استمرار آن عزابت امت و تحقیق ثابت شدہ است رضا فاطمہ از ابو بکر حدیث در مرض موتش -

اس کے خلاف ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر کا قول جن سے زیادہ اس معاملہ کا علم شاہ عبدالحق محدث

سے لگا کر کہا کہ اے بعضہ مصطفیٰ جو وصیت کرنا چاہتی ہو بیان کرو تاکہ میں اوس کی تعمیل کروں
جناب صدیقہ نے کہا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے اے ابن عم رسولؐ: میں وصیت کرتی ہوں
کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ بنت زینب سے عقد کرنا کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ وہ میرے
بچوں سے بہت محبت کرتی ہے اور اون کی خاطر داری میں بہت کوشاں رہتی ہے۔ دوسری
وصیت یہ ہے کہ میرا جنازہ اوس طرح کے تابوت میں اٹھانا جس کا نقشہ ملائکہ نے مجھے بتایا
ہے اس کے بعد اپنے تابوت کی ساخت بیان کی (۱) تیسری وصیت یہ ہے کہ جن لوگوں نے
مجھ پر ظلم کیا ہے اور المہبت پیغمبر کے حق کو غضب کیا ہے وہ میرے جنازہ پر حاضر ہونے
پائیں اور نہ میرے جنازہ پر نماز پڑھنے پائیں۔ قادی نے جو علمائے اہلسنت سے ہیں

لکھا ہے۔ ان فاطمہ لما حضرتها الوفاة اوصیت علیا ان لا یصلی علیہا ابو بکر و عمر فعمل
بوصیتہا۔ یعنی جب جناب فاطمہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جناب علیؑ مرتضیٰ سے
وصیت کی کہ ابو بکر اور عمر میرے جنازہ پر نماز پڑھنے پائیں پس علیؑ مرتضیٰ نے حسب وصیت عمل کیا
صاحب ناسخ التواریخ جن کا مذہب امامیہ ہے لکھتے ہیں کہ جناب معصوم نے حضرت علیؑ سے
اس طرح وصیت فرمائی اوصیک ان لا یشہد احد اجزائی من هؤلاء الذین ظلمونی و اعدائ
حقی فانہم عدوی وعدو رسول اللہ ولا تترك ان یصلی علی احد منهم ولا من اتباعہم
وادفنی فی اللیل اذا وھنت العیون و نامت الابصار۔ یعنی میں تم سے وصیت کرتی ہوں
کہ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میرے حق کو غضب کیا ہے اون میں سے اور اون کی تعین

موصوف کو ہرگز نہیں ہو سکتا ائمہ اہل سنت بخاری و مسلم نے یہ نقل کیا ہے۔ لہٰذا تکلمہ جتنے مانت ہیں جناب
سیدہ نے حضرت ابو بکر سے مرثیہ دم تک کلام نہیں کیا چنانچہ صحیح بخاری کی پوری روایت یہ ہے۔ ذکر مسلم
عن عبد الرزاق عن معمر عن الزھری عن عروہ عن عائشہ و فی حدیث اللیث بن سعد عن عقیل عن ابن
شہاب عن عروہ عن عائشہ فی خبر طویل مذکور فیہ ان فاطمہ ارسلت الی ابی بکر فقل میں انہما من رسول اللہ
الفصل فالی ابو بکر ان یدفع الی فاطمہ منھا شیئا فوحدت ای غضبت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالک فحزنتہ و لم
تکلمہ حتی توفیت فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلہ و لم یدوزن بہا ابابکر و صلے علیہا۔ یعنی حضرت عائشہ بنت
ابی بکر فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہ نے حضرت ابو بکر سے اپنے میراث جو رسول اللہ سے اون کو پہنچی تھی طلب فرمائی۔
لیکن حضرت ابو بکر نے اوس سے کچھ بھی نہ دیا اور صفا انکار کر دیا پس جناب فاطمہ حضرت ابو بکر پر غضبناک ہوئیں اور اون کے
قرب ملاقات فرمائی اور تمام عمر اون سے کلام نہیں کیا اور حب انتقال فرمایا تو حضرت ابو بکر اون کے غم جنازہ میں
شریک نہیں ہونے پائے اور جناب علیؑ مرتضیٰ نے اذن پر نماز پڑھا کہ رات کو دفن کیا (صحیح بخاری) مسلم نے بھی اپنی
صحیح میں یہ روایت لکھی ہے جس کا ذکر قبل ازین مذکر کے معاملہ میں ہو چکا ہے۔ ۱۱۔ ایک روایت تابوت کا

میں سے کوئی شخص میرے جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے نہ پائے اور مجھ کو رات کے وقت دفن کرنا جب کہ سب لوگ سو رہے ہوں۔ ناسخ التواریخ میں بحوالہ دلائل طبری و سبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا و علیہا نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ میرے مال میں سے ازواج پیغمبر میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ اور اسی اندازہ سے زنان بنی ہاشم اور میری بھانجی امانہ بنت ابی العاص کو دے جائیں اور بے اسناد دیگر عبداللہ بن حسن زید بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدہ نے اپنا مال بنی ہاشم اور بنی عبدالطلب کو عطا کر نیکی وصیت کیا جب سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکر وفات جناب سیدۃ النساء علیہا السلام نے انتقال فرمایا تھا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا بجز عبادت خدا اور آنحضرت کے فراق میں گریہ و بکا کرنے کے کوئی اور شغل نہ تھا۔ ایک روز جناب امیر باہر سے تشریف لائے تو دیکھا کہ جناب سیدہ کھانا پکانے اور پانی گرم کرنے اور بچوں کی پوشاک درست کرنے میں مصروف ہیں۔ اپنے پوچھا کہ اے بنت پیغمبر دنیا کے دو کام ایک سنا کرتے ہیں تم کو کبھی نہیں دیکھا آج کیا سبب ہے کہ باوجود اس قدر علالت و ضعف کے اتنے کاموں میں مشغول ہو۔ جناب سیدہ رونے لگیں اور عرض کیا کہ یا ابا الحسن مفارقت کا وقت قریب ہے میں چاہتی ہوں کہ بچوں کو نہلاؤ ہلا کر کپڑے بدل دوں اور کھانا کھلا دوں کیونکہ جب میں دنیا سے گذر جاؤں گی تو تم میرے غم اور بھینر و تکلیف میں رہو گے ان اطفال کی جزا کو لیتا۔ یہ کلمات سن کر امیر المؤمنین رونے لگے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے بھنٹہ الرسول ہمارے پدر بزرگوار کے غم فراق میں تم سے فی الجملہ میرے قلب حزن کو تسکین تھی اب تم بھی اپنے فراق کا غم مجھے دے کر دنیا سے جاتی ہو یہ الم بالک الم سے اور سخت جانکام ہے جس کا محل مشکل ہے۔ جناب صدیق نے کہا کہ اے ابوالحسن حق کہتے ہو مگر حکم خدا سے چارہ نہیں۔ جس طرح رسول اللہ کے غم میں صبر کیا ہے اسی طرح میری مصیبت پر بھی صبر کرنا۔ یہ کہہ رہی ہیں کہ آپ کی حالت متغیر ہوئی اور ضعف و نقاہت سے غشی سی آنے لگی لیکن باایں ہمہ اپنے بچوں کے کام میں اسی طرح مشغول رہیں بار بار اون کو دیکھتی تھیں اور گریہ کو ضبط فرماتی تھیں اس کے بعد امیر المؤمنین سے کہا کہ اے ابن عم میں سالہائے سال سے آپ کے ساتھ ہوں اگر احیاناً مجھ سے آپ کی خدمت گنداری اور رضا جوئی میں قصور ہوا ہو تو معاف فرمائے حضرت امیر نے کہا کہ

اسما و بنت عیس سے قبل اذین بیان ہو چکی ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ عاتکہ نے جناب سیدہ سے نسل کا ذکر کیا تھا اور اس نے بنائے کا طریقہ بتلایا تھا جس کا ذکر آپ نے اپنی وصیت میں فرمایا ہے۔ الموف۔

مصورہ نہ نہایت ہی کریم اللہ سے بے انتہا ذریعہ الٰہی ہوتا ہے کیونکہ کوئی قصور ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جناب سیدہ نے کہا کہ اے ابوالحسن اگر حسین سے کوئی امر آپ کے خلاف مزاج منور ہو تو بے مان کے بچے جان کر ان پر رحم فرمائے اور دگر کھینکا۔ یا علی میں گھر میں تنہا ہی نہیں رہی ادب ادب اس مکان میں جاتی ہوں جہاں نہ کوئی انیس ہے اور نہ ہدم۔ اس عالم تنہا و تاریکی میں کون ساتھ ہوگا چاہتی ہوں کہ آپ مجھے بھول نہ جائیں اللہ میری قبر کو فاتحہ خوانی سے محروم نہ رکھیں اور کبھی کبھی میری قبر پر تشریف لایا کریں۔ جناب امیر بہ حسرت آمیز باتیں سن کر بہ آواز بلند رونے لگے اور فرمایا کہ یادگار نبوت تمہاری جدائی مجھ پر بہت دشوار ہے تمہاری مصیبت ایسی ہے جو کبھی کم نہیں ہو سکتی اللہ جس کا عرض کسی شے سے ممکن نہیں ہے میں اس عظیم و دردناک مصیبت پر نالہ و نالہ الیہ را جوں کہتا ہوں جب تم رسول اللہ کی خدمت میں جانا تو میری طرف سے تسلیم عرض کرنا اور جو مصیبتیں ان کے بعد مجھ پر گزری ہیں ان سے بیان کر دینا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جناب سیدہ کو غش آگیا۔ بچے یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے اور چلا چلا کر رونے اور اُسے اماں مائے اماں کہہ کر پکارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد جناب مصورہ کو غش سے آفاقہ ہوا اور اکہنیں کھول کر اپنے نور چشموں کی طرف دیکھا اور ان کو سینہ سے لگا کر پیار کیا۔ جناب امیر اور ٹھکڑا ہر کی نماز کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد جناب سیدہ کو پھر غش آیا اور حالت دگرگون ہو گئی یہ حال دیکھ کر ب مضطر و پریشان ہو گئے اور بعض کنیزیں امیر المومنین کو بلانے کے لئے دوڑیں۔ جناب امیر نماز سے فارغ ہو کر آ رہے تھے کہ ان کنیزوں کو مضطر و سراسیمہ دیکھ کر اپنے کیفیت پوچھی۔ اونھوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین جلد گھر میں تشریف لائے سیدہ کی حالت بالکل غیر ہو گئی ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ انتقال کر گئی ہو۔ حضور فوراً بیت الشرف میں تشریف لائے اور دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام بیہوش ہیں اور بار بار کروٹیں لے رہی ہیں۔ اپنے سر سے عامیہ ہنیک دیا اور سرانے بیٹھ کر سیدہ کا سراقدس اپنے زانو سے مبارک پر رکھا اور آواز دی یا زہرا کچھ جواب نہ ملا پھر آواز دی یا بنت محمدہ المصطفیٰ۔ پھر کچھ جواب نہ ملا۔ پھر آواز دی لے فاطمہ میں ہوں تمہارا ابن عم علی ابن ابی طالب۔ ذرا اکہنیں کھولو اور کچھ بات کرو۔ ابکی مرتبہ جناب سیدہ نے آکھنیں کھولیں اللہ امیر المومنین کی طرف دیکھ کر رونے لگیں۔ جناب امیر نے ابیدہ ہو کر کہا کہ اے دخت پیغمبر تمہارا کیا حال ہے اور مزاج کیا ہے۔ میں ہوں تمہارا ابن عم علی ابن ابی طالب

جناب معصومہ نے جواب دیا کہ اے ابن عم! ابھی میں نے بابا جان کو دیکھا کہ وہ مروارید سفید کے قصر میں تشریف رکھتے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے فاطمہ تیرے مصائب ختم ہوئے اب جلد آکر میں تیرا بہت مشتاق ہوں۔ اے ابوالحسن! مفارقت کا وقت آگیا اور موت قریب ہے میرے بچوں کی بہت دلجوئی کرنا کیونکہ یہ دل شکستہ ہوں گے اُن پر غصہ سے آواز کو بلند نہ کرنا کیونکہ صدمہ شہیدی سے اُن کے دل تھوڑے تھوڑے ہو گئے ہوں گے۔ انوس اوس! مت جھاگا پر جوان سے عداوت رکھے گی اور بے جرم و خطا قتل کرے گی یہ کہہ کر آپ نے یہ اشعار فرمائے

ابکئی ان بکیت یا حیرہ ادا واسل الذمیع فھو یوم الفراق

اے سب سے اچھے ہدایت کرنے والے اگر تم کو رونا ہے تو چھپ رو اور آنسو بہاؤ کہ یہ دن فراق کا ہے

یا قترین البتول اوصیک بالسنل فقد اصبحنا خلیفاً اشتیاق

اے زوج بزل میں تم کو اولاد کے بائے میں وصیت کرتی ہوں کیونکہ میرے بعد دونوں مصیبت میں صبح کریں گے

ابکئی وابلک للشیامی ولا تنس قاتل العداء بطف العراق

مجھ پر اور تمہیں کے لئے گریہ کرو اور اوس کو فراموش نہ کرو جو زمین گرم عراق پر مقتول ہو گا

فارقوا صحو ینامی حیاری اخلف اللہ فھو یوم الفراق

حیرت ناک تہیوں کو صبح فراق کا سامنا ہو گا میں ادبھیں خدا کے سپرد کرتی ہوں کہ وہ دن فراق کا ہو گا

اُس کے بعد کہا کہ اے ابن عم تم مجھ کو بعد وفات میرے پیراہن میں غسل دینا اور مشکوف نہ کرنا یہ پاک و طاہر ہوں اور بعد غسل و کفن نماز پڑھ کر شب کے وقت مجھے دفن کرنا اور میرے مدفن کی

جنر عزیز کو نہ دینا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد جناب صدیقہ کبریٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا

کی حالت متغیر ہوئی اور احضار کا عالم طاری ہوا اوس وقت تمام مکان معطر ہو گیا اور سیدہ

نے وعلیکم السلام کہا امیر المومنین نے پوچھا کہ کس کو تم نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے کہا کہ بابا

رسول اللہ اور جبریل آئے ہیں اُن کے سلام کا میں نے جواب دیا ہے وہ لقائے باری تعالیٰ

کی بشارت میتے ہیں اور بابا جان کہتے ہیں کہ اے فرزند جلد آ اور جو کچھ تجھے درمیش ہے وہ

تیرے لئے بہت خوب ہے تھوڑے وقفہ کے بعد پھر آپ نے وعلیکم السلام کہا اور جناب

امیر نے کہا کہ میکائیل آئے ہیں اس کے بعد دفعتاً آپ کا رنگ زرد ہو گیا اور آپ نے فرمایا۔ وعلیکم

السلام یا قاضی احوال و عجل ولا تنذ بنی۔ یعنی سلام ہو تمہارے ملک الموت میری مع

برزی قبض کرو کہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ اس کے بعد اسما کو اپنے پاس بلا کر اور حجرہ کی طرف اشارہ

کر کے کہا کہ مجھے اس حجرہ میں پہنچا دو جناب امیر اوتھ کر نماز عصر کے لئے مسجد گئے اور اسما نے حجرہ میں فرش کر کے جناب مصورہ کو لے جا کر لٹا دیا۔ آپ نے اسما سے فرمایا کہ مجھے یہاں تنہا چھوڑ دو اور میرے پاس کوئی نہ آئے تھوڑی دیر کے بعد مجھے پکارنا اگر میں جواب نہ دوں تو جان لینا کہ میں دنیا گذر گئی۔ یہ سن کر سب علیحدہ ہو گئے اسما کہتی ہیں کہ میں حجرہ کے دروازے پر بٹھری رہی میں نے سنا کہ جناب سیدہ خدا کی درگاہ میں مناجات کر رہی ہیں اور عرض کرتی ہیں: الھی وسیدی استلک بالذی اصطغیتہم ان تغفر لشیعتی وشیعتی ذریعتی۔ یعنی اے میرے عداؤں اے میرے مالک بواسطہ اون بزرگواروں کے جن کو تو نے برگزیدہ کیا ہے میں تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ میرے اور میری ذریت کے شیعوں کو بخش دے مناجات دعا کرتے کرتے دفعتاً خاموش ہو گئیں میں نے آپ کو آواز دی تو کچھ جواب نہ پایا۔ میں فوراً حجرہ کے اندر گئی اور چہرہ انور سے چا کا گوشہ ہٹا کر دیکھا تو آپ انتقال فرما چکی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۴

جس طرح جناب فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا وعلیہا السلام کی تاریخ ولادت میں علمائے کرام نے اختلاف فرمایا ہے اسی طرح اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ پیغمبر خدا علیہ وآلہ السلام کے بعد آپ کتنے دن زندہ رہیں اور کس تاریخ آپ نے انتقال فرمایا۔ کتاب مناقب و کتاب عیون المعجزات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا کے بعد آپ چالیس دن زندہ رہیں اور بعض روایتوں سے پیغمبر خدا کے بعد ہفتہ (۷) یوم اور بعض سے پچاسی (۸۵) یوم اور بعض سے چار ماہ اور بعض سے دو ماہ اور بعض سے تین ماہ دس یوم اور بعض سے چھ مہینہ اور بعض سے آٹھ مہینہ زندہ رہنا پایا جاتا ہے۔ کتاب کافی میں لکھا ہے اور فاضل مجلسی علیہ الرحمۃ نے بھی قبول فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا کے بعد جناب فاطمہ پچتر دن زندہ رہیں اور صاحب تاریخ التواریخ نے بھی پچتر یوم تسلیم کر کے تاریخ وفات ۲۷ جمادی الاول ۱۱ھ ہجری روز سہ شنبہ لکھی ہے اور اس لحاظ سے جناب صدیقہ کی عمر شریف بوقت انتقال اٹھارہ سال دو ماہ ایک دن کی بحساب قمری بتلائی ہے۔ لیکن یہ تاریخ اس لحاظ سے ہے کہ پیغمبر خدا کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع اول قرار دی جائے اور اگر آنحضرت کی تاریخ انتقال ۲۸ صفر مانی جائے تو جناب سیدہ کے انتقال کی تاریخ وسط ماہ جمادی الاول ہوگی الغرض جب اسما کو معلوم ہوا کہ جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا تو وہ رونے لگیں اون کے رونے سے حضرات حسن و حسین و زینب و ام کلثوم علیہم السلام گھبراتے ہوئے حجرے کے اندر آئے اور اسما سے پوچھنے لگے کہ اماں کا مزاج کیسا ہے کیا

لے کسی شاعر نے تاریخ وفات یہ لکھی ہے: ۱۔ فاطمہ آنکہ سید مدنی۔ برگزیدہ بعضہ منی ۲۔ سہیل و فاضل بیہ
برخون۔ ماتہ دنیا بامتش بے جان سدا

سورہی ہیں۔ اسمانے کہا کہ اے فرزندو! وہ اپنے والد رسول خدا کے پاس تشریف لے گئیں۔ یہ
 من کر رہے تھے۔ اسمانے اون کو سنبھالا اور حنین علیہا السلام سے کہا کہ اے پیغمبر کے نور
 چشمو! باہر جاؤ اور اپنے با جان کو اس مصیبت عظمیٰ کی خبر کرو۔ امیر المومنین اوس وقت
 مسجد میں نماز کے لئے کئے ہوئے تھے دو نو صاحبزادے روتے ہوئے جب مسجد کے قریب
 پہنچے تو اون کو روتے دیکھ کر لوگ دوڑے اور پوچھا کہ اے فرزند ان پیغمبر خیر تو ہے کیوں
 روتے ہو۔ صاحبزادوں نے کہا کہ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ جناب امیر نے جو یہ جانکا خبر سنی
 تو شدت اندوہ طال سے دین پر گر پڑے اور افغان و خیزان گھر میں تشریف لائے اور جناب
 معصومہ کے چہرہ الفرسے چادر ہٹا کر ملاحظہ فرمایا اوس وقت آپ کو جناب سیدہ کے سر نے
 ایک رقمہ ملا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا اما وصت بہ فاطمہ بنت
 رسول اللہ وہی شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ وان الجنۃ حقۃ
 والنار حقۃ وان الساعة آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور۔ یا علی انا فاطمہ
 بنت محمد زوجتی اللہ منک لا کون لك فی الدنیا والاخرۃ انت اولیٰ بی من غیری
 حنطنی وغسلنی وکفنی باللیل وصل علی وادفنی باللیل ولا تعلم احدٌ اواستود
 اللہ واقوم علی ولدی السلام الی یوم القیامۃ۔ یعنی یہ فاطمہ بنت محمد کا وصیت
 نامہ ہے جس میں وہ گواہی دیتی ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمد
 اوس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ حجت و دوزخ کا ہونا پچ ہے اور موت برحق ہے
 اور اس میں شک نہیں ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور اوس دن خدا مردوں کو قبروں
 سے اٹھائے گا۔ یا علی میں فاطمہ بنت محمد ہوں خدا کے حکم سے میری تزویج تمہارے
 ساتھ کی گئی کیونکہ میں دنیا اور آخرت میں تمہارے واسطے ہوں اور تم بہ نسبت عین کے میرے
 لئے اولے ہو تم مجھ کو حنوط و غسل و کفن شب کے وقت دنیا اور مجھ پر نماز پڑھ کر رات ہی
 کے وقت دفن کرنا اور کسی کو اطلاع نہ دینا۔ اور میں تمکو خدا کے سپرد کرتی ہوں اور اپنی بیویوں
 پر قیامت تک سلام کہتی ہوں۔ جناب خیر النساء علیہا السلام کے انتقال کی خبر
 تمام مدینہ میں مشہور ہو گئی اور صراط کہرام پڑ گیا۔ لوگ جوق جوق روتے ہوئے بیت الشرف
 پر حاضر ہوئے خواتین بنی ہاشم و زنان مہاجرین و انصار و اہل بیت المومنین بنجر حضرت
 عائشہ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ تمام شہر میں اس قدر نالہ و شیون برپا ہوا کہ معلوم ہوتا تھا زمین

زلزلہ میں ہے ہر دو دیوار سے گریہ و بکا کی صدا بلند تھی۔ امیر المؤمنین باہر تشریف لائے دو صاحبزادے آپ کے پاس نہایت بقیاری سے رو رہے تھے کہ اتنے میں چھوٹی بی زادی حضرت ام کلثوم سر سے پیر تک چادر اوڑھے ہوئے اور مقنعہ چہرہ مبارک پر ڈالے روتی ہوئی آنحضرت کے پاس آئیں اور رو رو کر کہتی تھیں یا ابتاہ یا رسول اللہ واما لا یعنی اے بابا رسول اللہ آپ کے بعد ہم اپنی اماں جان سے بھی جدا ہو گئے۔ صاحبزادی کے جگر خراش میں سے تمام مسلمانوں کے دل پاش پاش تھے اور سب داسید تاہ و اولاد کہہ کر بہ آواز بلند رو رہے تھے اور منتظر تھے کہ جنازہ باہر لایا جائے تو مار و دفن میں شریک ہوں اوس وقت ابوذر غفاری روئے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے گھر جائیں دختر سیمبر کا جنازہ ابھی نہیں اٹھایا جائیگا پس وہ لوگ چلے گئے۔

تکفین و تدفین جنازہ العالین علیہا کی میت طاہرہ کو غسل دیا اور اوس کا فور سے حنوط کیا جو جناب رسالت کے انتقال کے وقت جبرئیل بہشت سے لائے تھے اور اوس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار حصے کر کے ایک حصہ اپنے واسطے اور ایک حضرت خیر النساء اور ایک حضرت امیر اور ایک حضرت حسن کے واسطے معین فرمایا تھا چنانچہ جب آنحضرت نے اوس کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور حضرت حسینؑ کا حصہ نہیں لگایا تو صاحبزادے نے شکایت کی کہ نانا جان آپنے سب کو کا فور بہشتی میں سے حصہ دیا مجھ کو کیوں نہیں مرحمت فرمایا۔ حضور سرور عالم بہت سکھہ سن کر بے اختیار رونے لگے اور فرمایا اے نوحیم شہید راہ خدا کے واسطے کا فور کی ضرورت نہیں ہے۔ الغرض جناب امیرؑ نے حضرت صدیقہ کبریٰ کو سات پارچہ کا کفن دیا اور جب بند کفن باندھنے لگے تو آواز دی کہ اے زینبؑ وام کلثوم وائے حسن و حسینؑ آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو کہ پھر اس کے بعد جنت میں پہنچنے تک ملاقات نہو گی۔ یہ سننے ہی سب نے دوڑ کر جنازہ کے گرد ہجوم کر لیا اور رونا شروع کیا کوئی جنازہ معصومہ کے قدموں پر سر رکھے رونا تھا کوئی سینہ اقدس سے لگا رونا تھا۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جس وقت حسینؑ اپنی ماں کی میت پر بقیاری سے بوسے تھے فاطمہؑ کی لاش مطہرہ کو جنبش ہوئی اور اون کی طرف اوس نے میلان کیا اور بآواز خف آہ کی اور دونوں ہاتھ کفن سے نکال کر حسن و حسینؑ کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور اوس

وقت ہاتھ نے آواز دی کہ یا علی! حنین کو ستیدہ کے سینہ سے جلد ہٹا لو کہ ملائکہ آسمان چین ہو رہے ہیں۔ امیر المومنین نے بہ نرمی صاحبزادوں کو صدیقہ طاہرہ کی میت سے جدا کیا اور کفن کے بند باندھ دئے اور یہ اشعار فرماے۔

فراقك اعظم الامثیاء عندی وفقدك قاطم ادھا الشكول
لے فاطمہ تمہارا فراق میری لئے ایک مصیبت عظیم ہے اور تمہارا فقدان میری لئے انتہاء جبکہ اعظم ہے
ساہکی حرۃ وانوح شجواً علیٰ خیل مضئے اسنا سبیل
میں حسرت و اندوہ سے گریہ و نوحہ کرتا ہوں ایسے دوست پر جو روشن رات سے گزر گیا۔
الایا عین جودی واسعد بنی فخرنی دالہ! ایک حلیلی
لے آنکھ روئے اور آنسو بہانے میں کوتاہی نہ کر اور اس حزن دائمی میں میرے شوہر رئیس میری عادت کر
حدیث فضہ میں یہ اشعار بھی جناب امیر سے منسوب ہیں۔

لکل اجتماع من خلیلین فرقة فکل الذی دون الفراق قلیل
دو دوستوں کے اجتماع کے لئے فراق لازمی ہے اور سوائے فراق کے جو کچھ ہے وہ کم ہے
وان افتقادی فاطمہ بعد احمد دلیل! ان لا یدوم خلیل
حضرت احمد کے بعد اے فاطمہ تمہارا فقدان اس امر کی دلیل ہے کہ دوست کے لئے دوام نہیں ہے
ان اشعار کے جواب میں ہاتھ نے یہ اشعار کہے۔

یرید اللہ ان لا یموت خلیلہ ولیس لہ الا الممات سبیل
یہ جان چاہتا ہے کہ اس کا دوست نہ مرے حالانکہ سوائے موت کے راستہ ہی نہیں ہے
فلا بد من موت ولا بد من بیل وان لقائی بعد کم لقیل
موت اور کھنگی لا بد و لازمی ہے اور تمہارے بعد میری بقا بہت کم ہے
اذ انقطعت یوماً من العیش مدت فان بقاء الباکیات قلیل
جب زندگی کی مدت منقطع ہو جاتی ہے تو اگر یہ کرنیوالوں کی بجا کم ہو جاتی ہے
ستعرض عن ذکرى وتنسی مودتی وحیدث بعد الخلیل بدیل
میرے ذکر سے اعراض کیا جائے اور میری دوستی بھلا دی جائے اور میری بعد دوست کا بدل پیدا ہو جائے

قریب ہے کہ میر ذکر سے اعراض کیا جائے اور میری دوستی بھلا دی جائے اور میری بعد دوست کا بدل پیدا ہو جائے
حب رات زیادہ گئی اوس وقت جناب صدیقہ طاہرہ کا جنازہ حب وصیت تابوت
میں اٹھایا گیا (۱) اوس کے ساتھ امیر المومنین و حنین علیہم السلام اور عمار و مقداد و ابوذر
ؓ اسلام میں یہ پھللا جنازہ تھا جو تابوت میں اٹھایا گیا۔

وسلمان وعقیل وزبیر وعباس وفضل وقثم وبریہ وابن مسعود وحذیفہ ۱۰ تھے (۲) پہلے اوس کو جناب سچمیز خدائی قبر طہر پر لے گئے اور امیر المؤمنین نے جناب سید المرسلین کی طرف خطاب کر کے عرض کیا السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا نور اللہ السلام علیک یا صفوة اللہ منی السلام علیک والتحیة واصلة منی الیک ولدیك ومن انتک النازلة علیک بفنائک واتن الودیعة قد استودت والزہینة قد اخذت فوا حزناہ علی الرسول ثم من بعد علی النول ولقد اسودت علی الغبراء و بعدت علی الحضراء فوا حزناہ ثم واسفاہ - یعنی سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا - سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا سلام و درود متواترہ و متصلہ ہو آپ پر میری طرف سے اور آپ کے دونوں فرزندوں کی طرف سے اور آپ کی دختر کی جانب سے جو آپ کے پاس نازل ہوئی ہے - وہ آپ کی ودیعت تھی جو مجھ سے مسترد کر لی گئی اور رہنہ تھی جو ماخوذ کر لی گئی واہ حزناہ آپ کی مفارقت اور بعد آپ کے بتول کی جدائی میرے لئے مسخت جائیگا مصیبت ہے ان مصیبتوں نے دنیا میری نظروں میں تاریک کر دی اور آسمان دور ہو گیا - وا حزناہ واسفاہ - اس کے بعد جنازہ کو روضہ کے مقام پر لائے اور نماز جنازہ پڑھی اور اوسی مقام پر (بروایتے) دفن کیا - دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ روضہ سر نماز پڑھ کر جنازہ کو جنت البقیع میں لے گئے اور وہاں ایک جگہ سے دومرتبہ آواز آئی کہ جنازہ کو یہاں لاؤ - امیر المؤمنین ؑ اوس طرف متوجہ ہوئے اور ایک قبر تیار اوس جگہ آپ کو ملی اوس قبر میں جنازہ کو اتارا جبوقت قبر میں جنازہ کو اتارنے لگے تو دو ماٹھا اوس قبر میں نودا ہونے جو رسول اللہ کے ماٹھا معلوم ہوتے تھے اور آواز آئی کہ لے علی! لاؤ میری امانت مجھے دو - جناب امیر نے مسبت کو اون ماٹھوں میں دیدیا اس کے بعد وہ قبر بند ہو گئی - تیسری روایت یہ ہے کہ جناب معصومہ کا جنازہ گھر سے نکالا ہی نہیں گیا اور گھر کے اندر ہی دفن کیا گیا صبا ناسخ التواریح لکھتے ہیں کہ فاضل مجلسی علیہ الرحمتہ کے نزدیک یہی روایت معتبر ہے کیونکہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام سے جناب معصومہ کا مدفن پوچھا گیا تو اپنے فرمایا کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی دفن کی گئیں - اور جب بنی امیہ نے مسجد کو وسیع کیا تو وہ قبر مسجد میں آگئی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جناب معصومہ اپنے مکان کے اندر ہی دفن ہوئیں - دفن کرنے کے بعد جناب امیر المؤمنین نے قبر کے پاس ٹیچکر

۱۰ بروایت طبری جنازہ میں صرف امیر المؤمنین وعباس و معتمد و دوزیر شریک تھے -

۱۔ رین یہ سہمیز غذا کی دختر ہے جو میرے پاس دویت
 سے سپرد کرتا ہوں اس وقت آواز آئی کہ لے مل! میں اس پر تپتے
 پٹ پٹ کر رہی اور مراجعت فرمائی۔ امیر المومنین نے جناب سید
 الشہداء بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اطراف میں راستہ
 نشان بنا دئے تاکہ اون لوگوں کو آپ کی قبر کا پتہ ملے جن سے آپ کا رہا اور آئندہ
 میں شاہ عبدالحق صاحب بلوی محدث المسند مارج النبوة میں لکھتے ہیں۔
 در محل دفن دے (جناب سیدہ) رضی اللہ عنہا اختلاف است بعضے بآئندہ کہ مرقہ
 بقیع است در قبۃ عباس آجھا کہ سائر اہلبیت نبوت آسودہ اند و بعضے بآئندہ کہ مدفن
 در بیت است کہ داخل مسجد نبوی شدہ است و جنازہ اور از خانہ بیرون نہ روند والا
 زیارت ہے در اینجا متعارف است و قول دیگر آید کہ قبر دے رضی اللہ عنہا در شجہ
 بقیع کہ بوسے منسوب است در جہت قبۃ عباس مایل بشرق و امام غزالی در زیارت بقیع
 کہ مایل مسجد کردہ و گفتہ اند کہ دے معروف است بہ بیت الحزن کہ فاطمہ زہرا در ایام حزن و
 مصیبت مدخلۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از صحبت مردم توحش و جدالی گزیدہ در اینجا
 کردہ بود و نیز گویند کہ این موضع خانہ ایست کہ علی مرتضیٰ در بقیع گرفتہ بود۔ واللہ اعلم
 و اول صحیح و موافق اخبار و آثار است و مسعودی در مروج ذہب می آرد کہ در موضع قبر
 امام حسن و زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق سلام اللہ علیہم اجمعین سنگی یافتہ بر دو نشہ
 ہذا قبر فاطمہ بنت رسول اللہ سیدۃ النساء العالمین و قبر الحیث بن علی و علی
 بن الحسین بن علی و جعفر بن محمد علیہم التحیۃ والسلام و ظہور این سنگ در سن
 اثنین و ثلاثۃ (۳۰۲) ہجری بود صاحب تاریخ التواریخ لکھتے ہیں کہ دفن کے بعد
 سچ کو حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ جناب امیر المومنین کے دروازے پر شرکت نماز جنازہ
 کے لئے حاضر ہوئے۔ مقداد بن اسود نے اون سے کہا کہ جناب سیدہ طاہرہ ؑ کی
 میت کورات ہی میں دفن کر دیا اب کوئی امر باقی نہیں ہے۔ یہ سن کہ حضرت عمر نے حضرت
 ابوبکر سے کہا کہ میں نے دکھا تھا کہ یہ لوگ (نبی ہاشم) ایسا ہی کریں گے اور محمد کو شریک نہ بنے
 یں گے۔ حضرت عباس نے کہا کہ حیز النساء نے اذوے وصیت تم لوگوں کی حاضری
 اور شرکت نماز کو منع فرمایا تھا اس لئے تم کو تکلیف نہیں دیکھی۔ حضرت عمر نے نہایت

مہم لوگ اپنے حسد سے باز نہ آؤ گئے اور ہم سے ہر
 چاہیں تو ابھی قاطعہ کی نقش کو قبر سے نکال کر اوس پر نماز پڑھیں اور
 الرجال آگیا اور غضبناک ہو کر فرمایا کہ اسے پس صہاک، اگر تو ایسا ارادہ
 بدیہ تلوار تجھ کو تیرے خون میں نہلائے بغیر ہجر میان میں واپس نہ آئیگی
 حضرت عمرؓ بہ ہمت دو سید سن کر دم بخود ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھ کر ایسے المؤمنین سے
 معذرت کرنے لگے۔ اس کے بعد سب لوگ متفرق ہو کر واپس چلے گئے۔
 ہمدی محمدؓ مبین حنفی فرمائی علیؓ وسیلۃ النجاة میں لکھتے ہیں :- روز دیگر ابوبکر صدیقؓ
 و عمر فاروقؓ دو دیگر صحابہ باہلی مرتضیٰ تنکا بیت کردند کہ چوں مارا خبر نہ کردی تا شرف
 بروئے دریافتے۔ علیؓ عذر گفت کہ بنا بر وصیت وے کردم۔

روز تھانہ الاحباب میں ہے :- روز دیگر ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و سایر اشرف
 صحابہ رضی اللہ عنہم باہلی مرتضیٰ معاہدہ میکردند کہ چرامارا خبر نہ کردی تا شرف نماز بروئے دریافتے
 علیؓ عذر گفت کہ بنا بر وصیت وے چنان کردم۔

زیارت جناب قاطعہ زہرا علیہا السلام کتب مذہب مایہ میں جناب قاطعہ زہرا کی
 زیارت کے بارہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی زیارت
 اون معصومہ کی پڑھے اور خدا سے آمزش طلب کرے تو حق تعالیٰ گناہ اوس کے بخشتی
 ہے یا م خاصہ میں مثلاً یوم ولادت کہ ۱۰ جمادی الثانی ہے یا یوم وفات کہ (بہ اختلاف
 روایات) ۲۷ جمادی الاول ہے یا یوم تزویج کہ (بہ اختلاف روایات) ۱۰ ذی الحجہ ہے یا
 یوم مباہلہ کہ ۱۲ ذی الحجہ ہے یا یوم نزول سورہ ہل الخ کہ ۲۵ ذی الحجہ ہے ان کے علاوہ اور
 ایام متبرکہ میں جناب سیدہ کی زیارت پڑھنا اوسلے واجب ہے۔ طریقہ زیارت کا یہ ہے
 کہ وہو کر کے جناب سیدہ کی قبر اطہر کی طرف منہ کرے اور اس طرح زیارت پڑھے :-

السلام علیک یا سیدۃ نساء العالمین۔ السلام علیک یا والدۃ الحجج علی الناس
 اجمعین۔ السلام علیک انتی المظلومۃ الممنوعۃ حقہا۔ اللہم صل علی امتک
 وابنتہ نبیک و زوجۃ وصی نبیک صلواتک تنزلہا فنون زلفی عبادک المکرمین
 من اهل السموات و اهل الارضین۔ زیارت پڑھ چکنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے
 قرآن مجید سورہ البقرہ کے ساتھ (۶۰) مرتبہ

